

**You Are My Glory Love By Uzma Mujahid**

Posted on Kitab Nagri



[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

کتاب نگری

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

کتاب نگری اسپیشل

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com) آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے

سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595

# YOU ARE MY GLORY LOVE

UZMA MUJAHID

ان سب ویب، بلاگ، یوٹیوب چینل اور ایپ والوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اس ناول کو چوری کر کے پوسٹ کرنے سے باز رہیں ورنہ ادارہ کتاب نگری اور رائیٹرز ان کے خلاف ہر طرح کی قانونی کارروائی کرنے کے مجاز ہوں گے۔



"قبول ہے۔"

اپنے قریب سے ابھرتی دھیمی نسوانی آواز پہ اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔  
"لکیر"

داؤ جان کی آواز پہ اس نے بند آنکھیں کھولتے ایک شکایتی نگاہ ان پہ ڈالی اور مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس سے قبولیت کی سند لے رہا تھے۔

"ابرش بیٹا اب آپ میرا کو اندر لے جائیں۔"

داؤ جان نے ابرش (لکیر کی بہن) کو کہا تو وہ زور شور سے سر ہلاتے اسے بازو سے تھامتے ہوئے میرب حیات کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

"ابرش ! لکیر کے کمرے میں لے کے جائیں۔"

داؤ جان کی بھاری آواز پہ میرو کے لبوں سے ایک خاموش سسکی ابھری تھی کیا وہ جانتی نہیں تھی کہ سامنے بیٹھا شخص کبھی اسے اس حثیت سے قبول نہیں کرنے والا ہے لیکن داؤ جان کا کہا ٹالنا اتنا آسان کب تھا۔

لکمیر نے سرخ آنکھوں سے سیاہ چادر کے ہالے میں جاتی دہلی پتلی لڑکی کو دیکھا اور پھر اس سے رخ موڑ لیا۔

"بہت برا کیا تم نے انا بیہ شاہ تم نے بہت برا۔"

خاموش شکوہ سامنے ڈرامینگ روم کی دیوار پہ لگی تصویر سے کرتے وہ وہاں موجود مہمانوں سے ملنے لگا تھا جو اسکی زندگی کے نئے سفر پہ اسے مبارکباد دے رہے تھے۔

شاہ حویلی میں لگا تماشہ ختم ہو چکا تھا سب ہی دھیرے دھیرے وہاں سے نکلتے گئے تھے۔

نوکروں سے ہٹ کے حویلی میں اسوقت تین افراد موجود تھے جو اپنی اپنی جگہ سک رہے تھے۔

ان سناٹوں کو توڑنے والی آواز گھر کے پرانے خوبصورت پیتل کے نقش و نگار سے مزین ٹیلی فون کی تھی۔

"ہیلو لکمیر یہ تم ہونا، ت۔۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو میرے ساتھ۔۔؟ مم۔۔ میں نے شادی سے انکار نہیں کیا تھا لکمیر صرف کچھ وقت۔۔"

دوسری طرف سے آتی آواز کا گلہ گھونٹتے ہوئے اس نے ریسور کو کریڈل پہ رکھ دیا تھا۔



وہ جو لڑکی اسکی سانسوں سے اسے پہچان لیتی تھی بھلا یہ ممکن تھا کہ وہ اسکی اذیتوں سے آگاہی ناپاتی؟ بات صرف انکار تک محدود کہاں رہی تھی بزم میں تماشہ اور دل میں جو طوفان برپا تھا کہیں نا کہیں اس سب کی ذمہ دار وہ انا بیہ شاہ کو ہی جانتا تھا پر یہ تو مقدر کے کھیل تھے اگر وہ اسکے نصیب میں ہوتی تو کوئی بھی انہیں الگ نہیں کر سکتا تھا پر جو قسمت میں نہیں تھا اس سے لڑنا باعث اذیت ہی تھا۔

فون ایک بار پھر بج اٹھا تھا کمیر نے کال اٹھانے کی بجائے ایکسٹینشن کی وائر نکال دی تھی۔

وہ اسوقت ذہنی کشمکش سے بچنے کیلئے صرف یہی کر سکتا تھا اور کچھ ممکن ہی کہاں تھا بھلا؟

جہاں لفظ محبت آجائے وہاں اپنی ذات کچھ نہیں ہوتی۔ ہم محبت محرم سے کریں یا نا محرم سے 'جہاں عزت نفس کو مجروح کر کے 'محبت نبھائی جائے تو وہاں ایک وقت ایسا آتا ہے جہاں ہم خود کی ذات کو نگلتے ہیں۔

اک نظر الفت کے لیے ہم اپنے من پسند شخص کے سامنے روتے 'ہنستے' خود کو آزماتے اور کبھی تو گڑ گڑانے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتے۔

وہ بھی رویا تھا اپنی محبت کو آنسوؤں کی شکل میں اسکے پاؤں کی زنجیر کرنا چاہتا تھا لیکن وہ نہیں رکی تھی اور پھر وقت وہ ان دونوں کا نہیں رہا تھا جس نے عارضی فاصلوں کی عمر تمام کر دی تھی۔

نگاہ پھر سے سامنے اٹھی تو ہمیشہ آنکھوں کو تسکین دینے والا منظر سامنے تھا۔

داؤجی کے کندھے پہ سر رکھے ایک طرف کو بیٹھی انا بیہ شاہ اور دوسری طرف بیٹھے لکیر شاہ کتنی مکمل تصویر تھی اپنے اندر ایک جامع کہانی لیے ہوئے۔ لیکن اس تصویر کو گرہن لگا تھا لکیر شاہ اور داؤجی کے قدموں کے درمیان بیٹھی میرب حیات کی موجودگی سے۔

نم آنکھوں سے تصویر دیکھتے اس نے آگے بڑھتے اس فریم فوٹو کو دیوار سے ہٹایا تھا اور ٹی۔وی ٹیبل کی ڈرامیں رکھتے گویا اسے زندگی سے نکالنے کی آخری کوشش تھی اسے شاید لگ رہا تھا جتنی آسانی سے دیوار سے تصویر اتاری ہے اتنی ہی آسانی سے وہ انا بیہ شاہ کو بھول جائے گا پر کہاں ممکن تھا جو اسکے دل میں کندہ کر دی گئی تھی۔

خود کو سنبھالنے کی حتی المکان کوشش کرتے وہ

بھاری قدم اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا تھا جہاں اسکی زندگی کی سب سے اذیت ناک تصویر اسکی منتظر تھی جسکا وجود اسے نے کبھی اہم جانا ہی نہیں تھا شاید اس کی دنیا فرد واحد انا بیہ شاہ تک محدود رہ گئی تھی تبھی۔

اسے ان چاہے وجود کو ڈھونڈنے کی زیادہ تگ و دو نہیں کرنی تھی پر وہ جو سامنے ہی صوفے پہ دبکی بیٹھی تھی اسکیلئے بھی یہ سب جھلینا اتنا آسان نہیں تھا وہ جو لمحوں میں اپنی ذات کے حوالے بدل کے بیٹھی تھی بھلا اسکی اوقات کہاں تھی کہ وہ لکیر شاہ کے بستر کی زینت بنتی؟

ایک خوف تھا جو اندر کنڈلی مارے بیٹھا تھا وہ تو خود پہ اسکا سائیہ برداشت نہیں کرتا اس کمرے میں اسکی موجودگی کو کیسے برداشت کرے گا؟ کئی سوالوں اور ان گنت اندیشوں میں گھری وہ آنے والی کے قدموں کی چاپ پہ کان دھرے بیٹھی تھی۔

وہ گلا کرتی بھی تو کس سے جو واحد آسراء تھا داؤ جان انہوں نے ہی اسکی ذات پہ ستم کرتے چاند کے ساتھ زمین کو ملانے کی کوشش کی تھی۔

اسے دیکھتے ہی لکیر شاہ کے پرانے درد جاگ اٹھے تھے۔ کچھ کھونے کا احساس شدت سے غالب آیا تھا اگر وہ نہ ہوتی تو شاید ہی دنیا کی کوئی دیوار انکے درمیان آتی۔

"تت۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

انتہائی فضول سوال جسکا جواب کچھ دیر پہلے ہی مل چکا تھا بلکہ اس نے خود ہی اسے وجہ دی تھی۔ میرا اس دل چور آواز پہ لڑکھڑاتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔

"وہ داؤ جان نے۔۔۔"

www.kitabnagri.com

"داؤ کہیں مر جاؤ میرب حیات کیا تم مر جاؤ گی؟"

وہ منجمد حواسوں سے اسکے سر پہ پہنچا تھا۔

وہ خوف سے تھر تھر کانپتی سر اثبات میں ہلا گئی تھی، ایک ہی شخص تو تھا دنیا میں اگر وہ اسکی بھی نہ سنتی تو؟

جبھی لکیر نے اسے بازو سے پکڑے دروازے کی طرف دھکیلا تھا۔

"تو مر جاؤ میرب حیات شاہ لیکن یہاں نظر نہیں آؤ، کیوں کہ لکیر شاہ کو تمہارا وجود، تمہاری یہ حثیت یہاں پر قطعاً گوارہ نہیں ہے، سمجھی تم۔۔۔۔۔ یہ روم یہ جگہ صرف اور صرف انابیہ شاہ کی ہے سمجھ رہی ہونا تم میری بات کو جانتی تھی نا تم سب؟ پھر کیوں نہیں بولی تم؟ تمہاری نیت میں کھوٹ تھا لیکن اتنا جان لو تم کہ لکیر شاہ۔۔۔۔۔"

صرف اور صرف انابیہ شاہ کا ہے ہمیشہ سے اور ہمیشہ اسی۔۔۔۔۔ کا ہی رہے گا، یہ رشتے یہ ڈور میرے لیے پھندا تو بن سکتے زندگی نہیں، کیونکہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اور وہ صرف انابیہ شاہ کیلئے ہے۔۔۔۔۔"

سیاہ چادر میں لپٹے وجود نے اوائل شب کی تذلیل پہ آہ بکا کرتے سسکیوں کو اپنے اندر دبایا تھا اور دروازہ واکے باہر نکل گئی تھی۔

اپنے ٹھکرائے جانے کا دکھ نہیں تھا کیونکہ وہ مسلط کی گئی تھی یہ تو روز اول سے طے تھا کہ لکیر شاہ صرف انابیہ شاہ کا ہے تو بھلا وہ چاند پہ گرہن کیسے ثابت ہوتی؟  
اپنے کمرے میں پہنچتے وہ سسکا اٹھی تھی۔

"مما"

ہچکیوں کے درمیان ایک لفظ ادا کیے وہ پھر سے رونے لگی اور بے تحاشہ روتے اسے پتا ہی نہیں تھا وہ کیوں رو رہی ہے اسے تو ہر قدم پہ نیچا دکھایا جاتا رہا تھا یہ پہلی بار نہیں تھا۔

اذیتوں بھری شب کی صبح بھی کوئی اتنی خاص نہ تھی جب ذہن کے درتچے پہ منجمد منظر نے اسے تکیے کو دیوار پہ مارنے اور ساتھ ہی کمرے کی ہر چیز تہس نہس کرنے کے بعد بھی ہٹنا گوارہ نہیں کیا تھا۔ سیل بجنے کی آواز پہ اس نے نمبر دیکھا جہاں 'لائف لائن' کے جگمگاتے حروف نے اسے عظیم نقصان سے پھر سے آشنا کروایا تھا وہ بیوفائی کے زمرے میں آیا تھا۔ قصور جسکا بھی تھا بیوفاتو وہ گردانا جانا تھا؟ وعدے اس نے کیے تھے ہمیشہ ہر حال میں ساتھ نبھانے کے اور وہیں پیچھے ہٹ گیا تھا۔

کیا جواب دیتا وہ اسے؟

وہ یک ٹک اسکرین کو گھور رہا تھا جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور ساتھ ہی کام والی کی طرف سے داؤ جان کا پیغام دیا گیا کہ وہ انہیں کھانے کی ٹیبل پہ یاد کر رہے ہیں۔

اذیت سے پر ہونٹوں کو سختی سے بھینچے واشروم کی طرف بڑھا تھا چہرے پہ کئی چھینٹے مارنے کے باوجود بھی دل اور دماغ پہ چھائی کھلن کم نہیں ہوئی تھی۔

وہ کسی اور کے نام سے منسوب کیا جا چکا تھا، اب کے ہر منظر میں اسے انابیہ شاہ نہیں بلکہ میرب شاہ کو یاد رکھنا تھا۔

دیکھنے والے اسے اسی پہچان سے دیکھتے، جاننے والے اب یہی جانتے تھے کہ لکیر شاہ کی شادی میرب حیات شاہ سے کی گئی ہے۔

دل کا درد بڑھنے لگا تھا جیسی وہ اپنی تکلیف سے لڑتے لڑتے دل کو سنبھالتے باہر نکل آیا۔

"آؤ آؤ میرے شیر بچے، نذیراں میرے بچے کیلئے گرم ناشتہ بنا کے دو۔"



ٹیبیل پہ رکی نذیراں داؤ جان کا حکم پاتے ہی فوراً پچن کی طرف بڑھی تھی جبکہ ٹیبیل پہ پہلے ہی انواع اقسام کے کھانے موجود تھے۔

لکیر کی بے ساختہ نگاہ اسکی طرف اٹھی جو نکھر اسراپا لیے، گلے میں سونے کی چین، کانوں میں چھوٹی چھوٹی بالیاں اور سر پہ لیاگیاریشمی دوپٹہ اوڑھے ناشتہ کھاکم نگل زیادہ رہی تھی۔

اسے تو امید تھی کہ اس نے لکیر کے رات میں اپنائے گئے رویے کی شکایت داؤ جان کو لگادی ہوگی اور یقیناً وہ اس پہ بھڑکیں گے لیکن اتنا دوست ماحول دیکھتے ہوئے بھی اسکا حلق تک کڑوا کر گیا۔

"قیوم اور حیات کا فون بھی آیا تھا میرے اس فیصلے سے بے انتہا خوش نظر آرہے تھے بات بھی اصول کی ہے میں اپنے بچوں کو ایسے چھوڑ کے بھلا انکے پاس کیسے جاؤں جبکہ میرو مجھے جتنی پیاری ہے اس حساب سے اسکا جوڑ کسی ریاست کا شہزادہ ہونا چاہیے تھا جو اپنے گھر میں موجود ہے تو بھلا میں کیوں باہر کی خاک چھانتا؟ ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں؟"

داؤ جان کی بات پہ لکیر کا نوالہ حلق میں اٹکا تھا جبکہ گزری شب کا منظر اسکی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگا تھا۔

"جی داؤ جان۔۔" وہ بمشکل بول پایا جبکہ دل بار بار دہائی دے رہا تھا۔ اگر وہ شہزادہ تھا تو اسکی قسمت میں مہارانی انابیہ شاہ کیوں نہیں آئی؟

میرب کو اس شخص سے ہمدردی محسوس ہوئی جس نے اسے دو کوڑی کیے کمرے سے نکال دیا تھا پھر جانے کیوں؟

کوئی دل کا رشتہ نہیں تھا پھر بھی دل پہ اسکا دکھ نصب ہو گیا تھا محبت کو ہارنے کا دکھ، انا بیہ شاہ کی محبت پہ غاصب ہونے کا دکھ۔۔۔

جب وہ لوٹ آئے گی تو بھلا وہ کیسے سامنا کرے گی اسکا؟  
جس نے ہر پل اسے لکمیر شاہ کی محبت کا دم بھرتے دیکھا تھا؟ اسے لکمیر شاہ کا خیال رکھنے کا کہا تھا قابض ہونے کا نہیں۔

"ہارٹ سرجری ضروری ہو گئی ہے داؤ جان آپ کیلئے، اور پھر یہ رسک لینا ضروری تو نہیں کہ آپ لمبے سفر پہ جائیں پاکستان میں بھی تو علاج ممکن ہے۔"  
رت جگے کی غماز آنکھوں کے ساتھ لہجہ بھی بھرا یا ہوا تھا۔  
پلیٹ میں چیچ رکھ کے کھیلتی میرب نے نظر اٹھائے داؤ جان کو دیکھا تھا جو بیماری سے لڑتے کافی کمزور ہو چکے تھے۔

دل میں عجب وہم سا تھا اس حویلی سے باہر جانے والے لوٹ کے نہیں آتے۔  
"ارے اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھ لیں سمجھو دل جو ان ہو گیا، یوں آنکھیں بند ہوئیں نہیں اور وہاں پہنچے نہیں ہم۔"

داؤ جان کی بات پہ وہ جھوٹا بھی نہیں مسکرا سکا تھا سپاٹ چہرہ لیے انہیں دیکھ رہا تھا جنگی خوشی ہر عضو سے عیاں تھی۔

"یہ بتاؤ چودریوں کے ساتھ زمین کا معاملہ کہاں تک پہنچا؟ اگر زیادہ روڑے اٹکارہے ہیں تو ڈی ایس پی سے بات کر کے دیکھوں؟"

اس نے شکر کیا کہ داؤ جان خود ہی ٹاپک بدل گئے تھے۔ داؤ جان کی بات پہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔  
"نہیں داؤ جان میں دیکھ رہا ہوں اس معاملے کو اس دفعہ شہر جاؤں گا تو انکا کوئی پکا ٹھکانہ کر کے ہی آؤں گا تا کہ روز روز کا یہ بکھیڑا بھی نہ ہو۔ آپ بے فکر ہو کے جائیں۔"  
لکمر نے مضبوط انداز میں کہا تو داؤ جان اثبات میں سر ہلایے ناشتہ ختم کرتے اپنی چھری زمین پہ ٹکائے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

روایت کو برقرار رکھتے وہ دونوں بھی کھڑے ہوئے یہ بات انکی حویلی کا خاصہ تھی کہ اپنے سے بڑا کوئی بھی جب محفل سے کھڑا ہو تو اپنی نشستوں سے کھڑے ہو جانا تعظیم سمجھا جاتا تھا۔  
"میں ذرا سوؤں گا شام کو ایک پنچائیت ہے تو تم بھی تیار رہنا، خیال رکھنا میری بچی کا۔"  
داؤ جان اسے شام کا شیڈول یاد کرواتے ہوئے میرب کی زمداری یاد دلانا نہیں بھولے تھے۔  
لکمر شاہ کیلئے اگلہ نوالہ لینا دو بھر ہو گیا تھا تبھی ناشتہ ادھورا چھوڑے وہ بنا اسکی طرف دیکھے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے چلا گیا تھا۔

"بوا یہ سب سمیٹتے ہوئے گھر لے جائیے گا۔"

میرب نے ایک نظر فروانی سے بچے ناشتے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ لکمر کے آنے سے پہلے ہی داؤ جان نے یہ اہتمام کروایا تھا انکی شادی کی خوشی میں۔

کیا شادی ایسی ہوتی ہے؟

دولوگوں میں انکی مرضی کے بنا باندھے جانے والا بندھن؟

اسکی شادی داؤ جان کہیں بھی کروادیتے اسے فرق نہیں پڑنا تھا لیکن انکا جلد بازی میں لیا جانے والا فیصلہ دودلوں کے کئی ٹکڑے کر گیا تھا جبکہ ایک وہ دل جو سات سمندر پار بیٹھا تھا چین تو اسے بھی نہیں ہونا تھا یقیناً؟

بوا کے کام پہ نظریں جمائے اسکی سوچیں لکیر شاہ اور انا بیہ شاہ کے ساتھ پرواز کر رہی تھیں۔  
وہ تو ان محبتوں کی عینی شاہد تھی پھر کیسے اپنی بہن کا نصیب اپنے سر سجالیتی؟  
موتی پلکوں پہ اٹکا تو ہلکی سی جنبش سے اسے چھپائے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔  
اسے خود ہی نہیں پتا تھا کہ آگے کیا ہونا ہے لکیر اسے قبول کرے گا یا کبھی نہیں۔  
بھلا ایک انمول موتی کو چھوڑتے وہ سیاہ موتی کیوں اپنے شاہی میزان میں سجائے گا؟  
زہریلی سوچیں ہی تو تھیں جو ساتھ تھیں۔

www.kitabnagri.com



اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[knoofficial9@gmail.com](mailto:knoofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/ Pg/ Kitab Nagri

[knoofficial9@gmail.com](mailto:knoofficial9@gmail.com)

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595

**Kitab Nagri**

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

"آؤچ میر بہت پٹوگے تم مجھ سے۔" اپنی ٹیل پونی کے کھینچے جانے پہ وہ چیخی تھی۔

"آہا ہا۔۔۔ تو پتا چل گیا کہ کون ہوں میں؟"

دلنشیں آواز پہ انابیہ کے ہونٹوں کے کنارے پہ پڑتا ڈمپل مزید گہرا ہوا تھا۔

"بلکل میں لکیر شاہ کو اسکی خوشبو سے بھی پہچان سکتی ہوں۔"

انابیہ شاہ نے دعویٰ کرتے اسکے سینے پہ مکابر سایا تھا لکیر کھکھلا اٹھا۔



پاس ہی بیٹھی کاپی پینسل ہاتھ میں کچھ ڈرائینگ کرتی میرب نے سر اٹھائے انہیں دیکھا وہ ایک مکمل منظر تھا انکا ایک ساتھ ہونا۔

لکیر جو اسکی طرف ذرا سا جھکتے شاید ایک ہفتے کی جدائی کی پیاس بجھانے پہ مضر نظر آرہا تھا انابیہ نے اسے آنکھوں سے اشارہ کیا زمین پہ دیکھنے کو کہا تو وہ بد مزہ ہوتے نیچے دیکھنے لگا جہاں میرب کچھ بنا رہی تھی۔  
تیکھے نقوش، ہلکے سانولے رنگ والی میرب شاہ کہیں سے بھی اس حویلی کی مکیں نہیں لگتی تھی جہاں ایک سے بڑھ کے ایک خوبصورت فرد موجود تھا ایسے میں وہ بھلا کس منظر کا حصہ ہو سکتی تھی؟  
"ارے لکیر بیٹا آپ کب آئے؟"

مریم شاہ کی آواز پہ اس نے مڑتے ہوئے انہیں دیکھا۔  
"ابھی آیا ہوں پھوپھو میں تو کب سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے آپ سے ملنا ہے لیکن آپکی یہ لاڈلی آنے ہی نہیں دے رہی تھی۔"

وہ انکے گلے لگتے لاڈ سے بولا تو انابیہ اسے آنکھیں دکھانے لگی تھی لکیر نے بھی زبان چڑاتے جوابی کاروائی کی تھی۔

"اچھا بس انابیہ داؤ جان بلا رہے ہیں آپکو بیٹا اور لکیر تم میرے ساتھ آؤ مجھے کچھ کام ہے تمہارے ساتھ۔"

مریم شاہ نے انابیہ کو داؤ جان کی طرف بھیجا تو لکیر بھی انکے ہمراہ چل دیا۔

اس خاموش منظر میں پیچھے رہ جانے والی میرب نے ایک نظر اپنی کاپی کو دیکھا جہاں اس نے اس منظر کو ڈرا کیا تھا۔

حیرت انگیز طور پہ چھوٹی سی عمر میں ہی اسکے بنائے گئے نقش واضح منظر بیان کرتے جیسے اس وقت ایک دوسرے کو مکمل کرتے لکیر اور انابیہ جو ان سے سات سال چھوٹی میرب کے فیورٹ تھے اسلئے کہ وہ بہترین دوست تھے۔

شاہ حویلی جتنی وسیع تھی مقیموں کے معاملے میں اتنی ہی کنجوسی کا شکار بھی تھی جہاں گئے چنے افراد مقیم تھے۔

داؤ جان کے دو ہی بیٹے تھے قیوم شاہ اور حیات شاہ جبکہ اکلوتی بیٹی ثانیہ شاہ تھیں۔

قیوم شاہ کی شادی انکی پھوپھی زاد مریم شاہ سے ہوئی تو بدلے میں انہوں نے ثانیہ شاہ کا بھی رشتہ اپنے بیٹے کیلئے مانگ لیا تھا تا کہ دونوں گھرانوں کی محبت کو مزید مستحکم کیا جاسکے۔

انکار کی گنجائش ہی نہ تھی کہ دونوں جوڑی ہی خوبصورت تھے مریم شاہ بڑی حویلی کے آنگن میں اتری تو ثانیہ شاہ بھی چھوٹی حویلی میں جا بسیں مگر زندگی نے ثانیہ شاہ سے وفانہ کی اور لکیر کے پیدائش پہ کچھ کمپلیکشنز کی وجہ سے وہ خالق حقیقی سے جا ملی تھیں۔

ادھر مریم شاہ اور قیوم شاہ کی زندگی میں بہار کا جھونکا انابیہ شاہ کی آمد سے ہوا تو مریم لکیر اور انابیہ کی دیکھ بھال ایک ساتھ ہی کرنے لگی تھیں۔

قیوم شاہ اپنے تمام تر بزنس کی دیکھ ریکھ کیلئے ملک سے باہر رہتے تھے اور یہاں کی باگ ڈور چھوٹے بھائی حیات شاہ کو تھمار کھی تھی۔

حویلی میں بھونچال اسوقت برپا ہوا جب حیات شاہ نے اپنی ایک معمولی شکل و صورت والی سیکرٹری سے شادی کر لی تھی۔

داؤ جان کافی ہنگامے کے بعد انکی بیوی کو اپنانے کو تیار ہوئے تھے کہ وہ انکی پسند سے مریم شاہ کی چھوٹی بہن آمنہ شاہ سے شادی کریں گے تو ہی وہ انکی بیوی اور بیٹی کو حویلی میں قبول کریں گے ورنہ دوسری صورت میں انہیں ہمیشہ کیلئے حویلی سے عاق کر دیا جائے گا۔

داؤ جان کی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی تھی اور ویسے بھی نئی نئی محبت کا شوق خاندانی دولت اور ماں باپ کی عیاشی پہ زیادہ بھاری نہ تھا تبھی سر تسلیم خم کیے آمنہ شاہ کو بیاہ لائے۔

حیات شاہ کی پہلی بیوی حویلی میں ایک ان دیکھا وجود بن کے رہ گئی تھیں تبھی زیادہ وقت انتظار نہ کر پائیں اور ایک دن معمولی سے جھگڑے پہ گھر چھوڑ کے چلی گئیں تھیں۔

آمنہ شاہ کی زلفوں کے اسیر حیات شاہ نے بھی طلاق نامہ انکے پیچھے بھیج دیا تو حویلی بھی ایک اضافی بوجھ سے آزادی حاصل کر گئی تھی۔

وقت کے پنے مزید سر کے تھے جب حیات کی پہلی بیوی میرب حیات کو داؤ جان کے حوالے کر گئیں کہ وہ اپنی زندگی میں شوہر کی بیوفائی کی یاد دلاتی میرب حیات شاہ اور اسکا وجود برداشت نہیں کر پار ہی تھیں۔

اس تمام تر حالات میں پہلی بار داؤ جان کو ہلکے سانولے نقوش والی اس لڑکی پہ رحم اور پیار آیا تھا جو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اکثر ہی انکے کام کرتی دکھائی دیتی، وہ سلونے مکھڑے والی من موہنی لڑکی اکثر ہی گھر کے پیارے بچوں کے سامنے اگنور ہو جاتی۔

حیات شاہ بیوی بچوں سمیت باہر شفٹ ہونے لگے تو جانے کن خدشات کے تحت داؤ جان نے اسے اپنے پاس رکھ لیا تھا شعور میں ایک بیٹی کی ماں باپ سے جدائی کا کفارہ ادا کرنا چاہا تھا شاید۔  
مریم شاہ کی پروں میں سمیٹنے والی فطرت سے آگاہ تھے جنہوں نے لکیر کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنا لیا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرب کی زندگی کا مرکز داؤ جان، انابیہ اور مریم شاہ بن کے رہ گئے تھے۔

اسے کبھی فرق نہیں پڑا تھا کہ اسے ہمیشہ انابیہ شاہ کی اترن پہنائی جاتی ہے۔  
بیگ 'بکس' شوز سے لے کے کبھی انابیہ کا بچا ہوا کھانا بھی مل جاتا تو وہ خوشی سے کھا لیتی۔  
جوانی کی حدود میں قدم رکھتے لکیر اور انابیہ شاہ ان دیکھے وعدوں کی زنجیروں میں بندھنے لگے تھے۔  
لکیر مریم کی سلیکشن سے کب انابیہ کی سلیکٹ کی گئی ڈریسنگ، پلیسسر اور گیمرز تک کھیلنے لگا پتا ہی نہیں چلا تھا وہ لڑکی اس کی رگ رگ میں سما چکی تھی۔

حیات شاہ اور آمنہ شاہ کی آمد اگر ہو جاتی تو گویا حویلی میں بہار سی آ جاتی تھی لیکن اس سب میں آمنہ کی کاٹ دار نگاہوں سے چھپتی پھرتی میرب جو کبھی انابیہ کے ساتھ ہنس بول لیتی تھی وہ بالکل ایک کونے میں ہو کے رہ جاتی۔ اسے یاد نہیں تھا کہ کبھی حیات شاہ نے اسے اولاد جیسا پیار دیا ہو۔

سب ہی لکیر اور انابیہ شاہ کے انٹر سٹ سے آگاہ تھے۔ ننھیال اور ددھیال آمنے سامنے ہونے کی وجہ سے اسے کبھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا تھا اور دونوں حویلیوں کے مقیم ایک دوسرے کی روٹین سے اچھے سے ہی آگاہ تھے جب اسکے ارمانوں کا خون تب ہوا جب حیات شاہ کے ساتھ ساتھ قیوم شاہ نے بھی فیملی کو ابراڈ شفٹ کرنے کی بات کی تھی۔

"دس ازناٹ فیئر انو آئی کانٹ لیو وود آؤٹ یو۔"

وہ اسکا ہاتھ تھامے بچوں کی طرح بولا تھا اپنی قیمتی چیز کھونے کا ڈر صاف آنکھوں میں ہلکورے لے رہا تھا۔

جبکہ اپنے لیے اسکی آنکھوں میں اڈتے آنسوؤں دیکھتے انابیہ شاہ کے جسم میں سکون کی لہر دوڑی تھی وہ ہر حال میں اسکا تھا۔

"لکیر وائے شد یو آر کرائینگ مائے بی بی؟ یہ صرف بابا کی ہی نہیں میری بھی وش ہے کہ میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں پڑھوں اور اگر قسمت نے مجھے موقع دیا ہے تو میں بھلا کیوں ناجاؤں تم نہیں سمجھو گے تو اور کون سمجھے گا مجھے ہاں میرے بھی تو کچھ ڈر میمنز ہیں نا؟"

وہ پیار سے اسکا چہرہ تھامے بولی تھی۔



میرب جو انا بیہ کیلئے دودھ کا گلاس لا رہی تھی یہ منظر اسکا دل بھی بھاری کر گیا۔  
بھلا کہاں آسان تھا دو پیار کرنے والوں کو دور ہو تا دیکھنا وہ خاموشی سے واپس مڑ گئی تھی۔  
"میں ماموں سے بات کرونگا انو پاکستان کی یونیورسٹیز بہت اچھی ہیں یہاں بھی تو سب پڑھتے ہیں میں  
پڑھ رہا ہوں اور۔۔۔"

"پلیز میر کیا تم میرے خوابوں کی راہ میں آؤ گے؟"  
جانے کس بات کا دکھ اسکے لہجے میں آن سما یا تھا جب لکمر گر بڑا اٹھا اسکی پلکوں پہ اٹکا آنسو لکمر کی جان  
نکلنے کو کافی تھا۔

بے اختیار ہی وہ اسے گلے سے لگا گیا تھا۔ اسکی گرم سانسوں کا ترنم پاتے ہی وہ سرخ پڑی تھی۔  
"لکمر"

اسکی قربت مدہوش کرنے لگی تھی۔  
"تم وعدہ کرو مجھ سے انوکہ تم وہاں کسی کو دوست نہیں بناؤ گی میرے علاوہ کسی لڑکے کو سوچو گی بھی  
نہیں اور اسکی طرف دیکھو گی بھی نہیں۔"

لکمر کی شدت سے پر آواز انا بیہ کے چہرے پہ سرخی دوڑا گئی تھی ایسا ہی تو دیوانہ تھا وہ اسکا۔  
"لکمر پلیز میرے وہاں نئے دوست نہیں تو کم از کم کلاس فیلوز تو ہونگے نامائے بی۔۔۔۔۔ ہوں کیا ان  
سے بھی نہ بات کروں؟"

وہ اسکی آنکھوں میں اس دیوانگی کی شدت تلاشتے بولی۔

"ہاں ! تمہیں کوئی ہیلپ چاہیے ہوگی میں کرونگا بٹ پلیز انو۔"

جانے کیوں وہ اتنا وہمی ہو رہا تھا شاید محبوب کی عارضی جدائی بھی بچھڑنے والوں پہ گہرا اثر ڈالتی ہے انگلیوں کی گنتی پہ چلتا وقت سر کا جب وقت رخصت آن پہنچا تھا۔

"تم اچھا نہیں کر رہے قیوم شاہ ہماری چڑیا لے کے جا رہے ہو۔" داؤ جان نے آنکھوں سے نمی کو صاف کرتے انابیہ کا سر تھپتھپایا تھا۔

"ارے داؤ جان یہ ہے نا آپ کے پاس اسے بنالیں اپنی چڑیا ویسے بھی تو آپکا بہت خیال رکھتی ہے۔" انابیہ نے میرب کے پھولے گال پہ کس کرتے کہا۔

وہ ایسی ہی تھی بے تحاشہ پیار کرنے والی یا شاید میرب سے ہی زیادہ پیار تھا ان دونوں کا کوئی بہن بھائی جو نہ تھا۔

"ارے بابا جان پریشان کیوں ہو رہے ہیں ہم چکر لگاتے رہیں گے اگر نہ آسکے تو آپ میرب اور لکیر کے ساتھ آجائیے گا پردیس تو نام کا ہے کچھ ہی گھنٹوں کے سفر کی بات ہے۔"

قیوم شاہ نے لکیر کو شانوں سے پکڑے گلے لگایا تھا جب انابیہ نے آنکھوں کے اشارے سے کچھ کہا تو وہ رخ موڑ گیا جو واضح اظہار تھا ناراضگی کا۔

داؤ جان اور باقی سب کے گلے شکوے ہو رہے تھے جب انابیہ نے انکے برابر چلتے لکیر کا ہاتھ تھامے روکا تھا۔

"کیوں ناراض ہو رہے ہو اتنا میرادل نہیں لگے گا وہاں اگر تم نے ایسے کیا تو۔"

اسکی آواز بھرائی تو لکمیر شاہ کی جان پہ بن آئی۔

"نہیں ہوں میں ناراض بیسٹ آف لک ٹو یو میری چڑیا۔"

لکمیر نے ہولے سے ہاتھ چھڑایا تو وہ بھرائی آنکھوں سے آگے بڑھی تھی جب لڑکھرائی۔

"دھیان سے۔"

وہ اسے ایک جھٹکے سے زمین بوس ہونے سے بچا گیا۔ اسکی اتنی فکر انابیہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ کھلا گئی۔ لبوں کے پاس پڑتا گہرا ڈمپل لکمیر کو نگاہ چرانے پہ مجبور کر گیا ورنہ کسی گستاخی کا مرتکب ہو بیٹھتا۔ اور پھر وہ چلی گئی تھی ان سب کو اداسیوں کی نظر کیے۔

داؤ جان کی تنہائیوں کا ساتھی بننے کو وہ ہمیشہ کیلئے وہاں آن رکا تھا انابیہ شاہ کا کمرہ اب اسکی ملکیت تھا جہاں سے وہ اپنا سارا ساز و سامان اٹھا کے جا چکی تھی۔

لکمیر نے ایگری کلچر میں ماسٹرز کر رکھا تھا وجہ اسکی اپنی مٹی سے محبت تھی اور سرکاری عہدے پہ فائز ہونے کے بعد سے تو شاہ حویلی والوں کی ساری ذمہ داری اسکے کندھوں منتقل ہو گئی تھی۔

www.kitabnagri.com



اگلے دن ایک ہنگامہ سا منتظر تھا جانے کیسے داؤ جان تک یہ بات پہنچی تھی کہ لکمیر شاہ اور میرب شاہ الگ الگ کمروں میں مقیم ہیں اور اسوقت وہ آمنے سامنے بیٹھے داؤ جان کی دربار میں حاضر تھے۔

"تم سے کم از کم یہ امید نہیں تھی لکمیر شاہ حویلی میں سو ملازم موجود ہیں، کون جا کے گھر کی بات باہر کرے دو دشمن ہم پہ تھو تھو کریں یہی چاہتے ہو تم؟"

اپنی مخصوص لاٹھی کو زمین پہ غصے سے مارتے دھاڑے تو میرب کی نگاہیں مزید زمین پہ گڑی تھیں جبکہ لکمیر شاہ کی اس پہ جسے لگ رہا تھا کہ اسی نے داؤ جان کو ایسی شکایت لگائی ہے۔

"یہ انکا اپنا فیصلہ تھا داؤ جان آپ چاہیں تو پوچھ سکتے ہیں۔"

لکمیر کی بات پہ وہ شاکی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی سر بے اختیار نفی میں ہلایا تھا پر وہ دیکھ کب رہا تھا نا ہی داؤ جان اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کیا یہ سچ ہے میرو؟ بیٹا اگر تمہاری ماں یا گھر میں کوئی اور بڑی خاتون موجود ہوتیں تو تمہیں شادی کی باریکیوں سے آگاہ کرتیں لیکن مناسب یہی ہے کہ جو فیصلہ ہم نے لیا ہے اسے مقدم جانا جائے۔"

مظلوم رعایا پہ اپنا حکم شاہی مسلط کرتے وہ چلے گئے تھے۔ شرمندگی سے سرخ چہرہ لیے میرب نے خاموشی سے اپنا سامان سمیٹا اور اسکے کمرے میں شفٹ کرنے لگی تھی جب سائیڈ ڈرا کھولتے دل سکڑ کے سمٹا تھا جہاں آج بھی وہ آب و تاب سے برجمان تھی۔

اسکے ڈریسز سے لے کے وہاں موجود ہر چیز سالوں بعد بھی اسکی خوشبو کا پتا دے رہی تھی۔ میرب نے بجھے دل سے وارڈروب بند کرتے اپنا بیگ ایسے ہی ڈریسنگ روم میں رکھا تھا اور واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ انا بیہ شاہ کی چیزوں سے چھیڑ خانی کرتے وہ کسی طرح گستاخ نہیں ہو سکتی تھی۔

لکمیر کمرے میں آیا تو ایک نامانوس سے احساس کے تحت کمرے پہ طائرانہ نگاہ ڈالی۔

شاید وہ یہاں آئی تھی اس کمرے کی تنہائیوں سے نبرد آزما ہونے یا اسکا امتحان لینے۔

"داؤ جان آپ کبھی میرے اندر لگی آگ کو محسوس نہیں کر سکتے اپنی محبت کا اتنا کڑا امتحان لیں گے آپ سوچا نہیں تھا میں نے۔"

وہ اپنے لاشعور میں ان سے مخاطب ہوتے الماری سے کپڑے نکالنے لگا تھا جب سائیڈ ڈراپہ موجود کپڑوں کو دیکھتے وہ ٹھٹکا۔

یہ انابہ شاہ کے وہ ڈریسسرز تھے جو اس نے میرب سے لیتے کچھ اپنی الماری کی زینت بنائے تھے جبکہ کچھ بیگ میں پیک ہوئے پڑے تھے۔

"نذیراں، نذیراں۔۔۔" اسکی آواز میں شیر کی دھاڑ تھی جب وہ ہانپتی کانپتی آئی تھی۔  
"جی چھوٹے سائیں۔"

"نکالو یہ یہاں سے، اور وہ بیگ سب مجھے گارڈن میں نظر آئیں ابھی کے ابھی۔"

وہ اذیت کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا جب نذیراں انابہ کا سارا سامان لیے گارڈن ایریا میں آئی تھی۔  
وہ آندھی طوفان کی مانند آیا تھا جسکے ہاتھ میں لائٹر تھا اور کچھ دیر بعد انابہ سے جڑی چیزیں وہ جلا چکا تھا۔

کیا اتنا آسان تھا اتنے سالوں کی محبت کو جڑ سے اکھاڑنا اور راکھ بنا دینا؟

کہاں تو وہ میرب کا سائیہ خود پہ برداشت نہیں کر رہا تھا اور کہاں یہ سب۔

اپنے کمرے کی کھڑکی سے یہ تماشہ دیکھتی میرب نے پردہ گرائے اس منظر سے نظریں چرائی تھیں۔



"تم بہت بری ہو میرب شاہ صرف تمہاری وجہ سے آج لکیر شاہ اذیت میں ہے، تمہارا ناکارہ وجود ہمیشہ ہی اذیت کا سبب بننے والا ہے دوسروں کیلئے۔"  
وہ روتے ہوئے زمین پہ بیٹھی تھی۔

خود سے نوح کناں تھی لیکن ان حقیقتوں سے جان چھڑانا آسان کہاں تھا جو کسی اژدھے کی طرح نگلنے کو تیار تھیں۔

رات گئے تمام تر ہمتیں مجتمع کیے وہ اسکے کمرے کی جانب بڑھی تھی وہ اسوقت گھر میں موجود نہیں تھا۔



اس رات وہ شہر سے باہر گیا تھا۔  
انابہ شاہ کی غیر موجودگی کو پل پل شدت سے محسوس کرنے کے باوجود زندگی ایک لگی بندھی روٹیں سے بسر ہو رہی تھی جس میں وہ خود کو ایک انسانی مشین بنائے ہوئے تھا۔

اپنی بے رنگ زندگی کا سوچتے وہ گھر میں داخل ہوا تھا جب اوپری منزل کو جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا گلانی رنگ میں ملبوس وجود اسے ٹھٹکنے پہ مجبور کر گیا تھا۔

اگلے ہی لمحے فرط جذبات سے سرخ پڑتا چہرہ، آنکھوں میں ملن کے دیپ جلانے وہ دو قدموں میں تمام فاصلہ عبور کیے اس تک پہنچا تھا اور سیڑھیوں سے اوپر جاتے وجود کو پکڑے خود سے لگایا۔

"میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ تم یوں اچانک آ کے مجھے اتنا سر پر اتر ڈ کر دو گی۔"

وہ لکیر کی اچانک آمد اور اس پہ یوں اپنے وجود کو جکڑے شدت سے خود میں بھینچے خرد سے بیگانہ ہوتے لکیر شاہ کی آواز اسے سہاگئی تھی۔

"مجھے پتا تھا۔۔۔ مجھے پتا تھا انوکہ تم میرے بغیر نہیں رہ سکو گی اور دیکھو میں کتنا سچ۔۔۔۔"

جذبات سے چور آواز میں کہتے لکیر نے اسے اپنے سامنے کیا تھا جب میرب کے سرخ چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی اسکا پورا وجود دھواں دھواں ہوا تھا۔

میرب پہ اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔

"تم، تم، مگر یہ ڈریس۔۔۔"

تو کیا اس نے انابیہ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے؟

اور محض وہ ان کپڑوں کی وجہ سے اسے انابیہ سمجھتے ہوئے جذباتیات دکھا رہا تھا۔

"تمہاری جرأت کیسے ہوئی کہ اسکا ڈریس پہنو؟ ہاں اگر تمہیں لگتا ہے تم انابیہ کا روپ اپنانے سے اس

جیسی بن جاؤ گی یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے لڑکی۔ وہ صرف ایک ہے اور وہی لکیر شاہ کیلئے بہت

اسپیشل ہے تمہاری اوقات نہیں کہ تم اسکے ڈریسز کو ہاتھ لگاؤ آیا کہ۔۔۔۔ گٹ آؤٹ۔"

وہ میرب کی ذات کے بچے ادھیڑے چلا رہا تھا میرب کو سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ اتنا غصہ کیوں دکھا رہا تھا

جبکہ وہ تو ہمیشہ سے ہی انابیہ کی اترن پہنتی آئی ہے اور بھلا وہ کیوں انابیہ بننے کی کوشش کرے گی؟

اسے کسی بت کی مانند ایستادہ دیکھ وہ خود وہاں سے نکل گیا تھا۔

کمرے میں آتے ہی کتنی دیر وہ اسکی حرکت کا سوچتے کڑھتا رہا تھا جب اسکا سیل بجا تھا جہاں 'لائف لائن' کے نام سے سیوانا بیہ شاہ کا نمبر اسکی ساری کثافت بہالے گیا تھا۔

"ہائے، سڑے ہوئے کیوں ہو؟"

انا بیہ شاہ کو فوراً سے اسکے بگڑے موڈ کا اندازہ ہوا تھا۔

"کچھ خاص نہیں تم بتاؤ ہو گئی صبح تمہاری؟"

اسے نیند سے اونگھتے دیکھ کر کہا وہاں کے وقت میں دن رات کا فرق تھا۔

"بلکل ہو گئی اور سوچا ہے کیوں نا جناب کی رات کو گڈ کیا جائے۔"

بشاشت بھرے انداز پہ وہ مسکراتے ہوئے سیدھا ہو بیٹھا۔

"جلد آرہا ہوں میں داؤ جان کے ساتھ تمہیں لینے کیونکہ اب تمہارے گزارہ ناممکن ہے

۔۔۔۔۔ تمہارے یہ بیویوں والے انداز اب قریب سے دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔"

اسکی آواز کی گھمبیر تا کو محسوس کرتے وہ گڑبڑائی تھی۔

"شٹ اپ لکیر ابھی مجھے کریر بنانا ہے، شادی جیسی رسپو نسیبلٹی لینا میرے بس میں کہاں ہے؟"

وہ اتنی دور سے بھی اسکے چہرے کی لالی محسوس کر سکتا تھا اور اس پہ جھینپی جھنپی وضاحتیں۔

"بہت مشکل ہو رہا ہے تمہارے بنارہنا یار آئی مسڈیو سوچ۔"

لکیر کا بس نہیں چل رہا تھا کیسے بھی کر کے وہ اسے اپنے سامنے لے آئے۔

"اب تو میں آنے والی نہیں ہوں۔"

انابہ کو اسکے لہجے کی سنجیدگی سکون دے رہی تھی خود پسندی اور چاہے جانے کا نشہ سرچڑھ کے بول رہا تھا۔

"سوچ لو ایسا ناہو کوئی اور کڑی پھنسالے مجھے۔"

جواب میں لکمر کا انداز شرارتی تھی جب انابہ ایک دم سنجیدہ ہوئی۔

"اگر تم نے ایسا سوچا بھی تو گاڈ پرامس آئی ول کل۔ یو لکمر شاہ اور اسے تو میں عبرت کا نشان بنا دوں گی جو میری پسند کو اپنانا چاہے گا، کسی نے تمہیں دیکھا بھی نا تو میں اسکی آنکھیں پھوڑ دوں گی۔"

اسکی دھمکی پہ لکمر شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا جب کہ وہ اسکے مذاق کی نوعیت سے انجان اب بھی اسے گھور رہی تھی۔

"اچھا سنو !"

"کچھ نہیں سننا اسے ہی جا کے سناؤ جسکیلئے اتنا بول رہے ہو کوئی اور مل گیا ہے نا تمہیں، اگر ایسا ہے نا میر تو میں تمہیں۔۔۔۔۔"

انابہ کے سنجیدہ انداز کو دیکھتے اس نے فوراً کان پکڑے اور کتنی دیر وہیں اسے مناتا رہا تھا جب کال بند کرتے وقت اچانک ہی اسے میرب کی یاد ستائی تھی۔

"میرو کیسی ہے ایک تو تم اتنی لیٹ آتے ہو گھربا ت ہی نہیں ہو سکتی اس سے میری ناہی ابرش کرواتی ہے۔۔ کم از کم اسے ایک سیل لے دونا، مجھے اسے اتنی ساری باتیں بتانی ہیں یہاں کی پلیسمنز کے بارے میں ٹرڈیشن اور۔۔۔۔۔"

انابہ نے میرب کا پوچھا تو کچھ دیر پہلے کا واقعہ پوری جزئیات سے اسکے ذہن کے درپچوں پہ نمودار ہوا تھا جسکو کچھ رد و بدل کیے انابہ کے گوش گزار کیا تو کھکھلا اٹھی تھی۔

"لکمیر اوہ گاڈ ! تم نے اس بیچاری کو خواہ مخواہ اتنی سنادی حالانکہ میں خود اسے اپنے ڈریسسر دے کے آئی تھی وہ بالکل نیو تھے تو پھنسنے کو دل ہی نہیں کیا۔"

انابہ کی بات بھی اسکے جلتے دماغ کو ٹھنڈا نہیں کر سکی تھی۔

"جو بھی ہے تم اس لڑکی کو منع کرو گی کہ وہ تمہاری کوئی چیز یوز نہیں کرے گی انو۔"

لکمیر کی دیوانگی اسے ششدر کر گئی۔

"اوکے تو تم اسے نیو ڈریسسر لا دینا وہ کچھ بھی میرا استعمال نہیں کرے گی بلکہ ایسا کرنا کہ وہ سب لے کے اپنے روم میں سجالینا۔۔ ہا ہا ہا۔۔"

انابہ کی بات اسکے دل پہ لگی تھی اور وہ نہیں جانتی تھی کہ لکمیر شاہ ایسا کچھ کرے گا بھی یا نہیں لیکن انابہ کا کہا ہر ایک لفظ اسکیلے حرف آخر تھا۔

گلے روز وہ میرب کے سامنے ٹھہرا تھا جو اسے حیرانی سے دیکھے جارہی تھی جبکہ لکمیر کی قہر برساتی نگاہیں سرتاپیر اسکا جائزہ لے رہی تھیں جو انابہ شاہ کو گفٹ کیے گئے میرون کاٹن کے سوٹ میں ملبوس اسکی نگاہوں کی تپش سے پگھلی جارہی تھی۔

"داؤ جان میں میرب شاہ کو شاپنگ پہ لے جانا چاہ رہا ہوں؟"



ایک شاہک ہی تو تھا جو اسے لگا تھا کہاں وہ اسے انابیہ کے ڈریس پہننے پہ کھری کھری سنا گیا تھا اور اب اتنی نوازش؟

"ارے بھائی مجھے کیا اعتراض ہو گا، انویٹے کے جانے کے بعد سے تو میرب بیٹی تو بالکل اکیلی پڑ گئی ہیں کہیں آتی جاتی بھی نہیں ہیں اچھا ہے کچھ فریش ہو جائیں گی۔"

داؤ جان نے بخوشی اسے اجازت دی تو وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا صرف انابیہ شاہ کے کپڑے پہننے کے جرم میں وہ اسے کسی مشکل کا شکار کرنے والا تھا؟"

وہ سہمی سی اسکی تقلید کر رہی تھی جو اسکیلے بیک ڈور کھولے ہوئے تھا وہ سمجھ سکتی تھی کہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھنا کیوں والا نہیں ہے کیونکہ وہ صرف انابیہ شاہ کی جگہ تھی۔

ان گنت سوچوں اور خدشوں میں گھرے گاڑی میں چھائی مسلسل خاموشی اور سناٹوں کے ساتھ وہ شہر پہنچے تھے۔

میرب سمجھ نہیں پارہی تھی اگر وہ عنایت کر رہا تھا تو اتنا خاموش کیوں تھا؟

بوتیک کے سامنے گاڑی روکے اسے اپنے ہمراہ آنے کا اشارہ کیا تو وہ کسی غلام کی طرح اسکا حکم مانتے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

جتنا تو وہ دبو لڑکی دکھ رہی تھی لکیر کو یقین تھا کہ وہ کسی مال میں پہلی بار آئی ہے لیکن یہ حقیقت نہیں تھی وہ کئی بار انابیہ کے ساتھ آئی تھی اسے شاپنگ سلیکشن میں مدد بھی دی تھی۔

"ایکسیکوزمی مس کیا آپ میری کزن کو کچھ اچھے کوالٹی وائزڈریسسز چوز کرنے میں ہیلپ کریں گی؟"

وہ کاؤنٹر پہ ٹھہری لڑکی سے مخاطب ہوا تھا جس نے "اٹس مائے ڈیوٹی سر" کہتے میرب کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تمہارے پاس آدھا گھنٹہ ہے جو لینا ہے لے لو میں ٹھیک آدھے گھنٹے بعد پک کر لوں گا تمہیں یہاں سے۔"

وہ اسے حکم سناتا نکل گیا تھا جبکہ اپنا کریڈٹ کارڈ بھی اسکی ہتھیلی پہ رکھا تھا۔  
آج کے دن وہ سخاوت پہ مائل تھا وہ شخص جس نے کبھی اسکی ذات کو نوٹس ہی نہیں کیا تھا۔  
بھلا اسے کیا چاہیے تھا وہ تو داؤ جان کے کہنے پہ آگئی تھی الجھی نظروں سے کپڑوں، جوتوں کا معائنہ کرنے کے بعد اسکے ڈر سے ایک انتہائی کم قیمت لباس خریدتے کونا پکڑے بیٹھ گئی تھی۔  
اسکے پاس سیل بھی نہیں تھا کہ وہ اس سے رابطہ کر لیتی۔

وقت مر مر کے گزر رہا تھا جبکہ آنے جانے والوں کی عجیب نظریں اسکا دل دھڑکائے جا رہی تھیں۔  
"میم"

وہ جو انتظار میں شل ہوتی سوچکی تھی لڑکی کے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہلانے پہ ہڑبڑاتے ہوئے جاگی تھی۔

"آہاں کیا ہوا؟ کیا آگئے وہ؟" میرب کے ہڑبڑانے پہ اس لڑکی نے اسے گھورا تو وہ کھڑے ہوتے چادر درست کرنے لگی تھی۔

"میم ہم شاپ کلوز کرنے لگے ہیں آپ اپنے کزن کو کال کر کے بلوالیں۔"

وہ لڑکی اسے کہتے ہوئے پھر سے اپنا سامان کلوز کرنے لگی تو وہ پریشان ہوا اٹھی تھی بھلا اسے لکیر کا نمبر کہاں یاد ہونا تھا۔

"اوہ سر آگئے آپ ہم بس کلوزنگ کرنے لگے تھے۔"

اسی لڑکی آواز پہ ایک موہوم سی امید سے آنے والے کو دیکھا لکیر کو سامنے دیکھتے گویا دل دھڑکتے زندہ ہونے کی نشاندہی کرنے لگا تھا۔

"مجھے بھول گیا تھا کہ یہ محترمہ میرے ساتھ ہیں۔"

لکیر کا کھرا جواب میرب کو اپنی بے توجہی ذات کا احساس دلا گیا تو وہ آنسو ضبط کر گئی تھی۔  
کیا سوچتے ہوئے لوگ وہ اتنی بے مائع تھی؟  
"چلو"

وہ مصروف سائیل چیک کرنے لگا تھا۔

اچانک ہی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ کال پہ وہ دوڑا چلا گیا تھا اور راستے میں آنے والے داؤجی کال پہ اسے یاد آیا کہ وہ اس لڑکی کو ساتھ لایا تھا ساتھ میں لانے کا مقصد بھی۔

میرب اس سے آگے چلنے لگی تھی جب سیل دیکھتے لکیر کے ماتھے پہ ان گنت بل پڑے۔  
"شاپنگ بیگز؟"

مسیج سے وہ اسکی شاپنگ کا اندازہ لگا چکا تھا پھر بھی ایک بار پوچھنا ضروری سمجھا تھا۔

"وہ یہ۔۔"

میرب کے ہاتھ میں تھامے سنگل پیس بیگ کو دیکھتے اسکا دماغ گھوما تھا۔

"کیا تمہیں میں بیوقوف نظر آتا ہوں جو تمہیں اتنی دور لایا ہوں اور تم یہ ایک ڈریس داؤ جان کے سامنے لے جا کے مجھے انسلٹ کروانا چاہ رہی ہو؟"

میرب اسکے دبے لہجے میں چھلکتے غصے پہ سہمی تھی۔ وہ جب اسے لایا اپنی مرضی سے تھا تو داؤ جان کو کیا مسئلہ ہونا تھا؟

ایک نظر اسے دیکھتے وہ شاپ کیپر سے مخاطب ہوا تھا اور اگلے بیس منٹ میں وہ اسے کیا کچھ دلا چکا تھا یہ تو اسے بھی اندازہ نہیں تھا لیکن اسے اتنا اندازہ ضرور تھا کہ گھر آنے تک لکیر شاہ کے ماتھے پہ پڑے سلوٹوں میں چنداں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔

لکیر حیران تھا اگر اسکی جگہ انابیہ ہوتی تو وہ اسکے کریڈٹ کارڈ ملنے پہ ہی خالی کر دیتی جبکہ اس عجیب لڑکی نے آٹھ گھنٹوں میں ایک ڈریس خرید کے جانے کیا اسکی ذات پہ احسان کیا تھا یا خود کو اسپیشل شو کرنے کی کوشش کی تھی۔

www.kitabnagri.com

گھر پہنچنے تک پھر سے خاموشیاں انکی ساتھی تھیں۔

میرب کو اس شخص پہ حیرت تھی جس نے جھوٹے منہ اس سے کھانے کا نہیں پوچھا تھا رات گئے واپسی پہ اس نے فوراً پجن کا رخ کیا تھا۔

کھانا کھاتے ہی وہ کمرے میں آئی تھی جب لکیر کو اپنی چوکھٹ پہ دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

"مجھے یہ نہیں پتا کہ تم آج کی اس شاپنگ کا کیا مقصد سمجھی ہو مگر میں تمہیں صرف اتنا بتانے آیا ہوں کہ صبح میرے اٹھنے سے پہلے انابیہ کی ہر وہ چیز جو تمہاری کسٹڈی میں ہے اسے تم میرے روم میں لا کے رکھو گی اوکے اگر اسکی کوئی چیز بھی تمہارے پاس دیکھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ اسے دھمکاتے جاچکا تھا جبکہ میرب حیات پہ گھڑوں پانی برساتھا۔

تو وہ یہ سب صرف انابیہ کی چیزوں کی خاطر کر رہا تھا۔ میرب نے خاموشی سے سب سمیٹتے اگلی صبح اسکے کمرے میں پہنچا دیا تھا جبکہ لکیر انابیہ ناسہی اس سے جڑی چیزوں میں اسکا احساس محسوس کرتے ہوئے خوش تھا جبکہ محبت کی یہ دیوانگی میرب کیلئے نئی تھی۔



اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ [www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[knoofficial9@gmail.com](mailto:knoofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/ Pg/ Kitab Nagri



انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595

آج لکیر شاہ نے وہ سارے ڈریسز اور ساز و سامان جلا دیا تھا ساتھ میں ایک شارٹ کلپ ویڈیو بناتے انابہ شاہ کو بھیج دی تو وہ تڑپ اٹھی تھی۔

وہ اپنے روم سے تکیہ اور بستر اٹھائے زمین پہ سیٹ کرنے لگی تھی جب وہ کمرے میں آیا تھا بھولے سے بھی ایک نگاہ اس پہ نہیں ڈالی تھی اور تکیہ بازو میں دبائے بستر پہ دراز ہوا تھا۔

"بہت اچھی گیم پلیئر ہو تم، لکیر شاہ کی زندگی اور اب روم پہ قابض ہونے کا یہ طریقہ اچھا ہے لیکن یہ بھول کے بھی مت بھولنا کہ لکیر شاہ داؤ جان کی طرح تمہارے ٹریپ میں آجائے گا۔"

خاموشی کی چیرتی آواز ہمیشہ کی طرح دل کو بو جھل کر رہی تھی۔

میرب کے پاس بھی ماسوائے خاموشی کہ اور کچھ نہ تھا۔

"بہت جلد وہ پاکستان آجائے گی اور ہم شادی کر لیں گے تب تمہاری جگہ کہاں ہوگی؟ کبھی فرصت ملے تو سوچنا۔"

آخری وار کرتے وہ سائیڈ ٹیبل کی لائٹ آف کرتے آنکھیں موند گیا تو دو شکوہ کناں آنکھیں پلکوں پہ  
عمیاں ہوئیں۔

تم ہر اک رنگ میں اے یار نظر آتے ہو  
کہیں گل اور کہیں خار نظر آتے ہو

قابل دید تم اے یار نظر آتے ہو  
چشم بد دور طر حدار نظر آتے ہو

صورتیں کرتے ہو اے جان ہزاروں پیدا  
تم نئی شکل سے ہر بار نظر آتے ہو  
بھول جاتا ہوں میں فرقت کے گلے اور شکوے

شکر کرتا ہوں جب اے یار نظر آتے ہو  
آئینہ دیکھنے کو جب نہیں ملتا تم کو

اپنی تم تشنہ دیدار نظر آتے ہو

کہتے ہو ہم نہیں کرتے ہیں کوئی فرمائش  
جان تک لینے کو تیار نظر آتے ہو

خوں کسی عاشق کشتہ کا چڑھا ہے سر پر

رنگ لائے ہوئے اے یار نظر آتے ہو



بند ہو جائیں نہ رستے کہیں دیوانوں سے  
بال کھولے سربازار نظر آتے ہو  
رہتی ہیں آٹھ پہر آپ کو کنگھی چوٹی  
اپنی زلفوں میں گرفتار نظر آتے ہو  
خوف سے برج میں جلاد فلک چھپتا ہے  
تم جو باندھے ہوئے تلوار نظر آتے ہو  
سنبلستاں ہیں مری جان سراسر زلفیں  
رخ گل رنگ سے گلزار نظر آتے ہو  
آبرو حسن کی دولت سے ملی ہے تم کو  
رنگ کندن سا ہے زردار نظر آتے ہو  
کیا ہے بے یار کھٹکتے ہو مری آنکھوں میں  
اے گلوباغ میں تم خار نظر آتے ہو  
شان ہے گیسوؤں سے آپ میں سرداری کی  
سبزہ خط سے نمودار نظر آتے ہو  
ایسے معشوق زمانے میں کہاں ملتے ہیں  
پیار کرنے کے سزاوار نظر آتے ہو



دونو گیسو پئے عاشق ہیں کمندیں دوہری

پتچ میں لاؤ گے عیار نظر آتے ہو

تپ الفت میں صبا ہے یہ تمہارا درجہ

دق کے آثار ہیں بیمار نظر آتے ہو

اگر اس نے سامنے آ کے جواب مانگ لیا تو کیا جواب دے گا وہ؟ سوچیں ناگ بن کے ڈس رہیں تھیں۔

وہیں سکون میں تو دوسرا وجود بھی نہ تھا۔

کمرے میں دو نفوس کی موجودگی کے باوجود بھی سناٹے چھائے ہوئے تھے۔

لکیر شاہ کا دل بے چین تھا اس لڑکی کی یہاں موجودگی دھونس زبردستی سے ہی صحیح لیکن اٹل حثیت واضح کر رہی تھی۔

خود سے لڑتے لڑتے وہ دونوں ہی سوچکے تھے جب آدھی رات کو پیاس کی شدت سے لکیر شاہ کو لگا تھا

کہ اسکے حلق میں کانٹے آگئے ہیں۔ شدت پیاس کی وجہ سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔ بے دھیانی میں

چلتے زمین پہ لیٹے وجود سے پاؤں الجھا تو دوسرے ہی لمحے وہ نرم و گرم وجود پہ گرا تھا وہ جو بمشکل روتے

ہوئے سوئی تھی اس اچانک افتاد پہ ہڑبڑا اٹھی تھی۔

"کیا بکو اس ہے یہ تمہیں سونے کیلئے اور کوئی جگہ نہیں ملی تھی؟"

وہ اسکے اوپر سے اٹھتے دھاڑا تھا جبکہ نگاہ اسکے سر پہ میں الجھی تھی جو بکھرے بالوں، کم خوابی کا شکار

گلابی آنکھوں کے ساتھ اسکی توجہ کے دھاگے کھینچ رہی تھی جسکا بے ترتیب حلیہ لکیر شاہ کو اس سے

آنکھیں چرانے پہ مجبور کر گیا تھا۔ لیکن جو بات دماغ پہ لگی تھی کہ وہ لڑکی مغرور تھی جو اسکی جانب دیکھنا گویا توہین سمجھتی تھی۔

میرب کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں جب لکمر نے ہاتھ بڑھائے اسکی ٹھوڑی کو انگشت شہادت سے اوپر اٹھایا تھا۔

"آنکھیں کھولو۔۔"

لکمر کے تیز انداز پہ اس نے ڈر سے فوراً ہی پلکوں کی جھالروں پر اٹھائی تھی لیکن اسکی آنکھوں سے لپکتے شعلوں کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے پھر سے نظریں جھکالی تھیں۔

"کاش کہ تم اپنی آنکھوں کی طرح معصوم ہوتی میرب حیات، تمہیں ذرا بھی ترس نہیں آیا ہم پہ ایک بار تو خود غرضی کی چادر سے نکل کے دیکھتی؟"

لکمر کانڈھال انداز میرب کا دل ڈبور ہا تھا۔

"مم میرا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ میں مجبور تھی داؤ جان کے فیصلے۔۔"

"کیا میں پاگل ہوں میرب حیات؟ کیا مجھے یہ دکھتا نہیں ہے کہ تم تو اول روز سے انا بیہ شاہ کی جگہ لینا چاہتی تھی۔"

لکمر شاہ کے طنز پہ جی جان سے کانپ اٹھی تھی۔

"یہ جھوٹ ہے وہ مم۔۔ میری بہن ہے میں نے ایسا کچھ نہیں چاہا تھا کبھی۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رودی تھی۔



لکمر کو اسکے رونے سے سکون ملنا چاہیے تھا لیکن وہ مضطرب ہوا اٹھا شاید کسی لڑکی کو ایسے روتے ہوئے دیکھنے کا پہلا انارٹی تجربہ تھا۔

"اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ رات کے اس پہر تمہارا یہ ڈرامہ دیکھ کے میں ایمپریس ہو جاؤنگا اور تمہیں بیوی کی حیثیت سے قبول کر لوں گا تو یہ آپکی سب سے بڑی غلطی ہے محترمہ تم سوچ نہیں سکتی مجھے اس پل تم سے کتنی نفرت محسوس ہو رہی ہے میں یہ بات نہیں بھول سکتا کہ تم میرے سر پہ مسلط کی گئی ہو اور نہ ہی کبھی تمہیں یہ بات بھولنے دوں گا۔"

حد درجہ بیزاریت کا اظہار کرتے وہ اپنا ہاتھ پیچھے کھینچتے اٹھ کے باہر چلا گیا تھا۔ میرب کا دل چاہ رہا تھا وہ کہیں ایسی جگہ چھپ جائے جہاں لکمر شاہ کے یہ ترش و طنز والے جملے نہ ہوں۔ جہاں وہ اسکی کیٹلی نگاہوں کی زد میں آنے سے بچ سکے۔ لیکن امان کہاں تھی؟

کچھ دیر کو سسکتی وہ واپس لیٹنے لگی تھی جب وہ دوبارہ کمرے میں آیا تھا۔ جاتی سردیوں کے دن تھے لیکن پھر بھی ماحول میں چھائی خنکی نے اچھا خاصہ سردی کا ماحول بنایا ہوا تھا۔ لکمر کو اس ڈھیٹ لڑکی کو دیکھتے مزید غصہ آرہا تھا جو اپنے دوپٹے میں رات گزارنے کا ارادہ رکھتی تھی شاید۔

اکتائی نظر اس پہ ڈالتے وہ بستر پہ جاتے ہی لیٹا تھا لیکن کروٹیں بدلتے بدلتے نگاہ پھر سے اس سے ٹکراتی جو بیڈ کے کناروں کی آڑ میں چھپتی سردی سے بچنے کی سعی کرتی نظر آئی تھی۔

لیکن وہ بے رحم بنا آنکھیں موند گیا تھا۔

صبح وہ اسکے اٹھنے سے پہلے غائب تھی۔

ناشتے کی ٹیبل پہ بھی امن کی فاختہ موجود رہی تھی داؤ جان مطمئن اور خوش تھے۔

اگلے آنے والے کئی دنوں میں یہ لکاچھی کا کھیل ہوتا رہا تھا۔ بنا جتائے بنا دکھائے ہی وہ لکیر کے بہت سارے کام اپنے ذمے لے گئی تھی۔

بارشوں کے موسم کے ساتھ ہی جاتی سردیوں نے پھر سے انگڑائی لی تھی اور سرد راتوں کی باسی میرب کو موسمی بخار نے آجکڑا لیکن یہاں پرواہ کرنے والا تھا ہی کون؟

داؤ جان پورا دن گاؤں کے مسائل میں مصروف رہتے اور وہ آدھی شب کو برائے نام کی رات گزارنے ہی گھر آتا تھا۔

"اگر طبیعت پہ گراں نہ گزرے محترمہ تو ایک کپ چائے پلا دیں گی۔"

اس دن واپس آتے ساتھ ہی چائے کی طلب ہوئی تو اسکے علاوہ کوئی آپشن نہ تھا کہ وہ انا کو پیچھے رکھے اس سے چائے بنوالے۔

میرب فوراً سے کمرے سے نکلی تھی ویسے بھی اسکے ہوتے کمرے میں رہنا سزا ہی لگتا تھا۔

چائے بنا کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے کسی کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف دیکھا تھا اندازہ کر سکتی کہ کون ہو گا۔

"او کے لو بات کرو میرو سے میں تب تک چائے کے ساتھ انصاف کر لوں۔"

اپنی جانب آتی میرب کو دیکھتے اس نے سیل والا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تھا اسکے اس قدر اپنائیت والے انداز پہ وہ کھوئی کھوئی سی سیل پکڑنے لگی تھی جب لکمیر نے چائے لینے کو دوسرا ہاتھ آگے کیا تھا۔ غیر ارادی طور پہ ہی لکمیر کی انگلیاں اسکی ٹمپرچر میں مبتلا کپکپاتی انگلیوں سے مس ہوئی تھیں۔ اتنی سردی میں دہکتا لمس بہت محسوس ہوا تھا لیکن کمال نظر اندازی کا مظاہرہ کرتے وہ چائے کا کپ تھامتے کمرے سے ملحقہ ٹیرس میں آرکا تھا۔

میرب کی توقعات کے برعکس کال رمشاحیات یعنی میرب کی چھوٹی بہن کی تھی جو اسے شادی کی مبارکباد دیتے کافی خوش نظر آرہی تھی۔

لکمیر کا باقی کزنوں کے ساتھ ریلیشن کافی دوستانہ تھا ماسوائے اسکے جس نے کبھی میرب کی کم گو طبیعت کی وجہ سے اس سے زیادہ بات نہیں کہہ تھی جتنا وہ اسکے بارے میں جانتا تھا وہ انابہ کی زبانی ہی جانتا تھا۔ وہ چائے کے سپ لیتے مسلسل اسے ہی دیکھے جا رہا تھا جو اورنج رنگ میں اپنی ہلکی سلونی گندمی رنگت کے ساتھ کھاڑی کے گرم سوٹ میں کافی جاذب نظر لگ رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

اسکی نظروں کے ارتکاز سے بے چین ہوتی میرب نے

کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کال بند کرتے اس نے موبائل لکمیر کے سرہانے رکھا اور کپ واپس کچن میں رکھنے کے بعد اپنی مخصوص جگہ پہ آتے ہی سونے کیلئے لیٹی تھی۔

"سردی کافی ہے آج اسیلئے بہتر ہے کہ بستر پہ آ کے لیٹ جاؤ کہیں مر مر اگئی تو اسکا حساب بھی مجھے ہی دینا پڑے گا تمہارے داؤ جان کو۔"

کمرے میں اسکی سرد آواز گونجی تو سرنگوڑے پڑی رہی تھی۔ اسکا کیا بھروسہ کب پھر سے جلادی شکل میں جاتے اسے کمرے سے نکال دے۔

"میرے خیال سے میں فارسی نہیں بول رہا محترمہ دوبارہ مجھے کہنا پڑے اگلی سانس لینے سے پہلے مجھے بستر پہ نظر آؤ۔"

وہ حکم دیتے اپنی جانب کی لائٹ آف کر گیا تھا۔

میرب پہ تو جیسے خوشی مرگ جیسی کیفیت طاری ہوئی تھی۔ مطلب کے وہ اسکے وجود سے اتنا بھی لاپرواہ نہیں تھا تبھی اسرار پہ مائل تھا؟

بنا کچھ بولے وہ خاموشی سے اٹھتے اسکے پہلو میں آ کے لیٹی تھی۔

ایک انجان خوشبو لکیر کے گرد مہکی تو وہ درد کی شدت محسوس کرتے سختی سے آنکھیں میچ گیا تھا۔

ایک ہی بستر پہ ہونے کے باوجود اس نے کمفر ٹر تک اس سے شئیر نہیں کیا تھا لیکن میرب کیلئے اتنا ہی کافی تھا اتنی سردی میں ٹھنڈے فرش سے نرم بستر تو میسر آیا تھا۔

کچھ دیر پہلے رکی بارش نے پھر سے برسنے کا سلسلہ شروع کیا تو سردی کی شدت سے ٹھٹھرتے وجود نے لکیر شاہ کی تمام حسیات کو بیدار کیا تھا۔ اس نے کروٹ بدلے اسے دیکھا جو دوسری جانب رخ کیے کسی گٹھڑی کی مانند سمٹی ہوئی تھی جانے کس احساس کی تحت لکیر نے اسکے نازک وجود کو شانوں سے پکڑے اسکا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

آگ بنے وجود سے نگاہیں چرائے اپنا آدھا کمفرٹر اسے اوڑھایا تو وہ شاکی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میں کسی بلی کے بچے کو بھی سردی میں مرتے نہیں دیکھ سکتا اور پھر تم تو داؤ جان کی لاڈلی ہو اگر شکایت لگادی تو میرے لیے مسائل پیدا ہونگے۔ اسے میری کمزوری سمجھ لو کہ مجھے اس وقت تم سے بھی ہمدردی ہو رہی ہے اس سے زیادہ کی امید مجھ سے مت رکھنا۔"

انتہائی سرد مہری سے کہتے اس نے رخ موڑ لیا تھا۔  
میرب کیلئے تو یہ نوازشات بھری رات تھی کہ زمین سے بستر اور پھر اسکے آرام کی خاطر اپنا کمفرٹر شئیر کرنا۔ دل دھڑکا تو دھڑکنیں اس کج اد اطالم شخص کا ورد کرنے لگی تھیں۔  
ساری حسیات پہلو میں لیٹے شخص پہ مرکوز تھیں ڈر تھا اگر سوتے میں کوئی گستاخی ہوئی اور لکیر کی نفیس طبیعت پہ گراں گزری تو؟

انہی وہموں میں مبتلا کب آنکھ لگی کچھ ہوش نہ تھا۔ لکیر کی آنکھ عجیب سے احساس سے کھلی تھی آنکھیں واکے سچویشن کا اندازہ کرنا چاہا تو سانسیں منجمد ہوئی تھیں۔ وہ سردی کی شدت سے پناہ ڈھونڈتی اسکے کافی قریب آچکی تھی اتنی کہ اپنی شہ رگ پہ اسکی بخار کی شدت سے ناہموار ہوتی سانسوں کا ارتعاش وہ بخوبی محسوس کر رہا تھا۔



نائٹ بلب کی روشنی صبح پیشانی جسے اس نے ہمیشہ نماز اسٹائل میں دوپٹہ اوڑھنے کی وجہ سے ڈھکا ہوا دیکھا تھا سوتے میں کہیں دوپٹہ سرکنے کی وجہ بالکل واضح تھی وہیں ناگن زلفیں لکیر کے سینے پہ بکھری ہوئی تھیں۔

رات کی تنہائی اس پہ ایک مستحکم حثیت سے موجود وجود اسکا ایمان ڈمگانے لگا تھا سارے نفرت کے دعوے کمزور پڑنے لگے تھے۔

مخالف صنف عالم مدہوشی میں بھی اپنی جانب متوجہ کرنے کے تمام ساز و سامان سے لیس نظر آئی تو وہ ذرا سا کہنی کے بل اوپر کو ہوتے اسکے خدو خال کو چھونے لگا تھا۔

ہتھیلی کی پشت سے اسکے بھرے بھرے رخساروں کو چھوا تو وہ انجان لمس پہ تھوڑا سا کسمساتے مزید اسکے قریب ہوئی تھی جبکہ اسکے نفیس قدرتی نقوش اسکی توجہ کے دھاگے سمیٹ رہے تھے۔

اسکے وجود کی حشر سامانیوں کی بے ترتیبی لکیر کی سانسیں الجھا رہی تھی۔ اس نے ہمیشہ میرب کو سمٹے ہوئے روپ میں دیکھا تھا اور اس وقت اسکا یہ انداز امتحان ہی تو تھا جس سے نظریں چرائے وہ اٹھ کھڑا

ہوا تھا۔ اگر وہ مزید اسکے قریب رہتا تو شاید اپنی انا اور اسکی عزت نفس کو بھی روند دیتا۔ سگریٹ سلگاتے باقی کی رات ٹیرس پہ گزاری تھی۔ اندر کی آگ اتنی تھی کہ باہر کے موسم سے فرق نہیں

پڑ رہا تھا۔ مؤذن کی پہلی صدا پہ وہ چپ چاپ آ کے اپنی جگہ پہ لیٹا تھا جب اس نے سوئے ہوئے حواسوں میں اپنے پہلو کو خالی ہوتا محسوس کیا تھا جو یقیناً نماز کی پابندی کیلئے وہاں سے اٹھ کے گئی تھی۔



حویلی میں پر مضحکہ طبعیت کا شکار لکیر شاہ اس وقت مزید تنہائیوں کا شکار ہوا تھا جب انابیہ کے ربط میں کمی آنے لگی تھی۔ کبھی پڑھائی تو کبھی دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کا بہانہ کرتے تقریباً رابطے ختم کرتی انابیہ لکیر شاہ کی ذات کو شکوک کی زد میں دے رہی تھی۔

جب دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ داؤ جان کی رپورٹس لے کے انگلینڈ کے معروف ڈاکٹر سے ڈسکس کرنے کے بہانے وہاں آگیا تھا۔

اسے سامنے دیکھتے وہ شاک جیسی کیفیت میں اپنے سامنے ٹہرے لکیر کو دیکھ رہی تھی۔  
"کیا یہ تم ہو؟ میں یقین نہیں کرنا چاہتی کہ یہ کوئی ایوژن ہے، خواب ہے لکیر شاہ اور میرے چھونے سے سب ختم ہو جائے گا۔"

انابیہ شاہ نے سختی سے آنکھیں میچیں تھیں کبھی یہ خواب ٹوٹنا جائے جب اسکے کانوں کی لو کو چھوتی گرم سانسیں اسے ہوش میں لائی تھیں۔ وہ اسکا مومی ہاتھ پکڑے اپنے چہرے پہ پھیرتے شیو کے کٹس چھونے لگا تھا۔

"لکیر"

وہ نیم سرگوشی میں لب واکے اسکا نام لینے کی جسارت کرتے ٹوٹی ہوئی ڈالی کی طرح اسکے سینے سے لگی تھی اتنے دنوں کی جدائی پہ حوصلہ ٹوٹا تھا یا کچھ اور تھا جو وہ اسکے سینے میں پناہ ڈھونڈتے رو دی تھی۔

ملن کے دیپ بھی رلا رہے تھے اور جدائی کی گھڑیوں نے بھی رلایا تھا عجب شے تھی یہ محبت بھی۔ لکیر اسکی بے خودی کو دیکھتے اندر تک شانت ہوا تھا۔

مطلب کہ وہ آج بھی لکیر شاہ کی دیوانی تھی پردیس اور یورپ کی آزاد فضاؤں نے اس پہ کوئی اثر نہیں چھوڑا تھا۔ وہ سب اسکے ان دیکھے وہم تھے کہ انابیہ شاہ بدل گئی تھی۔

شاید محبت ایسے ہی ہوتی ہے جو اپنے سے جڑے انسان کیلئے حد درجہ پوزیسو اور وہمی کر دیتی ہے؟  
"داؤ جان بھی آئے ہیں کیا تمہارے ساتھ میں؟"

وہ اس سے شکوؤں کی بہتات کرتے تھکی تو سر اس کے سینے سے اٹھائے خود کو کمپوز کیے باہر کی جانب بڑھنے لگی تھی۔

اپنی بے اختیاری اور پوزیشن کا احساس چہرہ سرخ کر رہا تھا جب لکیر نے اسے دوبارہ کھینچتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔ اور خود بھی اسکے قریب لگ کے کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے محسوس کرنے دو انابیہ شاہ کہ آج چھ مہینوں بعد تم میرے سامنے ہو میں تمہیں چھو سکتا ہوں؟"  
چہرہ اسکے ہونٹوں کے قریب کیے انگشت شہادت نے اسکے رخساروں کا احاطہ کیا تو وہ اس آشنا لمس پہ پلکیں جھکا گئی تھی۔

لکیر دیوانہ ہوا تھا پلکوں کی اس ادا پہ جبھی اس پہ جھکتے ان عارضوں کو لبوں سے چھوا تھا جب کہ ایک سنسنی سی انابیہ شاہ کے وجود میں دوڑی تھی۔ لکیر کی جسارتیں بڑھنے لگی تھیں۔

اتنے دن بعد من پسند شخص کا لمس میسر آتے ہی شدت سے اسکی پیاس جاگی تھی، وہ اسکا محرم نہیں تھا لیکن دل کو یقین تھا کوئی ظالم سماج درمیان میں نہ تھا تو انکی محبت میں کوئی امتحان کیوں حائل ہوگا؟ تبھی اس نے خود کو روکنے کے بجائے اسے سپردگی کا احساس دیتے لبوں سے اسکے لبوں کو چھوا تو وہ جیسے جی اٹھا تھا۔

قطرہ قطرہ اسکی سانسوں کی مہک خود میں اتارتے وہ بے خود سا اسکے دایے بائیں ہتھیلیوں کو جمائے انابہ شاہ کے دونوں ہاتھوں کو سختی سے اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں جکڑے ہوئے تھا جب وہ خود کو سیراب کرتے نڈھال ہوتی اسکے شانے پہ سر ٹکائی تھی۔  
"بہت یاد کیا ہے میں نے لکیر تمہیں جانتے ہو تمہاری قربت کی چاہ اکثر بے کل اور اداس رکھتی تھی مجھے۔"

انابہ شاہ کو تمہاری یادوں نے پہروں رلایا ہے۔"  
اسکی شرٹ کے کالر کو سختی سے جکڑے وہ بولی تو وہ اسے مزید خود میں پروس گیا تھا۔ وہ اسکی باتوں پہ من و عن یقین کر سکتا تھا کیونکہ اس نے بھی ایسے ہی بے کیف دنوں کی دوری سہی تھی۔  
شبہنی رات بھگنے لگی تھی جب وہ گئے دنوں کی باتوں میں یادوں میں کھوئے تھے۔  
لکیر اکیلے ہی یہاں آیا تھا۔

انابہ شاہ کے لبوں سے مسکان چپک کے رہ گئی تھی لیکن جو چیز لکیر کو بری لگی تھی وہ اسکا برملا اظہار کر گیا تھا۔

"انو مجھے تمہاری یہ ڈریسنگ بالکل پسند نہیں آرہی ہے میرے خیال سے پاکستانی ڈریس تم پہ بہت زیادہ جچتے ہیں میری جان۔"

ڈریس شرٹ سے جھانکتا اسکا دودھیا وجود پنڈلیوں سے اوپر آتی جینز کسی قسم کے دوپٹے سے نابلد انا بیہ شاہ کو دیکھتے ہی لکیر کا پہلا اعتراض اٹھا تھا جو اسکے بچپن کے ساتھی کے نفس کیلئے آزمائش تھا تو بھلا اوروں کو نہیں رجھاتا ہوگا؟

"اوہ گاڈ لکیر پلیز ڈونٹ بی اور رریکٹ یہ پاکستان نہیں ہے جہاں لوگ آپکو سرتاپیر نمونہ سمجھ کے گھورتے رہتے ہیں میری جان یہ یورپ ہے یہاں سب ایزی وے میں رہتے ہیں اور میں بھی اسی ڈریس میں کمفرٹبل ہوں جیسا دیس ویسا بھیس یہ فرسودہ ذہنیت کم از کم میں تم سے یہ سب ایکسپٹ نہیں کرتی ہوں جاناں۔"

وہ لکیر کے رخساروں پہ ہاتھ رکھے معصومیت سے بولی تھی جب وہ اسکی ادوں پہ بے بس ہوا تھا جو اپنا آپ منوانے کے ہنر سے آشنا تھیں۔  
www.kitabnagri.com  
"جانے کیا جادو ہے ان ہاتھوں میں سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔" وہ بے بسی کا برملا اظہار کرنے لگا تو انا بیہ کھل کے مسکرائی تھی۔

"شام میں میرے ایک فرینڈ کے گھر پارٹی ہے تم چل رہے ہو میرے ساتھ اوکے۔"  
وہ اسے آرڈر دیتے کھڑی ہوئی تھی اسوقت وہ لکیر کے کمرے میں تھے جب لکیر نے اسے ہاتھ سے پکڑتے اپنی جانب کھینچا۔



وہ کٹی شاخ کی طرح اسکی گود میں گری تھی۔

"میرے صبر کا انتظار بہت جان لیوا ہونے لگا ہے انوکھا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ماموں اور پھوپھو سے بات کروں ہمارے رشتے کیلئے یاد او جان سے؟"

حسین محبوب پہلو میں تھاتا روں بھری شب میں غضب کی قربت گستاخیوں پہ مائل کر رہی تھی جبھی انگشت شہادت اسکی مانگ کی سیدھ میں ناک اور پھر لبوں تک کا احاطہ کرنے لگی تھی۔

"اوہ گاڈ ! لکیر پلیر کیا ہو گیا ہے ابھی تو پوری زندگی پڑی ہے ان خواہ مخواہ کے میاں بیوی والے چونچلوں کو اٹھانے کیلئے، تمہیں پتا ہے یہاں لوگ شادی سے پہلے لیونگ ریلیشن میں رہتے ہیں اگر تو ایک دوسرے میں انڈر سٹینڈنگ صحیح سے رہ جائے تو شادی کر لیتے ہیں اور وائز اپنے بیٹروں کی تلاش میں وہ مختلف لوگوں کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرتے رہتے ہیں۔"

وہ لکیر کی انگلی کو ہونٹوں میں دبائے بولی تھی جبکہ اسکا جواب لکیر کو الجھن میں مبتلا کر رہا تھا۔  
"انہم میں اور ان میں بہت فرق ہے یار انکا ٹریڈیشن شادی کو کسی گھڑاک کی مانند پریسٹنڈ کرتا ہے جبکہ ہم۔۔۔"

"اوہ گاڈ کیا سچ میں لکیر تم اتنی خوبصورت تنہائی کو ان ٹیپکل پاکستانی دقیانوسی سوچ والے لوگ کی طرح پریٹنڈ کر کے ضائع کرو گے تو میں تم پہ افسوس ہی کر سکتی ہوں۔"

وہ نروٹھے انداز میں کہتے کھڑی ہوئی تھی جب اسکی ناراضگی کا سوچتے ہی لکیر کی جان پہ بنی تھی اسے احساس ہو رہا تھا کہ اسوقت وہ اسکی طلب میں یہاں تھی اور وہ اسے ناراض کر رہا تھا۔

کیا اسکیلے اتنا کافی نہیں تھا کہ آج بھی اسکا نشہ لکیر شاہ تھا تو باس سے کیا فرق پڑنا تھا۔  
وہ اپنی لو مینٹیلٹی کو کوستارہ گیا اور جاتی ہوئی انابیہ کو کلائی سے تھامے لکیر نے اسے پھر سے کھینچتے خود پہ  
گرایا تھا۔

کمرے میں ذو معنی خاموشی چھائی تھی جب وہ اس پہ جھکتے اپنے ہونٹوں سے اسے سیراب کرنے لگا تھا۔  
انابیہ کے لکیر کے وجود پہ ریگتے ہاتھ اسکی شرٹ اتارنے پہ مائل نظر آئے تھے اس نے انابیہ کے ہاتھ  
تھامے انہیں نامحسوس انداز میں لبوں سے لگاتے چوما تھا۔

غیر ارادی طور پہ وہ انابیہ کو حدود میں رکھنا چاہتا تھا جو کہ وہ بنا ایک مستحکم رشتے کے معاشرتی باڑیں  
پھلانگ نہیں سکتے تھے۔

"لکیر تم تو کہتے ہو کہ میں تمہارے وجود کا حصہ ہوں پھر یہ بے رخی کیوں؟"

اسے لکیر کا جان چھڑاتا انداز پسند نہیں آیا تھا۔

"انو تو پھر مان جاؤ نا شادی کیلئے؟ ہم وہ نہیں بن سکتے میری جان جو ہم ہیں ہی نہیں۔ شادی کے بعد چیزیں  
اور بہترین اور ہر طرح کی بندش سے آزاد ہو جائیں گی۔"

وہ اسے ہر حال اس بار راضی ہی کرنا چاہتا تھا کہ تنہائیں اسے بھی کاٹ کھانے کو دوڑتی تھیں اب انابیہ  
کے قدموں کے بہکنے کا احساس غالب آرہا تھا۔

"کیا شادی ہی سب کچھ ہے میری فیملنگز کچھ نہیں؟ تم نے پراس کیا تھا نا لکیر کہ تم ہمیشہ وہیں کرو گے  
جو میں چاہوں گی تو کیا تم مجھے اپنا آپ سوئپ نہیں سکتے؟"

انابہ اسکا ہاتھ تھامے اپنے سینے پہ جما گئی تھی جہاں اسکے وجود سے پھوٹتی کونپلوں کی نرمابٹ واضح محسوس ہو رہی تھی جبکہ اسکی حرکت پہ لکیر کے جسم میں ایک کرنٹ سادوڑا تھا پر وہ اس دیوانی کے سامنے شکست خوردہ سا تھا۔

"محسوس کرو لکیر ان دھڑکنوں کو انکی باتیں سنو جہاں صرف تمہارے نام کی صدا ہے اور تم اتنے بے یقین ہو آخر کیوں؟ کیا تمہیں اعتبار نہیں رہا مجھ پر؟ جبکہ تم بھی جانتے ہو کہ میری ہر سانس پہ تمہارا نام ہی نقش کیا گیا ہے۔"

وہ جاد گرنی اسے اپنے لفظوں کے جال میں جکڑنے لگی تھی۔  
"انابہ شاہ، لکیر شاہ سرتاپیر تمہارا ہے پورے وجود پہ تمہارا ہی قبضہ ہے تم جان بھی مانگو تو تمہاری ہے۔"

وہ اسے اعتماد کی ڈور تھماتے اسکے جذبات کو مزید بھڑکا گیا تھا۔ وہ اسکے لبوں کو ہلکا سا چھوتے کھڑی ہوئی تھی۔

"تو آج رات تم انابہ شاہ کو اپنا بنانے سے نہیں روکو گے لکیر میں پارٹی کیلئے تیار ہو کے آتی ہوں۔"  
قاتل مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتے وہ چلی گئی تھی جبکہ اسکے جاتے ہی لکیر کے مسکراتے لب سختی سے آپس میں پیوست ہوئے تھے جانے کیوں دل میں یہ وہم بیٹھ گیا تھا کہ وہ اسکی انو نہیں رہی ہے اسکا بے باک انداز اسے وہ مشرقی حیا نہیں دیتا تھا۔

پکے پکائے پھل کی طرح گود میں گرتی عورت سے اسکا دل اچاٹ ہونے لگا تھا۔ محبت تھی پر وہ اسے عزت سے اپنانا چاہتا تھا وہ بے لگام تھا انابیہ کو اس حد تک لانے میں خود کو بھی رگیدنے لگا تھا پر معلوم نہ تھا کہ وہ تو کب سے محبت کے ادب و آداب کی حدود سے باہر جا چکی تھی۔

وہ حد درجہ ڈسٹرب ہو رہا تھا، دودن میں محبت کا نشہ اترتا تو چیزیں کھل کے سامنے آرہی تھیں، اسکا بار بار لکیر سے حد درجہ قربت پہ مائل نظر آنا ہر حد توڑنے کی جستجو جانے کیوں اسکے بہکنے کا شبہ دے رہی تھی۔

وہ سر جھٹکتے اپنی سوچوں کو وہم قرار دیتے اسکا من پسند حلیہ اپنائے ریڈی ہوا تھا جبکہ سیلو لیس ٹاپ شارٹ شرٹ جو ہاتھ اوپر کو اٹھانے سے اسکے وجود کے خدو خال کو ظاہر کر رہی تھی لکیر اپنے ہزار اعتراضات کے باوجود کڑوے گھونٹ پی کے رہ گیا جانتا تھا وہ ایک بار پھر سے اسے 'دقیانوسی سوچ' کا طعنہ دے دے گی۔

پارٹی کلب کی بجائے گھر میں ہی رکھی گئی تھی۔  
www.kitabnagri.com  
انابیہ کے دوستوں میں لڑکی لڑکوں میں کوئی فرق نظر نہیں آ رہا تھا۔  
اسکی دوستوں کی آنکھوں میں لکیر کیلئے ستائش واضح تھی جو مشرقی روڈ مین پہ پوری طرح فلیٹ ہونے کی کوشش میں تھیں۔

بے ہنگم میوزک، سرعام شراب میں دھت لوگ لکیر کو عجیب وحشت میں مبتلا کر رہے تھے کبھی ان چیزوں کی عادت جو نہ تھی لیکن وہ انابیہ کی وجہ سے سب سہنے پہ مجبور تھا۔

"چیہ رز"

جام اٹھائے شور مچاتے لوگوں سے تنگ آتے وہ ایک کونہ پکڑے ماڈرن بننے کی کوشش میں وہ حرام  
محلول قطرہ قطرہ اپنے اندر اتارنے لگا تھا۔

"ہائے جینٹل مین کم آن لیٹس ہینگ آؤٹ۔"

وہ انابیہ کی دوست مارتھا تھی جو اسے اپنے ساتھ آنے کی آفر کر رہی تھی جو کہ لکمیر نے شائستہ انداز میں  
ٹھکرا دی۔

شراب میں لتھڑے نیم برہنہ وجود میوزک کے ساتھ تھرکتے آہستہ آہستہ اپنی ہوس مٹانے کو غائب  
ہونے لگے تھے۔

مجمع کو کم ہوتے دیکھ کر وہ اسے ڈھونڈنے لگا تھا جو جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔

وہ بار والے حصے سے پیچھے کی جانب بڑھا تھا جب اس مدہم سرگو شیوں نے چونکا یا تھا۔  
"رومن جو تمہارے میں نشہ ہے وہ کہیں بھی نہیں ہے۔"

لکمیر نے ایک بے یقین نگاہ سامنے ڈالی جہاں وہ ناقابل برداشت حالت میں رومن کے گلے کا ہار بنی ہوئی  
تھی جبکہ اسکے ہاتھ انابیہ کے خدو خال میں الجھے ہوئے تھے۔

"یو۔۔ آرمائے لکی چارم مائے گرل۔"

رومن نے ذرا کے جھکتے اسکے وجود پہ تسلط جمایا وہیں لکمیر کے ضبط کی طنابیں ٹوٹی تھیں ایک جھٹکے میں  
اس نے انابیہ کو اس شخص سے الگ کرتے تھپڑ دے مارا تھا۔



"ہے یو آئی ول کال پولیس ہاؤ کڈ یو سلیپ مائے گرل فرینڈ یو بلڈی ایر گنٹ؟"

نشے میں دھت رومن اسے گالیاں بکنے لگا تھا جب انابیہ کے حواس پوری طرح بیدار ہوئے تھے۔ اسکا جھوٹا بھرم ٹوٹ رہا تھا وہ اپنی آزادی کی چاہ میں بھی لکمر شاہ سے دستبردار نہیں ہو سکتی تھی کہ ہر حال میں وہ اسکی فرسٹ چوائس تھا۔

"لکمر یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ مجھے یہاں لے آیا تھا زبردستی۔۔۔ شاید اس نے میرے ڈرنک میں کچھ ملایا ہے۔۔۔ اوہ گاڈ مم۔۔۔ میرا سر۔۔۔" وہ سر کو پکڑتے زمین پہ بیٹھی تھی جب وہ اسکی طرف بڑھا تھا۔  
"تم ٹھیک ہو انو؟"

وہ اسکی معصومیت کا دیوانہ اس پہ یقین کیے بیٹھا تھا انابیہ کی آنکھوں سے بہتے انسوؤں نے پل میں اسے موم کیا تھا وہ رومن کو بے تحاشہ پیٹتے ہوئے اسے اٹھائے گھر آگیا۔  
صد شکر قیوم شاہ اور مریم شاہ گھر پہ نہیں تھے ورنہ اسے اس حالت میں دیکھتے یقیناً افسوس ہوتا انہیں۔  
"لکمر تم یہی رہو نا میرے پاس۔"  
وہ اسے جاتا ہوا دیکھ کر ہاتھ تھامے بولی تھی۔

"نہیں انابیہ تم شاید اسوقت ہوش میں نہیں ہو، میرا چلے جانا ہی بہتر ہے ہم صبح بات کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے اس سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولا تھا آنکھوں کے سامنے بار بار پارٹی کا منظر گھوم رہا تھا۔  
دل میں شکوک بیدار ہونے لگے تھے انابیہ اس شخص کے ساتھ اپنی مرضی سے موجود تھی لیکن اپنی پوزیو طبیعت سے خوب آگاہ تھا تبھی وہم قرار دیتے سر جھٹکا۔

"لکمیر اگر تم یہاں نا آئے دین آئی پر امس میں خود کو کچھ مار دوں گی۔"

اسکی لڑکھڑاتی دھمکی پہ وہ بے بس سا اسکے پاس بیٹھا تھا جب وہ اسکی گود میں سر رکھ گئی ایک ناگوار مہک نے لکمیر کو طیش دلایا۔

"اتنا کیوں پیا تھا جب دماغ یہ چڑھتی ہے؟"

وہ اور تو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا تبھی دے لفظوں میں اسکی حالت کے پیش نظر چیخا تھا۔

"یہ تمہارے بعد میری بہت اچھی دوست بن گئی ہے۔ اکثر وجود کی چاہ مٹا دیتی ہے لکیر۔۔۔ تـت۔۔۔ تمہاری یادیں جب مجھے بے بس کرتیں تھیں تو مم۔۔ میں اسکا سہارا لیتے لیتے عادی ہونے لگی ہوں شاید تمہارا ساتھ ہی اس لت سے آزاد کروادے مجھے۔"

اس نے سارا الزام لکمیر شاہ پہ لگاتے ہوئے اپنی صفائی میں بودے سے بہانے گھڑے لکمیر نے اس کے چہرے سے نظر ہٹائے رخ موڑ لیا تھا۔

اتنے پاس ہو کہ بھی دور کیوں ہو؟"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام گئی تھی جبکہ اسکی اٹھی شرٹ کے قیامت خیز منظر لکیر شاہ کو نظریں چرانے  
یہ مجبور کر گئے تھے۔

"لکھنویہ اتار دوں میں گرمی۔۔۔"

اسکا ہاتھ اپنی شرٹ کی جانب بڑھا تو اسکی ڈیمانڈ سننے لکیر کا ضبط ٹوٹا تھا اور اسکا سر اپنی گود سے ہٹاتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"گڈنائٹ انو صبح بات ہوگی جسٹ ریلکس اینڈ گڈنائٹ۔"

سنجیدہ انداز میں کہتے ایک محبت بھرالمس اسکی پیشانی پہ رقم کرتے وہ اسکے کمرے سے نکل گیا تھا۔  
اسکی بڑھتی حرکتیں لکیر کے صبر کو ختم کر رہی تھیں اس نے ڈیسائیڈ کر لیا تھا کہ وہ صبح مریم پھوپھو اور  
ماموں سے اس بارے میں دو ٹوک بات کرے گا ایسا نہ ہو کہ لندن کی آزادی کی چاہ میں وہ اپنی عزت  
کھودیں کیونکہ جنہیں وہ دوست کہتی تھی انابیہ ان میں سیف نہیں تھی وہ دیکھ چکا تھا۔  
تمام رات وہ زہریلی سوچوں کے حصار میں رہا تھا کہ اب اسے ہی کچھ کرنا پڑے گا داؤ جان سے بات  
کرے؟

لیکن اسکی عزت کو مقدم جانا تھا اسکے کردار پہ انگلی اٹھتی تو یہ لکیر شاہ کو گوارہ نہ تھا پروہ نہیں جانتا تھا کہ  
انابیہ شاہ تو اس گندے معاشرے میں قدم قدم دھنسی تھی جس سے نکلنا اتنا آسان نہ تھا کیونکہ اسے  
حویلی کی دیواریں قید لگتی تھیں اور یہاں وہ آزاد فضاؤں کی باسی بن چکی تھی۔



اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ [www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

[knoofficial9@gmail.com](mailto:knoofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/ Pg/ Kitab Nagri

[knoofficial9@gmail.com](mailto:knoofficial9@gmail.com)

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595



ہم کو کس کے غم نے مارا یہ کہانی پھر سہی  
کس نے توڑا دل ہمارا یہ کہانی پھر سہی  
دل کے لٹنے کا سبب پوچھو نہ سب کے سامنے  
نام آئے گا تمہارا یہ کہانی پھر سہی  
نفرتوں کے تیر کھا کر دوستوں کے شہر میں  
ہم نے کس کس کو پکارا یہ کہانی پھر سہی  
تاک میں دشمن بھی تھے اور پشت پر احباب بھی

پہلا پتھر کس نے مارا، یہ کہانی پھر سہی  
کیا بتائیں پیار کی بازی وفا کی راہ میں  
کون جیتا کون ہارا یہ کہانی پھر سہی

اس دن کے بعد سے لکیر اور میرب کے درمیان ہلکی پھلکی گفتگو ہونے لگی تھی اپنی ضرورتوں کی خاطر اکثر ہی وہ اسے پکارنے لگا تھا۔ جب جب انابیہ کی یاد غالب آتی وہ گھبرا کے بے وجہ ہی میرب کو اپنی سوچوں میں لارکھتا۔ اسے اپنے کاموں میں الجھائے زیادہ سے زیادہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اگر انابیہ شاہ اس خاندان کا حصہ نہ ہوتی تو شاید وہ میرب کے وجود سے کئی کترا کے بھاگ جاتا۔ لیکن روایتوں کی پاسداری کرتے لکیر شاہ کی ذات کی ٹکڑوں میں بٹ گئی تھی تبھی داؤ جان نے ان دونوں کو مزید قریب رہنے کا موقع فراہم کرتے انگلیٹڈ جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ داؤ جان نے اپنے انگلیٹڈ جانے کا فیصلہ سنایا تو وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ عجیب مخمضے کا شکار ہوتے نظر آئے تھے۔

میرب تو داؤ جان کے حصار میں آتے ہی رودی تھی کبھی دور جو نہیں ہوئی تھی اکلوتے سائبان تھے وہ اسکے اگر انہیں کچھ ہو گیا تو؟  
کون جانے کہاں کا غبار کہاں پہ نکل رہا تھا۔



"ارے بھائی آج نہیں تو کل جانا ہی تھا نا پھر یہ اداسی کیوں؟ علاج نہیں کرواؤنگا تو ایک دن بستر پہ پڑ جاؤنگا اور تم لوگوں کے بچے دیکھنے کی خواہش دل میں ہی لیے دنیا سے جانے کا ابھی کوئی موڈ نہیں ہے میرا۔"

انہوں نے میرب کو خود سے لگایا تھا اور بات کو مذاق کا رنگ دے گئے اسکا چہرہ سرخ پڑا تھا۔  
لکمیر کی کاٹدار نگاہوں سے چھپنے کی بہترین جگہ داؤجان کا سینہ ہی تھا۔  
"پر داؤجان۔۔۔"

"لکمیر ہے نا میری جان تمہارا محافظ، تمہارا دوست اور شوہر بھی تو سائبان ہوتا ہے پھر ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟" داؤجان کی بات پہ وہ سر بھی نہیں اٹھا پار ہی تھی۔  
جسے وہ اسکا دوست گردان رہے تھے وہ تو شاید اسے چھوڑ جانے کے موقع کی ہی تلاش میں تھا۔  
وہ اسے الگ کرتے باہر کی طرف چل پڑے تھے لکمیر بھی انکے برابر میں چل رہا تھا۔  
جانے وہ اسے کیا کچھ کہہ رہے تھے؟

اگلے دن کی فلائٹ سے داؤجان انگلینڈ چلے گئے تھے جبکہ انکے جاتے ہی حویلی میں سناٹے بولنے لگے تھے۔

داؤجان کے جانے سے تو جیسے لکمیر کو آزادی میسر آئی تھی وہ اکثر ہی گھر سے غائب نظر آتا۔  
میرو کی زندگی میں اداسی پنچے گاڑے بیٹھی تھی جب انابیہ کی کال نے اس سکوت میں پہلا پتھر مارا تھا۔  
"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو آخر میرے ساتھ؟"

وہ زخمی شیرنی کی مانند دھاڑ رہی تھی۔

"انو میں۔۔۔"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ میرب تم۔۔۔ تم میری اترن پہننے والی میرا برتا ہوا شخص اوڑھو گی، تم آستین کا سانپ لڑکی اپنی اوقات دکھا دی نا تم نے آخر آوارہ بد چلن ماں کی بد چلن بیٹی۔۔۔"

انابہ کے سخت الفاظ برچھی کی طرح اسکے سینے میں چبھے تھے۔

"انوپلیز مم۔۔۔ میں نے داؤجی کی خوش کیلئے یہ سب کیا تھا۔۔۔ وہ تمہارا ہے۔۔۔ لل۔۔۔ لکمیر شاہ صرف انابہ شاہ کا ہے۔"

دل دکھ سے بھرا تھا تو زبان پہ لکمیر شاہ کے ہی الفاظ تھے۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے لکمیر کے پاؤں اسکی گڑ گڑاہٹ پہ منجمدم ہوئے تھے۔

"ہاں وہ صرف میرا ہے میں آرہی ہوں پاکستان تمہیں لکمیر کی زندگی سے جانا ہو گا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے میرب شاہ وہ صرف میرا ہے۔۔۔ میرے لیے ہے جانتی ہونا تم بچپن سے ہی اسکی زندگی کا محور و مرکز صرف اور صرف انابہ شاہ رہی ہے۔۔۔ تم میرب حیات کل بھی اس حویلی کے منظر میں مس فٹ تھی اور آج بھی کہیں نہیں ہو۔ اوکے یاد رکھنا اپنی اوقات سے باہر جانے والوں کو انکی اوقات پہ لانا جانتی ہے انابہ شاہ۔"

انابہ اپنا حتمی فیصلہ سناتے ہوئے کال بند کر گئی تھی کتنی دیر وہ ریسورہاتھ میں تھامے رکھے گم صم بیٹھی رہی تھی۔ جو میسر ہی نہیں تھا اسکے چھن جانے کا غم کیسا؟

وہ اسے غلط سمجھ رہی تھی، لکمیر شاہ اسے غلط گردان رہا تھا بھلا وہ کیوں انکی زندگی میں آئے گی؟  
داؤ جان کی خواہش تھی کہ انہیں اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں ہے وہ تو ہمیشہ سے پابند سلاسل رہی اگر  
لکمیر شاہ چاہتا تو بغاوت کر سکتا تھا پھر سارے جرم میرب حیات کے حصے میں کیوں؟

وہ سسکی تھی جب اسکے پیچھے ٹھہرے لکمیر شاہ نے اسے شانوں سے پکڑے اسکا رخ اپنی جانب کیا تھا  
ایک کرنٹ کی لہر میرب کے وجود میں دوڑی تھی اور خطاوار کی طرح پھر سے سر جھکا گئی تھی۔

"تم کون ہوتی ہو اس چیز کا فیصلہ کرنے والی کی لکمیر شاہ پہ کس کا حق ہے؟ کیا تمہیں میں کوئی کٹھ پتلی نظر  
آ رہا ہوں جہاں تم میری ذات کو اپنی من مرضی سے چلاؤ گی ہاں؟ یا پھر لکمیر شاہ سے آزادی حاصل  
کر کے تم اپنی پسند کا جہان آباد کرنا چاہتی ہو؟"

لکمیر شاہ کی آواز پہ اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا وہ اسکی ذات کو رگید رہا تھا اس پہ الزام لگا رہا تھا جو خود دن  
رات کسی اور کی محبت کا دم بھرتے اسکے ہجر میں تڑپ رہا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

سلونی رنگت پہ سیاہ آنکھیں موتیوں سے بھری تھیں۔

"مم۔۔ میں وہ انا بیہ شاہ۔۔۔"

"انا بیہ شاہ نا ہی میرب حیات۔۔ میری ذات ان دونوں کے جھول سے باہر کی ہے خبر دار اگر تم نے  
آئینہ مجھے کسی کے ساتھ ڈسکس کیا تو۔۔ آئینہ لکمیر شاہ کا نام کسی حوالے سے بھی تمہاری زبان پہ  
نہیں آنا چاہیے۔"

وہ اسکا بازو پکڑے زور سے جھٹک گیا تھا۔

میرب کو لگا شاید اسکا بازو دھڑ سے جدا ہو گیا ہے۔

اس نے پلکیں جھکالیں گویا یہ الزام بھی اسی کے سر تھا جبکہ یہ اس نے خود ہی بولا تھا شادی کی پہلی رات

----

لکیر نے ایک سلگتی نگاہ انگلیاں چٹختی میرب پہ ڈالی جو بنارسی کے ہلکے کام والے سوٹ میں ملبوس تھی اور موسم کی مناسبت سے اپنے گرد گرم شال بھی لپیٹ رکھی تھی۔

انکی شادی کی تیاریاں لکیر کی اسٹیپ مدر سعدیہ شاہ اور بہن ابرش نے کی تھیں اور اسی مناسبت سے کئی ایک ہیوی ایمبرائیڈ سوٹ بھی اسکی بری میں دیے تھے۔

اگرچہ شادی کی تقریب انتہائی سادہ تھی لیکن اس حقیقت سے نگاہ نہیں چرائی جاسکتی تھی کہ وہ دونوں اٹوٹ بندھن میں بندھے تھے جس سے وہ نظریں چراتے پھر رہے تھے۔

"جی بہتر"

اسکی آواز میں نمی گھلی تھی لکیر غصے بھری نگاہ ڈالتے اپنے کمرے میں جا کے بند ہو گیا تھا۔ رات گئے جب واپس آئی تو لاکڈ روم نے گویا اس بات کا اعلان کیا تھا کہ داؤ جانے کے جاتے ہی اسے بھی اپنی حثیت پہ واپس آ جانا چاہیے۔

وہ بنا دستک دیے ہی اپنے کمرے میں آگئی تھی اتنے دن بعد تنہائی اور مکمل بستر کا سکون ملتے ہی اسے سو جانا چاہیے تھا لیکن تمام رات ہی کروٹیں بدلتے گزری تھی ایک عجیب سی کمی محسوس ہو رہی تھی۔

صبح ہوتے ہی وہ اسکے کمرے میں موجود تھا وہ جو فریش ہوتے ہوئے باہر آئی تھی اسے سامنے دیکھتے خفت زدہ ہوئی کہ اسوقت اسکا حلیہ ایسا قطعاً نہیں تھا کہ اسکا سامنا کرتی۔

لکیر کی آنکھیں بھی شب بھر کی اذیتوں کی غماز تھیں سوئی وہ نہیں تھی تو جاگتا وہ بھی رہا تھا۔  
"میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ کچھ دنوں کیلئے میں شہر شفٹ ہو رہا ہوں اگر داؤ جان یا کوئی بھی اس بارے میں پوچھے تو اس بات کو تم نے ہی سنبھالنا ہے کیسے؟ یہ میں نہیں جانتا مگر میری ذات پہ ایک بھی سوال نہ اٹھے۔"

وہ ظالم شخص جسے اسلئے سائبان بنایا گیا تھا کہ وہ ہر پل اسکے ساتھ رہے گا وہ تو پہلی فرصت میں ہی اسے چھوڑ کے جا رہا تھا۔

"اگر آپ ناراض ہیں تو سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا، ایک طرفہ بات سن کے آپ کیسے فیصلہ لے سکتے ہیں میں نے کس وجہ سے یہ بولا تھا؟"

بلی چوہے کے کھیل سے تنگ آتی جانے کیسے آج وہ خود میں اسکے سامنے وضاحت دینے کا حوصلہ پاگئی تھی۔  
www.kitabnagri.com

"میں نے کچھ کہا محترمہ آپکو؟" جانے کیوں وہ بھی اپنی ناپسندیدہ شخصیت سے بحث کرنا چاہتا تھا۔  
"آپ جا رہے ہیں تو مجھے لگا شاید ناراض۔۔۔" وہ اپنی بات ادھوری چھوڑتے جانے لگی تھی جب اچانک سے لکیر نے اسے کلائی سے تھامے اپنی طرف کیا تھا۔



"ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے محترمہ جہاں میں آپ سے ناراضگی جتنا پھرونگا۔۔۔ لیکن اتنا یاد رکھو کہ میں کوئی چیز نہیں جیتا جاگتا وجود ہوں کم از کم میں کسی طور تم دونوں کا کھلونا نہیں بن سکتا۔"

اس نے ایک عورت کی بیوفائی دیکھی تھی تو مجرم پھر ہر عورت ہی نظر آرہی تھی۔

اپنی بات مکمل کرتے اس نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا اور باہر نکل گیا تھا۔

وہ خاموشی سے اسے اپنے کپڑے لے جاتا دیکھ رہی تھی۔ گھر بالکل خالی ہو گیا تھا وہ کسی جابر قلعے میں بند بھٹکی شہزادی کی طرح اس محل میں گھومتی رہتی تھی کبھی کبھی داؤ جان کا فون آجاتا تو انہیں سب ٹھیک ہے کہہ کے مطمئن کر دیتی۔



اسے انگلینڈ آئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا وہاں زندگی تو تھی پر زندگی گزارنے کا سلیقہ نہیں۔

انابیہ کے تقریباً دوست بروکن فیملی یا پھر سنگل پیرنٹس کی پیداوار تھے ایسے میں ماں باپ اسکیلے ایک بوجھ سے کم ثابت نہیں ہو رہے تھے۔

وہ برک فیلڈ میں اپنے دوست سے ملنے گیا تھا جب دو دن بعد ہی واپس آگیا تھا گھر میں کوئی بھی اسکی آمد سے آگاہ نہیں تھا۔

لاؤنچ میں ہوتا بحث مباحثہ اسکی سماعتوں پہ ناگوار گزرا تھا پھر بھی وہ اسے سننے پہ مجبور تھا۔

"مما کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کے ان جنگلی رشتہ داروں کی وجہ سے خود کو کنجیسٹڈ کر لوں کہیں جاؤں آؤں ناخدا کو مانویار میں نہیں رہ سکتی ایسے پلیرز میرا ایکٹ مجھے واپس کریں۔"

یہ اسکی جان عزیز انابیہ شاہ کی آواز تھی وہ ساکت سانس لیے سن رہا تھا۔

"بکو اس بند کرو تم اپنی، اگر تمہارے بابا جان یا داؤ جان کو پتا چلا تو جانتی ہو اسکا کیا انجام ہو گا؟ کیوں بڑھاپے میں ہمارے سر میں خاک ڈلو رہی ہو اگر ہمیں پتا ہوتا یہاں آ کے تم اتنا بگڑ جاؤ گی تو ہم آتے ہی نہ انو کیوں لکیر کے سامنے ہماری عزت داؤ پہ لگا رہی ہو۔"

مریم شاہ کی آواز انابیہ کی نسبت مدہم تھی۔

"سو واٹ ماما ڈر گز لینے سے کیا ہوتا ہے مجھے ایگز امز کا اسٹریس ہے ریکس ہونا چاہتی ہوں میں تھوڑا۔ یہاں آ کے بھی تو آپ لوگ مینڈک کے کنوے میں رہ گئے ہو۔"

انابیہ شاہ کے کچھ پیکیٹس جو وہ رومن اور جے سے لائی تھی مریم شاہ کے ہتھے چڑھ گئے تھے جسکے بعد وہ ماں کو کنوینس کرتی نظر آرہی تھی جبکہ لکیر کیلئے یہ انکشاف ہی جان لیوا تھا کہ بات شراب تک ہی نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ چکی تھی۔ وہ لب بھینچے بیٹھا تھا سننا مجبوری بن رہا تھا شاید مزید انکشاف ضروری تھے۔

"ایگز امز کا اسٹریس پڑھنے سے ریلز ہو گا بیٹا اور پھر لکیر کو اگر پتا چل گیا تو کیا سوچے گا وہ ہم سب جانتے ہیں اسکی تم سے وابستہ خواہشیں اور تم بھی تو؟"

"آئی ڈونٹ کئیر ممائیں نے کسی کی سوچوں کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا ہے آپ مجھے میرا پیکٹ واپس کریں  
ڈینی میرا انتظار کر رہا ہے باہر۔"

وہ حد درجہ بد تمیزی سے بولی تو مریم شاہ نے اسے ایک تھپڑ دے مارا تھا۔ وہ شاکڈ تھی اپنی ماں کا یہ روپ  
دیکھ کے۔

"ہوش میں آ جاؤ انو خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔ کیوں ہمیں جیتے جی مارنا چاہتی ہو۔ آج ہی میں تمہارے بابا  
سے بات کر کے تمہیں لکمر کے ساتھ واپس بھیجنے کا بندوبست کرتی ہوں داؤ جان ویسے لکمر کی شادی  
کرنا چاہ رہے ہیں ایک وہیں ہے جو تمہاری باغی فطرت پہ قابو پاسکے گا۔"  
مریم شاہ کی بات اسے مزید سناتوں میں لائی تھی۔

"یہ آپکی سوچ ہے ماما کہ آپ مجھے بنا میری مرضی کے واپس بھیج سکیں گی آئی۔ ایم میچور ڈانف ٹوٹیک  
ڈسٹرنز اباؤٹ مائے فیوچر۔"

انابہ کا دو ٹوک جواب جہاں مریم شاہ کو بے بس کر گیا وہیں لکمر شاہ کے ضبط کی طنابیں ٹوٹی تھیں۔ وہ  
اس سے محبت کی دعوایدار لڑکی اتنی جلدی اس اجنبی ماحول میں ڈھل گئی تھی وہ سوچ نہیں سکتا تھا۔  
مریم شاہ نے اسے باہر نہیں جانے دیا تھا وہ بغاوت پہ مائل تھی پر اتنی نہیں کہ ماں کو روند کے آگے بڑھ  
جاتی۔

ڈنر پہ وہ سب اکٹھے تھے سوائے انابیہ کے۔ قیوم شاہ کے پوچھنے پہ مریم نے اسکی طبیعت خرابی کا کہتے بات بنادی تھی۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ اسکے کمرے میں آیا تھا جو ڈینی سے روتے ہوئے بات کر رہی تھی لکمیر کے آنے پہ چونکی اور پھر اسکے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کے رودی۔

لکمیر کا دل ایک بار پھر ڈماڈول ہوا تھا۔

"واہٹ ہسینڈ؟"

اسکے چہرے سے بال ہٹائے اپنے سامنے کرتے بولا تھا۔

"ممانے مجھے تھپڑ مارا ہے لکمیر وہ یہاں آ کے بہت بدل گئی ہیں انہیں میری ہر بات پر ہی اعتراض ہے۔ لکمیر تم بھی یہاں نہیں ہو کیا میں دوست نہیں بنا سکتی اگر انکے ساتھ موج مستی کر لوں تو اس پہ بھی ایشو بنا لیتی ہیں وہ مڈل کلاس عورتوں کی طرح ریکٹ کرتی ہیں ہر بار آئی ایم فلینگ الون۔"

وہ اسکے سینے میں سمائی تھی جب لکمیر کا سانس گھٹنے لگا تھا۔

"پھپھو شاید تمہارا بھلا چاہتی ہیں انو۔"

بنا اسے کچھ جتائے لکمیر نے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی۔ "تم بھی انہی کی سائیڈ لوگے آئی نو۔"

ہمیشہ کی طرح اپنی اداؤں سے گھائل کرتی وہ رخ موڑ گئی تھی جانے کیوں اس بار لکمیر کا دل جامد سناٹوں کی زد میں رہا تھا۔

"مجھے باہر جانا ہے۔"

وہ ایسے ہی رخ موڑے بولی تو لکیر کو اسکی معصومیت پہ پیار آیا تھا دل تھا کہ سرکش انابیہ شاہ کی غفلتوں سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی محبوب کو بنا معیار پہ رکھے، جانچے، بنا ہی پیار کرنے پہ مائل تھا۔ اس نے سر اثبات میں ہلاتے خود ہی مریم شاہ سے اجازت لی اور اسکے ساتھ پیدل چلتے وکٹوریہ سٹریٹ کا رخ کیا تھا۔

"اف اف تھنکیو سوچ لکیر تم مجھے باہر لے کے آئے ہو یونو گھر مجھے کسی قید سے کم نہیں لگ رہا تھا۔" اسکے ہاتھ سے آنسکریم پکڑتے وہ ایکسائٹمنٹ سے بھرپور آواز میں بولی تھی۔

"گھر تو لڑکیوں کیلئے محفوظ آشیانہ ہوتا ہے تم نے دیکھے ہیں کبھی آزاد فضاؤں میں اڑتے پنچھی گرم سرد ہواؤں میں کسی محفوظ ٹھکانے کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ موسم کی شدت سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔"

جینز پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ ناک کی سیدھ میں چل رہا تھا۔ "اوہوں یہ دقیانوسی باتیں ہوتیں ہیں صرف اب تو پرندے بھی ہر حالات میں خود کو ڈھال لیتے ہیں، تم آنسکریم نہیں لے رہے؟"

بنا اسکی بات کی گہرائی کو مانپتے اس نے لکیر کے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں موسموں کے ساتھ ڈھلنے والا بندہ سردیوں میں آنسکریم نہیں کھا سکتا۔"

لکیر کی بات پہ انابیہ نے رک کے اسے دیکھا۔

"ظن کر رہے ہو؟"



"نہیں حقیقت بتا رہا ہوں ہر بات کو نیگٹو نہ لیا کرو۔" پاکٹ سے ہاتھ نکالے اس نے محبت سے گرم ہاتھ اسکے گلابی رخساروں پہ رکھتے اس ٹھنڈ کو اپنے اندر اتارا تھا۔

"تم یہاں کب تک ہو؟"

آنکس کریم ختم کرتے اس نے اپنا ایک ہاتھ لکیر کی پاکٹ میں گھسایا تھا۔ انداز سرسری تھی پر لکیر کے لبوں سے مسکراہٹ سمٹی تھی۔ وہیں تو تھا اسکی آزادی کی راہ میں حائل۔

"کیا تم میرے جانے کے انتظار میں ہو؟"

وہ ایک دم رکتے بولا تو وہ گڑبڑائی تھی۔

جانے کیوں وہم ستا رہا تھا کہ وہ اسکے اندر کے راز جان گیا ہے زور شور سے نفی میں سر ہلایا تو لکیر نے ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالی اور اپنی پاکٹ میں دبا اسکا ہاتھ باہر کو نکالتے اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔

"کل شام کی فلائیٹ ہے۔"

ہولے سے اسکا ہاتھ دباتے لکیر شاہ نے اسے اچھا خاصہ شک دیا تھا۔ دل بے طرح دھڑکا تھا۔

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

"اتنی جلدی؟"

وہ اسکے کوٹ کے گرد اپنے بازو کا حصار باندھے بولی تھی۔ سٹریٹ اس وقت ویران پڑی تھی اور نائٹ بلب کی روشنی میں لکیر نے اسکے چہرے پہ سچائی کو تلاشنا چاہا تھا جہاں معصوم چہرے پہ سچی منافقت اپنی جھپ دکھا رہی تھی۔

لکیر نے دونوں ہاتھ اسکے کندھے پہ دھرے اسکی سر پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکرائی۔

"تو تم ساتھ چل لو نا میرے۔"

گھمبیر آواز اور ماحول میں چھایا سناٹا عجیب پر اسراریت پیدا کر رہا تھا۔ وہ سب جان کے بھی امید چاہتا تھا۔

"ہاں میرا بھی بہت دل کر رہا ہے میرا اور داؤ جان سے ملنے کو لیکن ایگزامز کے بعد پکا میں آؤنگی وہاں اور بہت سارا گھومیں پھریں گے۔ ہو سکتا ہے تب تک تمہاری خواہش بھی پوری کرنے کا سوچ لوں۔" اپنا چہرہ اسکے سامنے کیے بولی تو لکیر نے مسکراتے ہوئے فاصلہ بنایا۔

"ہاں انتظار کرو نگا میں جلدی آنا بدلتے موسموں کی خبر نہیں ہوتی اکثر پتا نہیں یہاں کی عادت کے بعد تمہیں پاکستان کا موسم راس آئے یا نا۔"

مبہم انداز میں کہتے وہ بارہ سے اسکا ہاتھ تھامے گھر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا تھا۔  
انابہ کے ہاتھوں پہ اسکی گرفت ڈھیلی تھی۔

وہ اپنے روم کی طرف بڑھنے لگا تھا جب انابہ کے اسرار پہ اسکے روم میں آیا تھا۔

"یہ کچھ ڈریسز ہیں میری رف سی تم میرا کوڈے دینا۔ اسے ضرورت ہوگی اور اسے کہاں آئیڈیا ہے شاپنگ کا ہمیشہ تو میری اترن پہنی ہے اس نے۔"

الماری سے کافی کپڑے تلاشتے وہ ایک بیگ پیک کرنے لگی تھی وہ سب اسکے سادہ ڈریسز تھے جو پاکستان سے لائی تھی اور پہننے کی ضرورت پیش ہی نہیں آئی تھی کیونکہ جیسا دیس ویسا ہی بھیس جو اپنا یا تھا۔

لکمیر نے اسکا ہاتھ تھامے چیزیں جمع کرنے سے روک دیا تھا۔

"تم جانتی ہونا اگر وہ تمہاری اترن پہنے گی تو مجھے تکلیف ہوگی پھر یہ سب دینے کی ضرورت نہیں ہے انوکسی نیڈی پرسن کو دے دینا ویسے بھی میں نے اسے کافی کچھ دلا دیا تھا اور اسے کچھ ضرورت ہوگی تو میں ابرش سے کہہ دوں گا۔"

لکمیر کا انداز انتہائی سادہ تھا۔

انابہ نے کچھ سوچتے اسکی بات مان لی تھی۔

کمرے میں گہرا سکوت چھایا تھا خاموشی ایک بار پھر انکے درمیان آرکی تھی۔  
"آئی نیڈیور ہگ۔"

لکمیر کی بات پہ اس نے فوراً عمل کیا تھا لکمیر جانے کیوں اتنا چچی اور خاموش ہو رہا تھا کتنی دیر اسے خود سے لگائے رکھنے کے بعد اسکے ماتھے پہ آخری بوسہ دیتے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔  
"لکمیر کیا تم پریشان ہو؟"

www.kitabnagri.com

وہ مضطرب سی اٹھتی اسکا دامن تھام گئی تھی۔

کچھ غلط ہونے لگا تھا کوئی بہت پیارا ہمیشہ کیلئے نکھڑنے کا وہم ستا رہا تھا۔

"ہوں۔۔ نہیں تو بالکل نہیں شاید نکھڑنے کی وجہ سے ادا سی غالب آرہی ہے۔"

جانے وہ اسے بہلا رہا تھا یا خود کو انابیہ نے اسکی بات سمجھتے ہلکے اثبات میں سر ہلایا تو وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا اگلے دن وہ مریم شاہ اور قیوم شاہ کے کئی بار کہنے پہ بھی نہیں رکا تھا اور جسے روکنا چاہیے تھا وہ بے چینی کا شکار نظر آئی تھی۔

جتنے ولہانہ انداز میں وہ پاکستان سے گیا تھا واپسی پہ اتنا ہی بجھا بجھا اور اداس سا تھا۔ داؤ جان کا کیس کافی کریٹکل ہو چکا تھا اور ڈاکٹر ز نے ہارٹ سرجری کا کہا تھا ایسے میں وہ میرب کو لے کے بہت سے خدشات کا شکار تھے۔

کئی بار اسکی ماں بھی میرب سے ملنے آچکی تھی۔ داؤ جان کو اپنی سابقہ بہو کا میرب سے ملنا اچھا نہیں لگ رہا تھا لیکن اس چیز کا بر ملا اظہار کرتے وہ اسے دکھی نہیں کر سکتے تھے تبھی بہت کچھ سوچتے انہوں نے لکمر کے سامنے اپنے علاج کی شرط رکھی تو وہ انہیں دیکھ کے رہ گیا۔

"داؤ جان میں نے اسے کبھی اس نگاہ سے دیکھا ہی نہیں ہے اور میں ابھی خود کو اس چیز کیلئے مینٹلی طور پہ بالکل فٹ نہیں دیکھتا۔"

لکمر نے جواز پیش کرنا تھا سو کر دیا اگر انابیہ کا نام لیتا اور وہ انکار کر دیتی تو رہتا بھرم بھی ٹوٹ جاتا؟ اس اناپرست کو محبت کی ناقدری منظور نہ تھی وہ انابیہ کے لوٹ آنے کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ جھوٹے بھرم کے سہارے جینا چاہتا تھا۔

"لو اس میں کیا ہو گیا ہے تمہاری نانو ماں کو ہم نے گود کھلایا تھا کزن جو تھیں اور پھر ایک دن انہوں نے ہمارے بچوں کو گود میں کھلایا اس میں بھلا کیا سوچنا، ہماری خواہش سمجھ لو یا زبردستی یہ شادی تو ہوگی ہی ہوگی۔ ہاں تمہاری اگر کوئی اور پسند یا خواہش ہے تو بتاؤ۔"

داؤ جان کا انداز ایسا تھا کہ انابہ شاہ کے رویوں سے دلبرداشتہ لکیر شاہ انکے سامنے ہار گیا تھا اور اپنی نا سہی انکی خوشی کے آگے سر جھکا گیا تھا۔

پر میرب شاہ کے نقوش میں انابہ شاہ کی مماثلت اسکے سوئے درد جگادیتی اور ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس سے ایسا رویہ اختیار کر جاتا۔

انابہ شاہ کی محبت اور میرب شاہ سے بندھا بندھن اسے اپنے قلعے سے باہر آنے پہ مجبور کر دیتے تھے۔ پہروں جسے اپنے پہلو میں سوچا تھا وہاں میرب شاہ کو قبول کرنا اتنا آسان نہیں تھا اور فلحال اسکے پاس ہر چیز کا علاج صرف اور صرف فرار تھا حقیقتوں سے فرار۔



www.kitabnagri.com

اوائل گرمیوں کے دن شروع ہو چکے تھے جب گھر سے کئی دن مسلسل غائب رہنے کے بعد آخر داؤ جان کی سوہنی گئی ذمہ داریاں اسے واپس گاؤں لے آئی تھیں۔



پانی کے مسئلے کو لے کے دو فریقین کی آپسی لڑائی میں پنچائیت کے لیے اسے بلایا جا رہا تھا جو بنا دواؤ جان اور اسکی موجودگی کے حل نہیں ہو پارہا تھا پنچائیتی فیصلے کو بھگتائے آج رات یہی رہنے کا سوچتے وہ حویلی چلا آیا تھا۔

انجانے میں ہی سماعتیں اسکی منتظر تھیں یقیناً اسکی آمد کا تو پتا چل گیا ہو گا۔  
"نذیراں میرو کہاں ہے؟"

دو گھنٹے گزارنے کے بعد اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ گھر پہ ہی نہیں تھی تبھی ناچاہتے ہوئے بھی پوچھ لیا۔ حویلی کا شہز خاموشاں جیسا منظر اسے ہولا گیا جانے وہ یہاں کیسے رہ رہی تھی اکیلی۔  
"وہ تو جی ابرش بیبی کے ساتھ باغ کی سیر کو گئی ہیں۔ پچھلے دنوں کافی بیمار تھیں میرب بیبی تو ابرش باجی انہیں اپنے ساتھ لے گئی ہیں صبح کی ہی نکلی تھیں اب تو آنے والی ہوں گی۔"  
نذیراں اسے میرب کا بتاتے چلی گئی تھی۔

وہ وقت گزاری کیلئے چھت پہ چلا آیا تھا جہاں سے باہر کا منظر قدرے واضح تھا اطراف میں نگاہ کی جہاں لہلاتی فصلوں نے آنکھوں کو دلچسپ منظر بخشا تھا۔  
www.kitabnagri.com

دھوپ کی شدت حد سے باہر ہوئی تو نیچے چلا آیا تھا۔ دھیان کے دھاگے صوفے پہ ایزی وے میں لیٹے وجود نے اپنی جانب کھنچے تھے۔

موسم کی مناسبت سے پہنے گئے لان کے سوٹ میں ملبوس پسینے سے چور وجود کے ساتھ چپکے کپڑے اسے نگاہ چرانے پہ مجبور کر گئے تھے جبکہ آنکھیں موندے وہ پر سوچ انداز میں اپنے سر میں انگلیاں چلاتے اسکی آمد سے بے خبر تھی۔

دھوپ کی تمازت سے سرخ پڑتے گالوں پہ کسی کی نگاہوں تپش محسوس ہو رہی تھی لیکن اپنا وہم سمجھتے وہ ویسے ہی پڑی تھی۔

"ارے بھائی آپ کب آئے ہیں؟"

ابرش کی پر جوش آواز سنتے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو سامنے ہی وہ برجمان نظر آیا تھا جسکی ساری توجہ سنکجبین لیے کھڑی ابرش کی طرف تھی۔

"جب تم باغوں کی سیر پہ نکلی تھی۔"

وہ اسے مزید گلٹ فیل نہیں کروانا چاہتا تھا تبھی اسکی جانب نہیں دیکھا جو بنا دوپٹے کے ہی سامنے خفت زدہ چہرہ لیے وہاں سے بھاگنے کو پر تول رہی تھی کیونکہ دوپٹہ لکیر شاہ کے برابر میں پڑا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ آپکی بیگم صاحبہ اتنے دن سے بیمار تھیں آپکا تو آنا نہیں ہوا سوچا ہم ہی گھملا لائیں تازہ ہوا کھائیں گی تو شوہر کی جدائی کو صبر سے جھیلیں گی۔"

ابرش کا مذاق اڑاتا انداز اسے بہت برا لگ رہا تھا تبھی لا پرواہ بنتی ایک جھٹکے سے اسکے قریب آتی اپنا شیفون کا دوپٹہ اٹھائے کمرے کا رخ کیا تھا۔

"ارے شربت تو پی لیتیں۔" ابرش کی آواز پہ بنا کان دھرے وہ اپنے کمرے میں غائب ہوئی تھی۔

"شاید ناراض ہیں آپ سے اتنے دن کی غیر حاضری پہ۔" ابرش نے اپنی سمجھ سے کہا تو لکمر گہرا سانس بھر کے رہ گیا۔ ان میں ایسا کیا تھا جو ناراضگی جتائی جاتی؟

گرمی کی شدت سے بیزار ہوتی ایک ڈریس لیے وہ نہانے چلی گئی جبکہ ابرش، لکمر کو اسکا دھیان رکھنے کا کہتی گھر چلی گئی تھی۔

وہ جو اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا کچھ سوچتے پھر سے اسکے کمرے میں چلا آیا جہاں وہ تمام تر حشر سامانیوں کا اہتمام کیے سامنے ہی ٹھہری تھی۔

شیشے میں ابھرتے عکس پہ پیچھے مڑی تھی ایک بار پھر سے گیلے وجود پہ دو بٹہ لاپتا تھا جبکہ لمبے بالوں کی گیلی لٹیں عرنیاں لوٹاتے وجود کے ساتھ چپکتے نشیب و فراز واضح کر رہی تھیں۔



سنا ہے اس کے بدن کی تراش ایسی ہے کہ پھول اپنی قبائیں کتر کے دیکھتے ہیں۔۔۔۔

لکمر کی نگاہیں اس مجسم ساز بدن پہ ٹکی تھیں۔ صنف مخالف کے وجود کی رعنائیاں گھائل کرتے اپنی جانب پوری طرح متوجہ کر رہی تھیں۔

اسکی نگاہوں کی تپش کے تقاضے سمجھتے وہ کھڑے کھڑے زمین میں دھنسنے کی دعا کرنے لگی تھی اپنی لاپرواہی پہ شدید غصہ آیا تھا لیکن اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ یوں اسکے کمرے میں چلا آئے گا۔ وہ

شخص جو انابیہ شاہ کی یادوں سے نکلنے کی تگ و دو میں تھا اسے سامنے ٹھہری لڑکی خود پہ استحقاق کا منظر  
جگاتی فرار کا ایک راستہ نظر آئی تھی۔

"کک۔۔ کوئی کام تھا آپ۔۔ آپکو مجھ سے؟"

آخری وقت کی ملاقات اتنی خوشگوار نہیں تھی تبھی خوف غالب تھا۔ لکیر کی نگاہیں اسکے وجود کا طواف  
کر رہی تھیں۔

"ہاں انتہائی امپورٹنٹ۔"

بے تاثر انداز میں کہتے وہ دروازہ کو بند کیے اسکے سامنے آرکا تھا۔ میرب کی سانس اٹکی تھی۔  
اس نے نگاہیں جھکالی تھیں کر بھی کیا سکتی تھی جب اسے زوردار جھٹکا لگا تھا لکیر کی اگلی حرکت پہ۔  
"مجھے انابیہ شاہ کی یادوں سے جان چھڑانی ہے اسکی طلب مٹانی ہے۔" میرب کی گیلی کمر میں ہاتھ ڈالے  
وہ اسکا چہرہ اپنے قریب کیے بولا تھا۔

سگریٹ اور مردانہ کلون کی ملی جلی خوشبو میرب کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ اتنی قربت پہ شل ہوئی  
تھی۔

"نن۔۔ نہیں مم۔۔ میں اسکا حق۔۔۔"

"شٹ اپ میں یہاں تمہاری بکواس سننے نہیں آیا ہوں میرب شاہ شاید تم بھول چکی ہو کہ مجھے تمہاری  
ذات پہ مکمل حق حاصل ہے۔"

لکمر کارینگتا لمس میرب کی کنپٹی میں چھنے لگا تھا۔ وہ رخ موڑ گئی تھی لیکن جانتی نہیں تھی کہ اسکا لکی چھپی کا یہ کھیل سامنے موجود شخص کا تجسس بڑھا رہا تھا۔

لکمر نے اسکے گیلے بالوں کو شانوں سے ہٹایا تو ڈیپ گلے کی شرٹ با آسانی اسکی گندمی رنگت کو واضح کرنے لگی تھی۔ گیلے لبوں کا لمس اسکے وجود پہ ثبت کیا تو پہلی بار استحقاق بھری جسارت کرتے لکمر شاہ نے قلعے میں مقید شہزادی کی رہائی کا پہلا پروانہ لکھا تھا۔

مرد کے لمس سے آشنا کروانے والا وہ شخص جس نے اسے انابیہ سمجھتے گرفت میں جکڑا تھا آج اسے جانے کس احساس میں چھو رہا تھا۔ اتنا طے تھا کہ وہ کبھی میرب کو اسکی سچائیوں کے ساتھ اپنانے والا نہیں تھا۔

منفی سوچوں کے پلندے پہ کم مائیگی کا احساس لیے ایک آنسو رخساروں پہ لڑھکا تھا لیکن لکمر شاہ کو ہوش کہاں تھا جو میرب حیات کے ایک ایک نقش کو ازبر کرنے کے درپے تھا۔

اسکے ایک ایک نقش کو چھوتے وہ بے خود تھا۔ کمرے میں ان دونوں کی سانسوں کا تیز ارتعاش دل کی حالت کو زیر و بر کر رہا تھا۔

"بہت برا کیا ہے تم نے میرے ساتھ یوں اپنا عادی بنا کے چھوڑ دیا، یہ بھی نہیں سوچا کہ کیسے رہونگا میں تمہارے بغیر۔"

وہ اسکے گیلے بالوں میں چہرے کو چھپائے اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔



"جانتی ہوں ان ہونٹوں کی قید میں رہنے والا بھنور جب آزاد ہوتا ہے تو لکیر شاہ کی جان بھی آزاد کروالیتا ہے، تمہارے لمس میں میرے لیے شفا ہے تمہارے ہونٹوں کا رس امرت جیسا ہے۔۔۔ مم۔۔ میں لک۔۔ کیسے جی رہا ہوں تمہارے بغیر کیا تم تصور کر سکتی ہو؟"

میرب نے درد سے چھتی آنکھیں کھولے سامنے آئینے میں اپنے نقوش میں اس بھنور کو کھوجا۔ سانولے اور گندمی نرم نقوش بہت خوبصورت اور جاذبیت لیے ہوئے تھے۔ وہ مسکائی تھی لیکن اسکے ہونٹوں کے کونے پہ کوئی بھنور نہیں تھا تو پھر؟

وہ لمحوں کی قید میں موجود شخص اسکا طالب نہیں تھا اور جسکا لمس وہ اس میں تلاش رہا تھا کیا اتنا آسان تھا کہ وہ اسکی کمی کو پورا کرتی؟

"ایک ایک لمحہ پل صراط کے جیسے گزرا ہے میرا تمہارے بغیر۔۔۔ ت۔۔۔ تم کہاں چلی گئی تھی انو مم۔۔ میں نے تمہیں بہت یاد کیا تھا انا بیہ شاہ جانتی ہوں نا تم لکیر شاہ کی جان ہو۔"

عشق میں ڈوبے شخص نے اسے خود میں بھینچا تو میرب شاہ کے صبر کا پیمانہ چھلکا تھا۔

www.kitabnagri.com

کیا یہ ستم نہیں تھا کہ اسکا شوہر اسے بانہوں میں لیے کسی اور کی طلب میں مرا جا رہا تھا؟

وہ بکھری تھی تو سیراب اسے بھی نہیں کر سکتی تھی تبھی ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلتے دور ہوئی تھی۔

لکیر شاہ کا خواب ٹوٹا تھا وہ حقیقت کی دنیا میں واپس آیا تھا وہ انا بیہ نہیں میرب حیات شاہ تھی جسکیلئے اس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ انا بیہ شاہ بننا چاہتی ہے اور وہ خود اسکے وجود میں انا بیہ کو چاہتا تھا۔

شرمندگی لپیٹ میں آتے وہ بنا کچھ کہے تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔ اسکی آنکھوں میں نمی بھری تھی وہ سراب کی پیاس لیے ہوا شخص ہمیشہ کیلئے رسموں کے بندھن میں بندھ گیا تھا وہ شوہر بن چکا تھا بروقت دور تبوں پہ فائز نہیں رہ سکتا تھا۔

اسے محبوب یا شوہر ہونے میں سے ایک رتبہ چننا تھا عقل یہی کہتی تھی اور نظام دنیا بھی۔ اگر اسے محبوب میں کوئی ملاوٹ نہیں چاہیے تھی تو اسے بھی رشتوں میں توازن لانا پڑے گا۔

وہ بے وفا ہوا تھا؟ لیکن وہ محبوب کی سرکشی دیکھ کر ہی بیوفا ہوا تھا تو الزام اپنے سر کیوں لے۔۔  
جانے انجانے میں اس نے ایک معصوم دل کو توڑا تھا پر اسے احساس کہا تھا وہ تو اپنی محبت کے پھٹرنے کا روگ منارہا تھا وہ انابیہ شاہ کی چاہ میں تڑپ رہا تھا اسے وہ چاہیے تھی حاصل کی تمنا کسے تھی جسکی تمنا تھی وہ حاصل نہیں ہو پایا تھا۔



www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/ Pg/ Kitab Nagri

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595

"انو"

ایک لمحے اسے اپنے سامنے دیکھتے وہ انابیہ شاہ کی دیوانی اسکی طرف لپکی تھی۔  
وہ بھول رہی تھی کہ اب ان میں وہ پرانا دوستانہ نہیں رہا تھا بلکہ ایک معشوقہ تو دوسری رقابت کے  
رشتہ پہ فائز ہو چکی تھی۔

انابیہ نے ہاتھ اسکے سینے پہ رکھے اسے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا وہ لڑکھرائی پر اسے تھامنے والا  
سیڑھیوں پہ رکے اسکا تماشہ دیکھ رہا تھا۔  
"کمیر"

وہ نم آنکھیں لیے اسکی طرف بڑھی تھی اور ہمیشہ کی طرح اسکے سینے میں چھپتے مسرور ہوئی۔ میرو نے کھڑے ہوتے یہ منظر دیکھا تھا جو ایک بار پھر سے مکمل تھا۔

جسے چاہ نہیں تھی اس نے ناپسندیدہ فرد کو دھکیلا تھا اور جسے چاہ تھی وہ اسے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔ میرب کے دل میں درد بڑھنے لگا تھا ہتھیلی کی پشت سے آنسوؤں کو صاف کرتے تیزی سے اپنے واحد ٹھکانے کی طرف بڑھی تھی۔

"کمیر تم مجھے لینے کیوں نہیں آئے جانتے ہو میں نے تمہارا اتنا انتظار کیا تھا ماما بابا تو مجھے اکیلے بھیج ہی نہیں رہے تھے پر میں نے انہیں کہا کہ کمیر ہے نا وہاں وہ سب سنبھال لے گا۔"

وہ سراٹھائے اسے دیکھنے لگی تھی جسکی منجمد نگاہ وہاں ٹھہری تھیں جہاں سے میرب غائب ہوئی تھی۔ دونوں ہی سسک رہی تھیں لیکن عجب پریم کا غضب قصہ تھا کہ من پسند شخص بانہوں کے حصار میں تھا اور وہ غزال آنکھوں کی نمی میں بھٹک رہا تھا۔ وہ سن نہیں پارہا تھا کہ سامنے ٹھہری لڑکی کیا کہہ رہی ہے لیکن دیواروں کے پیچھے پوشیدہ شکوہ کناں سرگوشیاں اسے سنائی دے رہی تھیں۔

"کمیر ٹھیک کہانا میں نے؟ تم سے سب سنبھال لو گے سب صحیح کر لو گے نا؟"

وہ اسکا بازو ہلائے اپنی جانب متوجہ کرنے لگی تھی جب وہ چونکتے ہوئے اجنبی نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

جیسے اسے پہچاننے میں مشکل پیش آرہی ہو کہ وہ لڑکی کون ہے؟ انا بیہ شاہ کی گلابی رنگت میں زردیاں کھنڈی تھیں جیسے وہ طویل عرصے تک بیمار رہی ہو۔

"ہوں۔۔۔ سنبھال لو نگا میں سب۔"

لکمر کا ہاتھ اسکے رخساروں پہ جمی زردی ہٹانا چاہ رہا تھا لیکن وہ ہٹ نہیں پائی تھی۔

انابیہ نے اسکے ہاتھ تھامے اپنی پلکوں اور پھر ہونٹوں سے لگائے۔

محبوب سے عقیدت کا یہ منظر بہت خوبصورت تھا اگر اس کینوس پہ اور رنگ نہ بکھرے ہوتے۔

"جانتے ہو میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پاکستان آگئی ہوں تمہارے پاس تمہارے لیے۔"

وہ جوش سے بھرپور انداز میں بول رہی تھی۔

"انو آپ کی آپ کب آئیں؟"

ابرش کی آواز پہ وہ دونوں چونکے تھے انابیہ کو اگرچے یہ دخل اندازی پسند نہیں آئی تھی لیکن وہ لکمر شاہ کیلئے اسے سہنے پہ مجبور تھی۔

"کچھ ہی دیر پہلے اور لکمر کو دیکھو دیوانہ سا مجھے دیکھ کر اتنا خوش ہے کہ اسے اتنا بھی یاد نہیں ہے کہ مہمانوں سے کچھ میزبانی کے فرائض انجام دیے جائیں۔"

وہ کھکھلائی تھی تو حویلی میں پڑے سناٹوں میں شگاف پڑنے لگے تھے۔

"کیوں بھائی آداب میزبانی بھول گئے ہیں آپ؟ میری کہاں ہے اس سے نہیں ملی تم انابیہ؟"

ابرش نے اسکا ہاتھ تھامے لکمر سے ہلکا سا شکوہ کرتے میرب کا پوچھا تو صرف لکمر کے ہی نہیں انابیہ کے ماتھے پر بھی ان گنت بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔



"مجھے کچھ کام ہے ابرش میں واپس آتا ہوں جب تک تم انوکو کمپنی دو اور ویسے بھی یہ اسکا اپنا گھر ہے اسے کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آئے گی مہمانی کیا اور میزبانی کیا۔"

اپنی شرٹ کے دو اوپری بٹن کھولتے وہ باہر نکل گیا تھا۔ گھر میں اسے گھٹن ہو رہی تھی جس زدہ ماحول میں سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ تبھی سانس بحالی کا عارضی راستہ اپنایا تھا۔

"وہ کیوں آگئی تھی اتنی مشکلوں سے تو وہ خود کو سنبھالنے لگا تھا اور وہ پھر سے نئے زخم نئے درد دینے چلی آئی تھی۔"

اپنی کنپٹی کو سہلاتے وہ گاؤں کی پگڈنڈیوں پہ دوڑ رہا تھا جب کچھ ہی فاصلے پہ جاتے ہانپنے لگا تھا۔ آج تک وہ ہر مسئلے سے فرار حاصل کرتا آیا تھا لیکن آخر کب تک وہ دو کشتیوں میں سوار نہیں ہو سکتا تھا اسے کچھ فیصلہ لینا چاہیے۔

اسے اپنے درد کا خود ہی آسرا کرنا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com



"ارے میرب حیات اس کمرے میں ہیں میں تو ایسے ہی ڈر رہی تھی کہ تم لکیر کو مجھ سے چھین لو گی جبکہ تمہیں تو لکیر شاہ نے آج بھی اپنی صحیح اوقات میں رکھا ہوا ہے۔"

وہ کھڑکی میں بیٹھی باہر کے منظر پہ نگاہیں جمائے ہوئے تھی جہاں پہ حویلی میں موجود درخت پہ بیٹھے دو پنچھی آپس میں کبھی پنکھ تو کبھی چونچیں لڑاتے جانے محبت کا اظہار کر رہے تھے یا کوئی آپسی رنجش بڑھا رہے تھے۔

وہ اسکی آواز پہ چونکتے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔  
"انو تم یہاں؟"

مقام حیرت تھا کہ وہ پہلے کبھی یہاں ہوتے ہوئے بھی اسکے روم میں نہیں آئی تھی اور آج متجسس سی یہاں چلی آئی۔

"آہاں تھوڑی تصحیح کر لو انابیہ شاہ جو بہت جلد انابیہ لکیر شاہ بنے جا رہی ہے۔"  
انابیہ نے اسکی تصحیح کرتے ایک ادا سے کہا تھا اور ایک طائرانہ نگاہ اسکے کمرے میں ڈالی۔  
"میرب ایک کپ۔۔۔"

وہ جو پورا دن سر درد کی خوری سے نمٹتے گھر آیا تھا اور چائے کی طلب اسکے پاس لائی تھی لیکن انابیہ شاہ کو اسکے کمرے میں دیکھتے چپ ہوا تھا پر دوسرے لمحے خود پہ قابو پائے اسے دوبارہ سے چائے کا کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"میرے لیے بھی لکیر کے روم میں آئی مین ہمارے روم میں۔"

ایک جتنا ہی نگاہ اس پہ ڈالتے وہ لکیر کی طرف بڑھ گئی تھی اسکے کمرے کی جانب۔ میرب کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں چھن جانے کا احساس غالب آرہا تھا۔

اسے انابیہ کے آنے سے خوشی ہونی چاہیے تھی وہ شخص تو ہمیشہ سے اسکا تھا پھر وہ کیوں اتنی خاموش ہو رہی تھی۔ اسے شاید لکیر اور انابیہ کے رشتے کو لے کے فرق نہیں پڑ رہا تھا جتنا اسے انابیہ کا اس سے بدگمان ہونے سے فرق پڑ رہا تھا یہ اسکی سوچ تھی۔

خود کو ہزار دلیلیں دیتی اور بہلاتی مطمئن سی چائے بناتے اسکے کمرے میں آئی تھی جہاں بیڈ پہ بیٹھی چہکوں پہکوں روتی انابیہ شاہ سے اسے ہمدردی محسوس ہوئی تھی دوپیار کرنے والے اسکی وجہ سے الگ اور پر مژدہ دکھائی دے رہے تھے جبکہ کھڑکی کے ساتھ ٹھہرے انکی جانب پشت کیے لکیر شاہ کے تیور وہ دیکھ نہیں پائی تھی آیا وہ بھی غم کی تصویر بنا ہوا ہے یا نہیں؟

آہٹ پہ اس نے مڑ کے دیکھا جو چائے رکھتے واپس پلٹ رہی تھی لکیر تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔  
"تم کہاں جا رہی ہو میری؟"

اسکے انداز کی بے ساختگی اور دیوانگی پہ وہ بے تحاشہ چونکی تھی جسکا اندازہ لکیر کو بھی ہوا تھا اپنی بے خودی پہ خود کو ملامت کیا۔

www.kitabnagri.com

"آ۔۔ وہ میں اپنے۔۔۔"

"میرو اگر انابیہ شاہ مہمان بن کے آئی ہیں تو تمہیں حویلی کا مکین ہونے کی حثیت سے انکے آرام کا سوچنا چاہیے اپنا کمرہ اسکیلے سیٹ کر دو۔"

وہ اسکے شانوں کے گرد بازو پھیلانے بولا تھا جیسے ان دونوں میں مراسم بے حد دوستانہ ہوں جبکہ ہاتھوں کی گرفت نارمل نہیں تھی۔

انابہ شا کڈ ہی تو تھی۔

"تم پاگل ہو چکے ہو لکمر شاہ جو لڑکی ساری زندگی میری اترن پہ گزارتی آئی ہے میں اسکے روم میں رہونگی؟ قطعاً نہیں مجھے تمہارے ساتھ روم سنیر کرنا ہے آج نہیں تو کل ہم نے ساتھ ہی تو رہنا پھر۔۔۔"

"شٹ اپ انابہ ہوش میں تو ہیں آپ یہ آپکا یورپ نہیں ہے جہاں کوئی بھی آپکو اپنے بیڈ روم میں گھسانا چاہتا ہوگا۔ میرے روم میں میری بیوی کا حق ہے آپ مہمان کی حثیت سے یہاں آئی ہیں اچھا وقت گزاریں اور لوٹ جائیں اگر آپ میرے روم میں نہیں رہنا چاہتی تو یہ آپکیلے گیسٹ روم کھلوا دیں گی۔"

لکمر کے ہاتھ ہنود اسکے شانے پہ تھے۔

وہ انابہ کو ڈانٹ رہا تھا میرب کیلئے کافی اچنبھے کی بات تھی۔ اس نے ایک چبھتی ہوئی نگاہ ان دونوں پہ ڈالی تھی اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

لکمر کے تیکھے تیور ڈھیلے پڑے تھے اور وہ اسے شانوں سے تھامے صوفے تک لایا تھا ایک کپ اسے پکڑا یا تو نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"پیو تم۔۔۔"

انداز انتہائی درشت تھا میرب کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوؤں بر سے تو وہ اپنا کپ اٹھائے پھر سے کھڑکی میں آٹھرا تھا۔

"انا بیہ شاہ یہاں کچھ دن کیلئے آئی ہیں جبکہ آپ ہمیشہ کیلئے ہیں اسیلئے انکی نادانیوں کو کسی کھاتے میں لانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اپنے اعصاب پہ اس چیز کو سوار کرنے کی ضرورت ہے جتنے دن وہ یہاں ہیں آپ اسی روم میں رہیں گی۔۔۔ باقی آپ مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے چیزوں کو ہینڈل کرنا جانتی ہیں۔"

بچے تلے دلشیں انداز میں کہتے وہ اسکی دھڑکنوں کو منتشر کر گیا تھا۔  
"جی"

جھکے سر سے اپنا پسندیدہ جملہ دہرایا تو کمیر نے ذرا کے رخ پھیرتے اسے دیکھا تھا۔  
پرپل کڑھائی اور وائٹ کنٹراسٹ کے سادہ کاٹن کے سوٹ میں ملبوس الجھی لٹوں سے وہ سر جھکائے یقیناً آنسو پینے کے شغل سے نبرد آزما ہو رہی تھی۔

"ڈنر میں کیا بنوایا ہے آج؟"  
مقام حیرت ہی تھا جس نے کبھی میرب سے گنتی کے چند جملے نہیں بولے تھے وہ باتوں پہ مائل نظر آ رہا تھا۔

"انوار آپکی پسند کے مٹر گوشت اور قیمہ۔۔۔"

"آپ نے اپنی پسند کا کیا بنایا ہے؟"  
مسلسل نگاہیں اسی کا حصار کر رہی تھیں۔

اگر وہ ان آنکھوں میں چھپی گزارشات دیکھ لیتی تو شاید ہی کبھی سر جھکاتی۔



"کچھ خاص ن۔۔۔"

"کیونیکلی ریڈی ہو کے آؤ ہم باہر سے کچھ کھا کے آتے ہیں میرا مٹر گوشت کھانے کا بالکل دل نہیں چاہ رہا ہے۔" وہ خالی کپڑے میں رکھتا اسے بازو سے پکڑے کھڑا کر گیا تھا۔

میرب کیلئے اسکا یہ رویہ حیران کن تھا اتنی نوازشات جبکہ شہر یہاں سے آدھے گھنٹے کی مسافت پہ تھا اس سے پہلے کے وہ کوئی بہانہ کرتی لکیر نے سائیڈ ٹیبل سے 'گاڑی کی کیز' اٹھاتے اسکا ہاتھ تھاما اور باہر نکل آیا تھا۔

وہ بت بنی اسکے احکامات مان رہی تھی۔

جانتا تو وہ بھی نہیں تھا کہ کس لیے وہ اسے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے پر وہ اس ماحول میں گھٹن محسوس کر رہا تھا شاید انابیہ کی موجودگی اسکے اپنے عصاب پہ سوار تھی ایک بار پھر فرار چاہئے تھا۔

"کہاں جا رہے ہو تم لکیر؟"

کسی بھوت کی طرح وہ راہ میں حائل ہوئی تھی۔

www.kitabnagri.com

"میری بیوی کا دل چاہ رہا تھا کچھ باہر سے کھانے کو تو ہم باہر جا رہے ہیں۔"

وہ 'میری بیوی' کی مسلسل گردان کرتے بہت کچھ بتا رہا تھا لیکن انابیہ شاہ اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتی تھی۔

"مجھے بھی جانا ہے لکیر میں جب سے آئی ہوں ہم کہیں گھومنے ہی نہیں گئے۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے وہ فرنٹ سیٹ پہ ایستادہ ہو چکی تھی۔

لکمر کی گرفت میرب کے ہاتھ پہ ڈھیلی پڑی تو وہ خاموشی سے چلتی پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گئی تھی۔  
لکمر کو اپنا آپ کسی دلدل میں دھنستا نظر آ رہا تھا وہ میرب شاہ کے وجود کی آڑ میں انابیہ سے بچنا چاہتا تھا  
ورنہ طوفانی عشق تو اس سے بھی نہیں ہوا تھا۔

"کہاں چلیں میرو؟"

فرنٹ مرر کو اس پہ فوکس کرتے لکمر نے بے چین سی بیٹھی میرب سے پوچھا تو بے طرح چونک اٹھی  
تھی۔

عجب طلسم برپا کر رکھا تھا اس شخص نے پورے دن سے اتنی اہمیت کہ وہ خود کو ہواؤں میں محسوس  
کرنے لگی تھی پر زندگی کی حقیقتوں سے آشنا لڑکی کہاں تک بنا پنکھ اڑتی۔  
"آپ انو سے پوچھ لیں گیسٹ وہ ہے۔"

سرد مہری کا لبادہ اوڑھے اس نے خود کو مکمل ہی ان سے بیگانہ کر لیا تھا۔

"لکمر تم کب سے میری پسند سے ہٹ کے ڈسٹ نزلینے لگے ہو؟" وہ دبے دبے انداز میں پھنکاری تھی۔  
"میں اکثر چیزیں میرب کی پسند سے کرتا ہوں لائیک اسکی پسند سے ڈریس اپ ہونا، اسکی مرضی سے  
اٹھنا جاگنا پھر اسے اسے کانٹینٹل کھانا پسند ہے تو۔۔۔"

"لیکن تمہیں تو جنکس فوڈ زیادہ پسند تھے لکمر۔"

انابیہ نے اسے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔

میرب نے ایک جتاتی نگاہ اس جھوٹے شخص پہ ڈالی تھی بھلا وہ جو رگ و جان میں اسے بسا کے رکھتی تھی اسکیلئے لکیر کے جھوٹ پکڑنا کونسا مشکل کام تھا؟

"پسند بدل بھی تو سکتی ہے۔" گھمبیر آواز میں کہتے ایک بار پھر مرر سے جھانکا جہاں وہ ایک بار پھر ان دونوں سے لا پرواہ باہر کے مناظر پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

"تم بہت بدل گئے ہو لکیر۔"

انابہ کی آواز کچھ ان کہے جذبوں میں رندھی تھی میرب کو اپنا آپ ان دولو و برڈ کے درمیان فالتو سا لگا تھا۔

"اس سے پہلے کہ وقت ہمیں اپنے ساتھ ڈھالے ہمیں وقت کو اپنے رنگ میں ڈھالنے کی سعی کرنی چاہیے۔"

مبہم انداز میں کہتے اس نے نظریں سامنے ٹکائے گاڑی کی اسپید بڑھائی تھی جبکہ میرب کا انداز اسکے اندر چنگاریاں بھر رہا تھا وہ کیوں اتنی بیگانہ تھی ایک لڑکی سر عام اسکے شوہر پہ استحقاق جتا رہی تھی اور اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ تو کیا لکیر کے کسی کے ساتھ بھی ہونے سے اسے فرق نہیں پڑتا تھا؟ وہ اپنی اہمیت چاہتا تھا تبھی ایک طلاطم سا برپا تھا دل و دماغ میں۔

ریسٹورنٹ پہنچتے ہی وہ گاڑی سے نکلے میرب کی طرف کا دروازہ کھولتے اسکی جانب ہاتھ بڑھا گیا تھا۔ انابہ کو اسکی حرکت نے گہرا صدمہ دیا تھا جبکہ وہ ہاتھ تھامنے میں تذبذب کا شکار نظر آئی تھی۔

اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے اس نے گندمی ہاتھ اسکے سپید ہاتھوں پہ دھرا تھا جب لکیر کا لمس میسر آتے ہی وہ پلکیں جھکا گئی تھی۔ حیا کا یہ منظر مقابل کو مبہوت کرنے لگا تھا۔

"میرا خیال ہے یہ پبلک پلیس ہے لکیر۔"

انابہ اسکی نظروں کی روشنی پہ بچ تاؤ کھاتی گہرے طنز میں ڈوبی آواز میں بولی تھی جب میرب بھی اسی دنیا میں واپس آتے اپنا ہاتھ اس سے چھڑانے لگی تھی پر لکیر کی گرفت مضبوط تھی جو اسکا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گیا تھا۔

"آؤ بچ۔۔۔"

انابہ لڑکھڑائی تھی لکیر ایک دم سے میرب کا ہاتھ چھوڑ چھاڑ سب بھلائے اسکی طرف لپکا تھا۔  
"تم ٹھیک ہو؟"

وہ زمین پہ بیٹھتے اسکا پاؤں دیکھنے لگا تھا جو ہائی سیلرز کے الجھنے سے لڑکھڑائی تھی۔

لکیر کے کندھے کو سہارے کیلئے استعمال کرتی ایک استہرا سیہ نگاہ میرب پہ ڈالی جو خاموش ٹھہری اس منظر کو آنکھوں میں مقید کر رہی تھی۔

"یا آئی۔ ایم فائن مائے لو۔"

وہ لاڈ سے اسکے کندھے پہ تقریباً جھولتے بولی تھی۔ لکیر نے اسے پیچھے نہیں ہٹایا تھا بلکہ سہارا دینے کی خاطر اسکا ہاتھ تھام لیا تھا وہ سہج سہج کے اسکی معیت میں آگے بڑھ رہی تھی۔

میرب ان دونوں کے پیچھے رہ گئی تھی جس نے خالی ہاتھوں پہ کچھ دیر پہلے کا لمس تلاش چاہا پر کچھ نہ تھا۔

اندر کی جانب بڑھتے وہ اکیلی تھی جبکہ انابیہ لکیر شاہ کا بازو تھامے اسکے برابر چلتے آہستہ آہستہ کچھ بول رہی تھی منظر مکمل تھا۔



"ایسکیوز می سروی ہیو آپیشل فیملی پیکیج۔"

ویٹر نے اسکے سامنے مینیو ڈسپلے کیا تھا اور دو مینیو کارڈ ان دونوں کی جانب بھی بڑھائے تھے میرب نے بنا دیکھے ہی اسے ٹیبل پہ رکھ دیا تھا جبکہ انابیہ اور لکیر کا سارا دھیان مینیو دیکھنے پہ تھا۔  
"آپ کیا لیں گی میرب؟"

پہلی بار محترمہ سے مکمل نام ملا تھا وہ بے ہوش ہو جاتی اگر آج کے دن وہ اسے پہلے ہی اتنے جھٹکے نادے چکا ہوتا۔

"کچھ بھی جو آپ آرڈر کر دیں۔"

مدھم سرگوشی نما آواز وہ بمشکل سن پایا تھا۔  
لکیر نے اپنی پسند کا کھانا آرڈر کیا تو جو کم از کم انابیہ کے مزاج کے برعکس تھا تبھی اس نے صبر کا گھونٹ پیتے اپنی پسند بتائی تھی۔

"تمہیں یاد ہے لکیر ہم اکثر یہاں آیا کرتے تھے داؤ جان اور ماما جانی سے چھپ کے کتنا مزہ آتا تھا نا آئی وش کے وہ دن واپس آجائیں۔"



بنالوگوں کی پرواہ کیے وہ اپنا سر اس کے شانے پہ ٹکا گئی تھی۔ میرب اسکی بے باکی کے مظاہرے پہ جزبز ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔

"اچھا وقت تو صرف باتوں اور یادوں میں رہ جاتا ہے۔" لکمیر نے اثبات میں سر ہلائے میرب کے نقوش میں خود کو الجھایا تھا وہ اپنے فیصلوں پہ خود کو ثابت قدم رکھنا چاہتا تھا۔

لکمیر کا بیزار انداز انابیہ کے دل میں خنجر کی طرح پیوست ہوا تھا۔ کھانے آتے ہی خاموشی اختیار کی گئی تھی۔ ٹیبل پہ تین نفوس کی موجودگی کے باوجود بھی متاثر کن خاموشی قابل ذکر تھی۔

کھانا کھاتے ہی وہ کھڑی ہوئی تھی انابیہ اور لکمیر کی نظریں اسکی جانب اٹھیں؟

"میں باہر ویٹ کر لیتی ہوں آئی مین تھوڑی دیر فریش ایئر میں جانا چاہتی ہوں جب تک آپ لوگ فری ہو جائیں۔"

چڑیا کے جتنا جگنے کے بعد وہ وہاں سے نکلنے کو پر تولتی نظر آئی تھی۔ لکمیر پھر سے سر جھکائے کھانے میں مشغول ہو گیا تھا یہ بھی ادب میزبانی لے خلاف تھا اگر وہ اسے چھوڑ کے چلا جاتا۔

وہ جانتا تھا کہ میرب جان بوجھ کے ان دونوں کو کمفرٹ ذون دینا چاہتی تھی لکمیر کو غصہ آرہا تھا اس پہ۔ اگر اسے انابیہ کے ساتھ تنہائی درکار ہوتی تو وہ یقیناً خود ہی راستہ بنا لیتا اسے جیسے میرب حیات کے اندر چھڑی جنگ تک مکمل رسائی حاصل تھی۔ باہر آتے ہی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اس پہ خوشگوار اثر ڈالا تھا۔

"کہاں؟"

وہ زیادہ دیر انابیہ کی بے تکی باتوں اور بے لگام حرکتوں کو نوٹس نہیں کر سکا تو انابیہ نے اسے کھانے سے ہاتھ کھینچتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"شاید میری طبیعت ٹھیک نہیں مجھے اسے دیکھنا چاہیے۔" بنار کے اپنا بات مکمل کرتے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں وہ پارکنگ ایریا میں رکھے سیمنٹ کے بیچ پہ بیٹھی اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں انکا حصہ نظر آرہی تھی ہر طرف پھیلا سبزہ اور خاموشی نے ایک الگ سماں باندھ رکھا تھا۔ اپنے قریب کسی کو بیٹھتا دیکھ وہ بے طرح چونکی تھی۔

"آپ کیوں آگئے؟ آئی مین انابیہ کو چھوڑ کے؟"

"آپ کو اس سے کوئی شغف نہیں ہونا چاہیے کہ میں کسے چھوڑ رہا ہوں اور کسے اپنا رہا ہوں محترمہ لیکن آپ کو اس چیز میں ضرور دلچسپی ہونی چاہیے کہ یہ سب میں کیوں کر رہا ہوں؟" وہ نظریں اسکے چہرے پہ گاڑے بولا تھا۔

رات کی نمی کا حصہ بنتے وہ تیکھے نقوش دیکھنے والے کو اپنی جانب ضرور مائل کر رہے تھے۔

www.kitabnagri.com

"جیلز فیل کروانا چاہتے ہیں آپ اسے؟"

وہ سوالیہ نگاہ اس پہ ٹکا گئی تھی اسے اتنا کانفیڈینس لکیر شاہ کے بدلے اندازوں نے ہی دیا ہوا تھا۔

"سمجھدار تو بہت ہیں محترمہ یہ تو آپ کی سپر کوالٹی ہے کہ آپ کو کچھ سمجھانے یا بتانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی آپ سب کچھ خود ہی سمجھ جاتی ہیں۔"

جانے وہ طنز کر رہا تھا یا واقعہ اسکی بات پہ ایگری تھا۔ میرب نے نظریں سامنے جمائی جہاں سے وہ بیزار چہرہ لیے آرہی تھی۔

"ایسا کیا جادو کر دیا تم نے لکمیر شاہ پہ جو بنا ڈورہی وہ تمہاری طرف کھینچا چلا آتا ہے۔"

جلے دل کے پھا پھڑ اسکے سامنے پھوڑے تو وہ گڑبڑائی تھی لکمیر کی جانب دیکھا جو شاید مسکرایا تھا یا اسکا ہی وہم تھا۔



راستوں کی مرضی ہے  
اجنبی کوئی لا کر  
صمفر بنا ڈالیں۔۔  
ساتھ چلنے والوں کی  
راکھ بھی اڑا ڈالیں  
یا مسافرتیں ساری  
خاک میں ملا ڈالیں۔۔  
راستوں کی مرضی ہے۔۔۔۔

"انو تم کیوں اتنی بدگمان ہو رہی ہو مجھے سے ہمیں ایک بار تو بات کرنی چاہیے۔" میرب نے اسکا ہاتھ  
تھامنے کی سعی کرتے کہا جب وہ اسکا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔

"کہنے کو رہ کیا گیا ہے پوری کی پوری میری لائف سپائل کر چکی ہو تم' کیسے تم نے اسے اپنے جال میں پھانس لیا نا۔" انابیہ شاہ کے رویے پہ لکمیر نے آگے آتے میرب کا ہاتھ تھاما تھا اسکا بار بار صفائیاں پیش کرنا اسکا ٹمپر لوز کر رہا تھا۔

انابیہ غصے سے گاڑی کی طرف بڑھی تھی جب لکمیر نے فرنٹ ڈور کے سامنے ہاتھ کیا تھا۔ میرب کو ایسا لگا تھا جیسے وہ جان بوجھ کے انابیہ کو چڑا رہا تھا ورنہ وہ ایک معمولی لڑکی کی خاطر کیسے اسے پیچھے کر سکتا تھا

"ایکچو نلی میری وائف کو بیک سیٹ پہ بیٹھنے کی عادت نہیں ہے انابیہ ول یو پلیز ٹیک ہر ایزی۔"

اسے متاثر دیکھ لکمیر آگے بڑھا تھا اور اسکا ہاتھ تھامے فرنٹ سیٹ پہ بٹھا دیا وہ اس اچانک حرکت پہ سٹپٹائی۔ اسے اچھے سے یاد تھا کہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا جب وہ اسے بیک سیٹ پہ بیٹھنے کا کہہ رہا تھا قسمت کے رنگ انوکھے تھے۔ جس حالت کا شکار آتے ہوئے میرب تھی اب اسی پینڈولم میں انابیہ شاہ لٹک رہی تھی۔

گھر میں پہنچتے ہی احتجاجی واک آؤٹ کرتے وہ اپنی ماما کے روم میں گھسی تھی۔

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں اسکے ساتھ جانتے ہیں نا وہ آپ سے پیار کرتی ہے بہت حساس ہے وہ اور آپ بھی تو۔"

میرب نے اسے غصہ دکھاتے کہا تھا اور گاڑی سے نکل گئی۔ "کچھ چیزیں مس فٹ تھیں انہیں ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

وہ کہتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامنے لگا تھا جب میرب نے سختی سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔ لکمیر نے ایک ناپسندیدہ نگاہ اسکے اس عمل پہ ڈالی تھی۔

"چلی گئی ہے وہ مزید اس ڈرامے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اب۔" میرب کو اسکی فضول اٹینشن والی نوٹنکی پہ بار بار غصہ آرہا تھا تبھی بنا لحاظ کیے اسے کھری کھری سنائی تھی۔

لکمیر کیلئے مقام حیرت تھا کہ وہ اب بولنے لگی تھی اور وہ بھی بہت براا سکیلئے تو۔

"نہیں گئی میں جانتا ہوں وہ گھر کے کسی کونے کی کھڑکی سے ہمیں دیکھ رہی ہے۔"

لکمیر نے اسکی کلائی تھامے خود سے قریب کیا تھا اور اسکے گرد اپنا حصار باندھتے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ یہ سب اتنا اچانک تھا کہ وہ سنبھل ہی نہیں پائی تھی۔ پہلی بار وہ ہوش و حواس میں اس حد تک اسکے قریب تھا کہ دل نے بغاوت کی تھی۔

"لکمیر وہ۔۔۔"

جانے وہ کیا بولنا چاہتی تھی پر لکمیر نے اسے ہوا میں اچھالتے بانہوں میں لیا تھا اور اسے اٹھائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ وہ اس سے کتنا آگاہ تھا میرب کو کھڑکی سے جھانکتی دو سلگتی نگاہوں نے خوب احساس کرایا تھا۔

کمرے میں آتے ہی وہ چٹنی تھی اور اسی تیزی میں وہ اسکی گرفت پہ اپنے ناخن چلا گئی جو اتنے لمبے تو نہ تھے لیکن لکمیر کو زیادہ ہی محسوس ہو رہے تھے۔

"جنگلی بلی"



اسے مزاحمت کرتے دیکھ لکیر نے اسے ایک نام بخشا تھا میرب اسکی گرفت سے نکلنے ہی فوراً سے دروازے کی جانب بڑھی جب لکیر نے اسے سامنے دیوار بنتے اسکے فرار کی راہیں مسدود کی تھیں۔

"مسئلہ کیا ہے آخر آپ کے ساتھ کم از کم یہاں انابیہ شاہ کی نظریں نہیں ہیں پھر اس سب کی کیا ضرورت ہے بلکہ کچھ بھی ضرورت ہی کیا ہے جو آپ چاہتے ہیں وہ خود چل کے آپکے پاس آچکی ہے اور یہاں جو جیسا چل رہا تھا وہ چلنے دیں میں اپنے روم میں ہی ٹھیک ہوں۔" وہ جھنجلائی تھی اسکی پورے دن کی حرکتوں پہ۔

"بلکل نہیں ہیں لیکن وہاں ضرور ہیں جہاں آپ جا رہی ہیں محترمہ اسلئے شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہی رہیں گی آپ۔"

اسکے سینے پہ ہاتھ دھرے اسے ذرا سا پیچھے کو پیش کرتے گویا یہی رہنے کا پیغام دیتے وہ فریش ہونے چل دیا تھا۔ میرب نے ایک نظر اپنے حلیے کو دیکھا اور مزید بحث نہ کرنے کا سوچتے سائیڈ پہ کونہ پکڑتے سونے کیلئے لیٹ گئی تھی۔

www.kitabnagri.com

سفر کہ تھکن غالب تھی جیسی پتا ہی نہیں چلا کب وہ اسکے آنے سے پہلے ہی غنودگی میں چلی گئی۔ وہ فریش سا کمرے میں آیا تو اسکا گندمی سلونا ملکوتی حسن اسکی تمام تر توجہ اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔

سوتے ہوئے بھی تفکر کا جال ماتھے پہ بکھرا تھا سینے پہ ملائم ہاتھ رکھے وہ اسکی سانسوں کو خود میں الجھانے لگی تھی۔ وہ بے اختیار سا اسکی جانب بڑھتے اسکے ماتھے پہ بوسہ رقم کر گیا وہ خود بھی نہیں جانتا

تھا کہ وہ سب کیوں کر رہا ہے یہاں واقعی انا بیہ شاہ نہیں تھی جسے وہ بچ کر تاپروہ لڑکی اسکے حواسوں پہ سوار ہونے لگی تھی اور اسے میرب حیات کا وجود برا بھی نہیں لگ رہا تھا۔

ماتھے پہ بکھرے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے اسکے رخسار پہ پڑے تو اسکی آنکھ کھلی تھی خود پہ جھکے لکیر شاہ کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے آنکھوں میں خوف در آیا تھا جبکہ کچی نیند میں ڈوبی خمار آلود نظروں نے لکیر شاہ کے تنفس کو بگاڑا تھا۔ میرب صحیح سے حیران بھی نہیں ہو پائی تھی لکیر نے ہاتھ بڑھاتے بیڈ کے کنار پہ سوچ بورڈ پہ ہاتھ مارتے لائنس آف کیں۔

وہ دم سادہ گئی تھی جب لکیر نے بیڈ پہ دراز ہوتے اسے اپنے بے حد قریب کیا تھا۔

کمرے میں نیم اندھیرا ہونے کے باوجود بھی وہ خوف سے آنکھیں میچ گئی تھی۔ لکیر اور انا بیہ شاہ کو بارہا تنہائیاں میسر آئی تھیں لیکن قرب کی اتنی شدید خواہش اس انداز میں نہیں جاگی تھی جو اسوقت تھی۔ استحقاق بھرے لمس نے میرب کو ہتھیار ڈالنے پہ مجبور کر دیا تھا کہیں نا کہیں آج کے تمام واقعات نے عدم تحفظ کا شکار کیا تھا تبھی وہ لکیر شاہ کا بڑھا ہاتھ جھٹک نہیں پائی تھی۔

نا کوئی وعدہ وعید نا ہی کوئی پیار بھری سرگوشی کسی فرض کو پورا کرتے وہ قطرہ قطرہ اسکے وجود کو اپنے لمس سے معطر کرنے لگا تھا۔

بارش کی بوندوں سے برسوں کی پیاسی دھرتی سیراب ہوئی تو وہ رخ موڑ کے سوتے اسے سنبھلنے کا موقع دینے لگا تھا۔

صبح کی جانب گامزن شب نے اس ملن کو آنکھوں میں سینچا اور کسی راز کی طرح مدفن کرتی سمٹنے لگی تھی۔

صبح کی روشن کرنوں نے منظر کو عیاں کیا تو وہ فوراً اسے اسکے پہلو سے نکلی تھی۔ اپنے روم میں آتے بغور اپنے وجود پہ مسلط رات کی برجمانیوں کو دیکھا تھا کہیں نا کہیں دل میں ملال جاگا تھا وہ تو کمزور لمحوں کی گرفت میں آیا تھا۔ اپنی کم مائیگی کا احساس جاگا تو خود کو اس کمرے تک ہی محدود کر لیا تھا۔ لکیر نے بھی اسے زیادہ چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ خود بھی الجھا ہوا تھا غلطی کس سے سرزد ہوئی وہ نہیں جانتا تھا پر اسے اور خود کو کچھ وقت دینا چاہتا تھا ان ڈوروں کو بنا الجھائے ہی رشتہ بنانے کا۔



اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ [www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595

اس دن کے بعد سے وہ اس کی نظروں سے چھپتی کترائی کترائی پھر رہی تھی۔ انابیہ اپنے ننھیال گئی ہوئی تھی اور وہ سارا دن آفس اور زمینوں کے مسئلوں میں گھراشب ڈھلے گھر آتا تو اسکا سویا وجود عجیب کشمکش کا شکار کرتا اسے لگتا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہو گئی ہے تبھی اس دن سرشام ہی لوٹ آیا تھا۔ وہ لان میں بیٹھے چائے پی رہی تھی جب وہ اسکے برابر میں بیٹھتے اسکے ہاتھ سے چائے لیتے ہلکے ہلکے سپ لینے لگا تھا۔

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

"ناراض ہو؟"

براہ راست مخاطب کیا تھا تو میرب اٹھ کے جانے لگی لکیر نے اسے کلائی سے تھامے دوبارہ اپنے برابر بٹھایا۔ "کچھ پوچھا ہے میں نے؟" استہفامی نگاہیں اس پہ گاڑی تھیں۔

"کیا ہمارے درمیان ایسا رشتہ ہے جس سے آپکو یہ لگے میں ناراض ہو سکتی ہوں اور آپکو پرواہ کرنی چاہیے میری ناراضگی کی؟" جانے کیوں وہ تلخ ہو رہی تھی یا شاید اسی کے کہے گئے جملے لوٹا رہی تھی۔

"آہاں اٹس مین کہ ناراض ہو پر کیوں؟" لکیر بولنے پہ مائل نظر آ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ کچھ ناکچھ بولے۔ "مجھے نہیں پتا ہاتھ چھوڑیں میرا۔"

اسکے برعکس وہ ہنوز تیزی سے بولی تھی جب لکیر نے چائے کا کپ ایک طرف رکھتے ایک جھٹکے سے اسے اپنے بے حد قریب میں بٹھایا تھا۔

"بات سنو تم میری یہ بیویوں والے انداز تم پہ سوٹ نہیں کر رہے ہیں میرب حیات۔"

اسکی غزال آنکھوں میں جھانکتے وہ مسکرایا تھا۔

میرب نے اسکی آنکھوں کے چمک سے گھبراتے رخ موڑ لیا۔ "اس سب کا کیا فائدہ جب ہونا الگ ہے۔"

**Kitab Nagri**

www.kitabnagri.com

کمال بے نیازی تھی وہ بری طرح چونکا۔

"اس بات کا مطلب؟"

اسے سمجھ نہیں آئی تھی یا وہ جان کے معصوم بن رہا تھا۔ "کوئی مطلب، مطلوب نہیں آپکی انابہ شاہ کی کال آئی تھی کہ انہیں نور خالہ کے گھر سے پک کر لیں انتظار کر رہی ہے وہ آپکا۔"

سرد مہری سے کہتے وہ کھڑی ہوئی تھی۔ "اوہ اچھا۔" ہنم تم بھی چلو پھر تھوڑی آؤ ٹنگ ہی ہو جائے گی۔ "وہ کھڑے ہوتے کپڑوں سے نادیدہ مٹی جھاڑنے لگا۔



"میں کیوں؟"

اس نے نا سمجھی سے لکیر شاہ کو دیکھا۔

"کمپنی رہے گی ناویسے بھی میرا موڈ آج کافی اچھا ہے کہو تو آنسکریم کھلا سکتا ہوں تمہیں۔"

انابہ شاہ کے آنے سے جو معاملات بگڑنے تھے وہ سلجھنے لگے تھے وہ ہر وقت ہی اس پہ کرم کرتا نظر آتا جو بات میرب کو چنگاری کی طرح لگتی تھی۔ وہ انابہ شاہ کو کم اسے شاید زیادہ سلگ رہا تھا۔

"مجھے نیند آرہی آپ جائیں مہمان نوازی کریں۔"

وہ اندر کی طرف بڑھنے لگی تھی تو لکیر نے اسے جاتے دیکھا۔ ایک پکار پہ لبیک کہا گیا تھا وہ اسے کافی چبھن میں مبتلا کر رہا تھا۔

"میرے واپس آنے تک اگر آپ سوئیں مسسر لکیر شاہ تو بہت بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑے گا آپکو۔"

وہ اسے دھمکا رہا تھا۔

میرب نے رک کے اسے دیکھا آیا یہ مذاق تھا کہ وہ واقعی سنجیدہ تھا لیکن اسکا چہرہ سپاٹ تھا وہ کچھ بھی اخذ نہیں کر پائی تھی اور سر جھٹکتے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ وہ اسکی رعایا نہیں تھی جو اسکے حکم کی تعمیل کرتی۔



"ارے لکیر آیا ہے بھائی اتنے قریب رہتے ہوئے بھی تم تو عید کا چاند ہو گئے ہو، ایسا تو نہیں ہوا کہ کبھی بیوی سے فرصت ہو اور اسے لے کے یہاں آ جاؤ۔" نور پھوپھو نے چھوٹے ہی پہلا شکوہ کیا تو وہ سر جھکائے مسکرا کر لگا تھا۔ جانے کیوں اس لڑکی کے حوالے اچھے لگنے لگے تھے۔

"صرف عید کا چاند نہیں جو رو کا غلام بھی بن چکا ہے یہ۔" انابیہ نے اپنے اندر کے آتش فشاں کی کھولن اتاری تھی۔

"صابر ماموں بھی تو آپکی ہر بات مانتے سنتے ہیں نور پھوپھو تو کیا وہ بھی زن مرید ہو گئے؟" وہ انابیہ کو انگور کرتے ان سے مخاطب ہوا تھا۔

"آہاں بلکل بھی نہیں یہ کب کہا میں نے، لیکن یہ کہہ رہی تھی کہ اسے یہاں لاتے کم از کم ہمارے ساتھ رہتی گھلتی ملتی تو اچھا لگتا ہمیں بھی بہت پیاری بچی ہے بن ماں باپ کے بھی بہترین تربیت پائی ہے داؤ جان سے اس نے۔"

نور پھوپھو کے وضاحتی بیان پہ انابیہ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا وہ اسکی سگی خالہ ہو کے اسکی تعریف کر رہی تھیں جو اسکی جگہ لے کے بیٹھی تھی۔

"آپ کو پتا ہے میری ریزرو نیچر کا لیکن بہت جلد آپکا شکوہ دور کر دوں گا اسے یہاں ملوانے لاؤں گا لیکن اسوقت بہت رات ہو رہی ہے اور وہ اکیلی ہوگی ہمیں جانا چاہیے انابیہ کے نہیں؟" بروقت وہ دونوں خواتین سے مخاطب ہوا تھا تو انابیہ بھی اٹھ گئی تھی۔

جب سے آئی تھی پہلی بار لکیر کے ساتھ تنہائی میسر آئی تھی جسکا وہ بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی لکیر نے اپنے کسی دوست کا نمبر ملا لیا تھا اور حویلی پہنچنے تک اسکی کال نے ختم ہونے کا نام نہیں لیا تھا وہ بہت کچھ کہنے کی حسرت لیے دل مسوس کے رہ گئی تھی۔

وہ جیسے ہی گاڑی سے اترے انابیہ اسے بازو سے پکڑے اسکے سینے سے لگتی سسکی تھی۔

کتنے کے منظر نگاہوں میں نہیں گھومے تھے اور وہیں دھیان کے منظر اوپری منزل پہ اسکے کمرے میں موجود لڑکی پہ گئے جو پردے کی اوٹ سے جھانکتی نظر آئی تھی۔

"آخر کس بات کی سزا دے رہے ہو تم مجھے لکیر، خود تو ایک زاد راہ تلاش کر لیا مجھے بتاؤ میں کیسے جیوں

تمہارے بغیر تھوڑا سا تو انتظار کیا ہوتا ایسی سزا کون دیتا ہے بھلا؟"

نم پلکیں لکیر کے ہونٹوں پہ جمی تھیں جنہیں وہ بے چینی سے چبا رہا تھا۔

"یہ تمہارا اپنا فیصلہ تھا انابیہ شاہ مجھ سے اس حویلی سے دور جانے کا تمہیں آزادی چاہیے تھی نالو آج

سب تمہیں میسر ہے تمہارے خوابوں کی راہ میں کوئی بھی روکاٹ نہیں رہی ہے اب۔"

"لیکن مجھے لکیر شاہ چاہیے۔"

وہ اسکا کالر تھا مے خود پہ جھکاتے اسکے لبوں کو کسی جام کی مانند لبوں پہ لگا گئی تھی۔ پردے کی اوٹ سے

جھانکتی ان نگاہوں نے رنگ بدلا تھا اور اب وہاں ہلتے پردے کے سوا کوئی نہیں تھا۔

لکیر نے اسکے ماتھے پہ ہاتھ رکھے پیچھے دھکیلا تھا۔

"بس یہی انابیہ شاہ، یہی پہ غلطی ہوئی ہے کیا جسموں کی چاہ ہی محبت ہے؟ اس پہ غور کرنا کبھی فرصت

ملے تو۔"

وہ اپنا گریبان چھڑاتے تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے وہ بے اعتبار آنکھیں تکلیف دے رہی تھیں۔

قدموں کی آہٹ کو محسوس کرتے میرب نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔ وہ اسکا سامنے کرنے کا حوصلہ خود میں نہیں پارہی تھی تبھی سوتی بن گئی۔ دراز پلوں کا لرزنا لکیر شاہ سے پوشیدہ کہاں تھا۔ وہ فریش ہوتے ہوئے دوبارہ کمرے میں آیا تو وہ ہنوز ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے سو رہی تھی۔

لکیر کی توجہ کا مرکز اسکے ناک میں چمکتی لونگ بنی تھی وہ یک ٹک ان آگینوں سے ذرا دور ہونٹوں کی بناوٹ میں الجھا تھا وہ اسکے امتحان کا سامان کرتے اسکے پہلو میں ٹکا تھا اور انگشت شہادت کو ناک کی سیدھ میں رکھتے لبوں تک کا احاطہ کرتے صراحی دار گردن اور پھر دوپٹے سے مبرا سینے کے کٹ پہ الجھایا تھا۔

میرب سے سانس لینا محال ہو رہا تھا تبھی وہ گہری نیند کا تاثر دیتے کروٹ بدل گئی تھی جب لکیر کی نگاہیں اسکی گھنی زلفوں کی چوٹی کے بلوں میں الجھی تھیں جبکہ لب اسکی مداح سرائی کرتے سرگوشیوں میں ڈھلنے لگے تھے۔

گرم سانسوں کی تپش پیٹھ جھلسانے لگی تھی ہاتھوں کا جادوئی لمس رخساروں اور پھر اسکی دلفریب کمر کا حصار باندھ رہا تھا۔ جب اسکے چاند چہرے سے بالوں کا ہالہ ہٹائے اسکے کانوں کی لوپہ جھکا تھا۔

سناہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں  
سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے ربط ہے اس کو خراب حالوں سے  
سواپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے درد کی گاہک ہے چشم ناز اُس کی  
سوہم بھی اس کی گلی سے گذر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے اس کو بھی ہے شعر و شاعری کا شغف  
سوہم بھی معجزے اپنے ہنر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول چھڑتے ہیں  
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے رات اسے چاند تکتا رہتا ہے  
ستارے بامِ فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں  
سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے حشر ہیں اس کی غزال سی آنکھیں  
سنا ہے اس کو ہرن دشت بھر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے رات سے بڑھ کر ہیں کالیں اس کی  
سنا ہے شام کو سائے گزر کے دیکھتے ہیں





سنا ہے اس کی سیاہ چشمگی قیامت ہے  
سو اُس کو سرمہ فروش آہ بھر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے اس کے لبوں سے گلاب چلتے ہیں  
سو ہم بہار پہ الزام دھر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے آئینہ تمثال ہے جبیں اس کی  
جو سادہ دل ہیں اسے بن سنور کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے جب سے حائل ہیں اس کی گردن میں  
مزاج اور ہی لعل و گہر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے چشم تصور سے دشتِ امکاں میں  
پلنگ زاویے اس کی کمر کے دیکھتے ہیں  
سنا ہے اس کے بدن کی تراش ایسی ہے  
کہ پھول اپنی قبائیں کتر کے دیکھتے ہیں  
وہ سرو قد ہے مگر بے گلِ مراد نہیں  
کہ اس شجر پہ شگوفے ثمر کے دیکھتے ہیں  
بس اک نگاہ سے لٹتا ہے قافلہ دل کا  
سورہ روانِ تمنا بھی ڈر کے دیکھتے ہیں



سنا ہے اس کے شبستاں سے متصل ہے بہشت  
مکیں اُدھر کے بھی جلوے ادھر کے دیکھتے ہیں  
رکے تو گردشیں اس کا طواف کرتی ہیں  
چلے تو اس کو زمانے ٹھہر کے دیکھتے ہیں  
کسے نصیب کہ بے پیر ہن اسے دیکھے  
کبھی کبھی درو دیوار گھر کے دیکھتے ہیں  
کہانیاں ہی سہی سب مبالغہ ہی سہی  
اگر وہ خواب ہے تعبیر کر کے دیکھتے ہیں  
اب اس کے شہر میں ٹھہریں کہ کوچ کر جائیں  
فراز آؤ ستارے سفر کے دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔

"میرب میں جانتا ہوں کہ آپ جاگ رہیں آنکھیں کھولیں پلیز۔" وہ ملتتی تھا ان آنکھوں کے سمندر  
میں ڈوبنے کا جہاں پہلے بھی ایک بار ڈوبتے اپنا سب کچھ لوٹایا تھا۔  
www.kitabnagri.com

"میرب اگر میں نے اپنے انداز سے جگایا تو آپ کو ہی شکایت ہوگی محترمہ۔" اب کے دھمکی نہیں  
شرارت کی بھی مہک تھی اس نے کڑھتے ہوئے آنکھیں کھولیں لیکن اسکی جانب رخ نہیں کیا تھا۔  
"مجھے سونے دیں لکیر۔"

آواز میں دبہ دبہ غصہ تھا لکیر کا قہقہہ بلند ہوا۔

"او تو سو جاتیں اب تک تو میں کمرے میں نہیں تھا۔"

لکیر نے اسے کندھوں سے تھامے اپنی جانب رخ کیا تو وہ کوئی راہ نہ پاتے اٹھ بیٹھی تھی جبکہ دوپٹہ گلے کی زینت بنایا کہ اندازہ ہو چکا تھا اگر ذرا بھی اسکا امتحان لیا تو ہار وہ خود بھی جائے گی۔

"آپ نے ہی کہا تھا انتظار کا۔"

ایک شکایتی نگاہ اس پہ ڈالتے دروازے کو گھورنے لگی۔

"اگر ان نظروں کے تیر ہم پہ برسیں تو کیا ہی بات اگر دروازہ جل کے بھسم ہو گیا تو جان دشمنوں کو خبر ہو جائے گی۔"

ذو معنی انداز میں کہتے اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تو وہ شرم سے کٹ کے رہ گئی۔

"ویسے کافی سیدھی ہو گئی ہیں آپ خیر سے کیا کھاتی ہیں؟"

بے باک نگاہیں اسکے وجود پہ گاڑے لکیر نے برجستگی سے کہا تو وہ ڈوب مرنے کی خواہش کرنے لگی تھی۔

"خوبصورت تو انا بیہ شاہ ہیں انکے بارے میں کیا خیال ہے آپکا؟" جانے کیوں وہ اذیت پسند بن رہی تھی

لکیر کو اسکا طعنہ بری طرح کھلاتا تھا تبھی اسے پیچھے دھکیلتے تکیے پہ گرایا تھا اور اپنی ذات کا حصار اسکے گرد کھینچا۔

"لیکن جو رشتہ آپ سے ہے وہ انابیہ شاہ سے نہیں اسیلئے اسوقت یہاں کسی تیسرے کا ذکر آپکو مزید مشکل سے دوچار کر سکتا ہے مائے وائف۔"

میرب اسکی دھمکیوں پہ جزبز ہوئی تھی جب لکمیر نے اس پہ جھکتے اپنے لبوں میں اسکی عارضی ڈھال کو دبائے دو بٹے کو اسکے وجود سے سرکایا تھا۔

میرب کی سانس اٹکی تھی اور اس مشکل میں مزید اضافہ لکمیر شاہ کے لبوں کی قید نے کیا تھا جو سرعت سے اپنی بے ہنگم سانسوں کو اسکے وجود میں انڈیلنے پورے حق سے اس پہ اپنا قبضہ جمارہا تھا۔

میرب شاہ احتجاج کا حق رکھتے ہوئے بھی اسے نہیں روک پارہی تھی جب وہ اسے اپنی سانسوں کی تپش سے گھائل سا آزاد کرتے اسکے برابر لیٹا تھا۔ کمرے میں جادوئی خاموشی لیے طلسم برپا کرتے سرکتے لمحے بہت کچھ کہہ رہے تھے۔

لکمیر نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے خود سے قریب کرتے ایک بار پھر سے اسے آزمائش سے دوچار کیا تو وہ تمام شکوے دل میں دفن کیے اسکی من مرضی سے چلنے لگی تھی۔

اسے شکوہ تھا کہ لکمیر شاہ نے اسکے وجود پہ استحقاق جتاتے ایک بار بھی نہیں پوچھا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے آیا اسے اس رشتے کو آگے بڑھانا بھی ہے یا نہیں لیکن وہ خاموش تھی۔

غضب یہ کہ وہ پیار تو انابیہ شاہ سے کرتا تھا لیکن تمام حق اس پہ جتاتا تھا۔ انابیہ شاہ اور اسکی کچھ لمحے پہلے کی قربت یاد آئی تو دوسرا ہٹ پن کا احساس جگا تھا تبھی وہ اسکے پاس سے اٹھتے صوفے پہ چلی آئی تھی۔ کتنی دیر وہ اداس نظروں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"اگر تمہیں یہ لگ رہا کہ اس طرح تم میرے ارادوں پہ پل باندھ دو گی تو محترمہ کافی بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں شرافت سے اپنی جگہ پہ آئیں۔"

اس نے حکم دیتے کہا تھا۔

"آپکے ارادوں سے بخوبی آگاہ ہوں میں۔۔۔ بلکہ عملی طور پہ بھی دیکھ چکی ہوں۔" اس نے ہلکے سے طنز کیا تو لکیر کے لب پہ مسکراہٹ پھیلی تھی وہ یقیناً کچھ دیر پہلے کے واقعے پہ بات کر رہی تھی۔

"تمہیں میرے بارے میں کافی غلط فہمیاں ہیں محترمہ اپنا تھوکا چاٹنے کی عادت نہیں ہے مجھے۔" بنا کوئی اور وضاحت دیے اس نے کروٹ بدل لی تو وہ بھی پہلو بدل کے رہ گئی تھی۔

رات گئے جب اکڑوں بیٹھے بیٹھے کمر دکھنے لگی تو وہ خاموشی سے بیڈ پہ آ کے لیٹی تھی تبھی لکیر نے فوراً اسے اپنی بانہوں کا حصار دیا تھا جس نے اس کے قریب آتے ہی اس کی خوشبو پالی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے سینے سے لگی آنکھیں موند گئی تھی۔



www.kitabnagri.com

وہ کچن میں ٹھہری ناشتہ بنا رہی تھی جب انابیہ داخل ہوئی تھی۔ نکھرا سلونا روپ لبوں پہ بھینچی مسکراہٹ اور تازہ شاور لینے کی بھینچی بھینچی خوشبو، بالوں سے ٹپکتا پانی اور دلجمعی سے اس کا کام کرنا انابیہ کو سلگانے لگا تھا وہ کسی نئی نوپلی دلہن کی مانند دکھائی دے رہی تھی جو ابھی پیما کے پہلو سے اٹھ کے آئی ہو۔

"کونسی ایسی خوشیاں مل گئی ہیں جو صبح صبح گانوں کی نحوست پھیلا رکھی ہے کچن میں؟"



میرب نے اسکی آواز پہ مڑ کے دیکھا اور سر جھٹکتے اپنا کام کرنے لگی تھی۔  
جسکی صبح کا آغاز جسٹن باربر اور مائیکل جیکسن کی آواز سے ہوتا تھا وہ اسے پرچار کر رہی تھی۔ اپنا نفی  
ہوتا وجود دیکھتے انابیہ کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔ اسے شانے سے پکڑے اپنی جانب متوجہ کیا تو  
میرب نے سوالیہ نگاہیں اس پہ گاڑیں۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟ یہ سب کر کے تم اسکے دل میں اپنے لیے چاہت پیدا کر لو گی؟ مت بھولو کہ وہ  
آج بھی مجھ سے محبت کرتا ہے اور مرد کے سامنے کائنات کی حسین عورت بھی آجائے تب بھی پہلی  
محبت میں اتنا اثر ہوتا ہے کہ وہ اس مرد کو اپنے دائرے میں کھینچ کے واپس لا سکتی ہے۔"

انابیہ آتش فشاں بنی ہوئی تھی میرب نے اسکے خدو خال کو چانچا تھا وہ آج بھی بے حد حسین تھی اور  
شاید سچ ہی کہہ رہی تھی محبت تو انابیہ شاہ تھی وہ تو ضرورت بن چکی تھی۔

"دیکھو اور غور سے دیکھو میری جانب میرب حیات میں وہیں انابیہ شاہ ہوں جسکا حسن تم جیسی  
بد صورت لڑکی سے لکیر شاہ کو چھین لے گا۔"  
www.kitabnagri.com  
اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔

ایک لمحے کو میرب کا دل لرزاتا تھا تو کیا وہ واقعی اس سے لکیر کو چھین لے گی؟  
لیکن ابھی تو فصلیوں میں بہار نے گل کھلائے تھے اتنی جلد پت جھڑکا موسم اسے بھی گوارہ نہیں تھا جو  
پہلی بار اس حویلی میں معتبر ٹھہرائی گئی تھی اتنی آسانی سے کیسے وہ لکیر شاہ کو اسکے حوالے کر دیتی۔

اسے خاموش دیکھتے وہ فاتحانہ انداز میں کچن سے نکل گئی تھی۔ میرب کی خاموشی اسکے حوصلے بڑھانے لگی تھی وہ چائے کپ میں ڈالتی کمرے میں چلی آئی تھی لکیر کی عادت تھی صبح صبح ہی چائے پینا۔ خود کو کمپوز کرتے وہ اسے جگانے لگی تھی۔

لکیر کو اٹھانے کیلئے جھکنے سے گیلی لٹوں سے ٹپکتا پانی اسکے چہرے پہ پڑ رہا تھا جبکہ وہ اتنی غائب الدماغ تھی کہ لاشعور میں انابیہ کی دھمکیوں سے ڈر لگ رہا تھا وہ جانتی تھی انابیہ شاہ کر گزرنے والوں میں سے تھی۔

وہ سوچوں کے تانے بانے میں الجھی تھی جب ہلکا سا جھٹکا ملتے وہ حواسوں میں لوٹی تھی پر اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی دیر ہو چکی تھی وہ اسے پہلو میں گرائے بالوں کی نمی کو خود میں اتارنے لگا تھا۔

"Good morning my Glory wife"

گھمبیر آواز گرم سانسیں لیے کانوں کی لو سے ٹکرائی تو وہ لکیر کی جانب دیکھنے لگی۔  
"مارنگ"

دھیمی آواز میں جواب دیتی میرب کا پریشان حال انداز اس نے بخوبی ملاحظہ کیا تھا اور اسکے گرد بانہوں کا تنگ حصار باندھے خود میں سمیٹا تھا۔

"لکیر آپکی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

وہ اسکی شدتوں پہ گھبراتی ہوئی بولی تھی۔

"لیکن مجھے تو کسی اور چیز کی چاہ تھی چائے کی تو طلب ہی نہیں کی تھی میں نے۔"

وہ اسکے ماتھے سے گیلے بال ہٹاتے بولا تھا۔

اسکی باتوں کی گہرائی کو مانپتے میرب کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔

"آپ کو جانا نہیں آج باہر کیا؟"

وہ اسکا دھیان اپنی طرف سے ہٹانا چاہتی تھی۔

"نہیں آج کا دن میں گھر میں رہنا چاہتا ہوں کچھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"انا بیہ شاہ کے ساتھ؟"

اسکی بات کو اپنی سمجھ سے لیتے وہ بولی تو لکیر شاہ کے جسم میں ایک ناگواری کی لہر دوڑی تھی۔ ماتھے پہ

سلوٹوں کا جال بچھا تھا سارے رو مینس کا نشہ ہرن چھو ہوا۔

"ہاں !"

مختصر جواب دیتے وہ اسے پیچھے کرتے اٹھ بیٹھا تھا جبکہ میرب ہنوز تکیے پہ سر رکھے گم صم سی چھت کو

تک رہی تھی۔

"آپ اسے اپنا کیوں نہیں لیتے، آئی مین جب آپ دونوں راضی ہیں تو مسئلہ کیا ہے؟"

بنالکیر کی جانب تکتے وہ بولی جو چائے پینے لگا تھا اسکی بات پہ بری طرح چونکا اٹھا تھا۔

یہ لڑکی اسکا ضبط آزما رہی تھی لکیر کا دل چاہا اسے دو لگا دے۔

"تم۔۔ تم سب سے بڑا مسئلہ بن رہی ہو میرب شاہ۔۔ تمہارے آنے کے بعد چیزیں اتنی نارمل نہیں

رہیں کہ ہم آسانی سے ایک ہو سکیں۔"

اسکا من پسند جواب حاضر تھا جبکہ میرب کو اسکی صاف گوئی بالکل پسند نہیں آئی تھی۔

اسکے محبت بھرے رویوں نے بہت سے خواب ان آنکھوں کی زینت بنا دیے تھے جو میرب کو ٹوٹے ہوئے آنکھوں میں کانچ کے ٹکڑوں کی مانند چھنے لگے تھے۔

کمرے میں خاموشی کا راج چھایا تھا وہ اسکا موڈ خراب کر کے لا پرواہ بنی ہوئی تھی تبھی انابیہ بناناک کے ہی کمرے میں داخل ہوئی۔

اگرچہ وہ دونوں ناقابل اعتراض حالت میں نہیں تھے لیکن پھر بھی وہ دونوں ہی ناگواری کا شکار نظر آئے تھے۔

لکمیر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا ہاتھوں میں چائے کا کپ موجود تھا میرب اسکے قریب لیٹی چھت کے خدو خال میں الجھی ہوئی تھی۔

"کیا تمہاری بیوی نے تمہیں اپنے پلو سے باندھ رکھا ہے لکمیر شاہ جو تم میرے ساتھ باہر آ کے ناشتہ نہیں کر سکتے؟"

دھونس سے حق جماتی وہ اسکے سر پہ پہنچی تھی۔ میرب نے رخ موڑتے کمر ٹر خود پہ اوڑھ لیا تھا جبکہ وہ بھی چائے پیتے فارغ ہی تھا اور بغور میرب کی حرکت کو دیکھا اسے کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ صبح صبح اسکی انابیہ شاہ سے مڈ بھیڑ ہوئی ہے جسکا غصہ اس لکمیر سے منہ ماری کرتے نکالا تھا؟

"میں ناشتہ نہیں کرتا اور آج میری چھٹی تھی تو ریسٹ کرنا چاہ رہا تھا۔"

انداز اور جواب نارمل تھا لیکن میرب کو صفائیاں دیتا انداز لگا تھا۔

"ہہہ جھوٹا۔۔۔"

"نووے لکیر لیٹس گیٹ اپ میں اکیلے بریک فاسٹ کیسے کر سکتی ہوں؟"

وہ اسکا ہاتھ تھامے بستر سے اٹھانے کی سعی کرنے لگی تھی جب وہ اسکے کھینچنے پہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ میرب نے اسکا اٹھنا اور پھر قدموں کی تیز آہٹ کو دور جاتے محسوس کیا تھا۔

کمفرٹر ہٹائے دروازے کی جانب دیکھا تو دل کٹ سا گیا تھا جب خود پہ سایہ محسوس ہوتے وہ گڑبڑائی۔  
"غلط سوچتی ہوں تم۔"

لکیر نے اس پہ جھکتے اسکی پیشانی کو چوما اور فریش ہونے چل دیا جبکہ وہ گہری سانس بھر کے رہ گئی تھی۔ جانے زندگی مزید کیا تماشہ بنانے والی تھی۔ وہ آنکھیں موندے سو گئی تھی لکیر بنا آہٹ کیے دے قدموں باہر چلا گیا تھا۔



**Kitab Nagri**

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

میرب کی آنکھ نامانوس شور سے کھلی تھی۔

گھڑی پہ نگاہ گئی تو وہ شام کے پانچ بجار ہی تھی دوپہر میں کاموں سے فارغ ہوتی وہ سو گئی تھی۔  
تب تک انابیہ بھی گھر میں ہی تھی جبکہ لکیر شاید کہیں گیا ہوا تھا۔  
وہ بستر سے اٹھتے کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی جہاں وہ دونوں بیڈ منٹن کھیتے نظر آئے تھے۔



سپورٹس ڈریس اور شوز میں ملبوس لکیر کا نمایاں ہوتا چوڑا سینہ اور بھرپور کثرتی بدن اسکا دل دھڑکا گیا تھا۔

جبھی نگاہ کا مرکز انابیہ شاہ بنی تھی جسکا برائے نام کا لباس اسکے بار بار چھلانگیں لگانے سے وجود کے خدو خال نمایاں کر رہا تھا یا تو اسے پرواہ نہیں تو یا پھر جان بوجھ کے وہ لکیر کو رجھانے کا کام بخوبی کر رہی تھی۔

سرخ چہرہ لیے میرب۔۔ بے تحاشہ ہنستے لکیر اور انابیہ سے نظریں ہٹائے کھڑکی سے ہٹنا چاہتی تھی جب اگلے منظر نے ساکت کیا تھا۔

انابیہ لکیر کے سینے میں چھپی کچھ بول رہی تھی جس نے تھوڑا جھجکتے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا وہیں میرب کا پارہ چڑھا تھا۔

اس نے کہا تھا کہ وہ انابیہ شاہ کو بھلانے کیلئے اسکے وجود میں پناہ چاہتا ہے اور اب کیا پھر سے نئے رشتے بنا رہا تھا؟

www.kitabnagri.com  
وہ آچکی ہے تو وہ میرب شاہ کو کیا سمجھ رہا ہے وقت گزاری کا ذریعہ؟

ان گنت منفی سوچوں کی یلغار ہوئی تھی جب کھٹکے پہ اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا پسینے سے تر وجود لیے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"اوہ تو اٹھ گئیں آپ محترمہ۔"

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے کنگھا اٹھاتے وہ بالوں میں پھیرنے لگا تھا اور پھر اے۔ سی کے سامنے کھڑے ہوتے پسینہ سکھانے کی تگ و دو کرنے لگا تھا۔  
"لکیر چلیں؟"

اسکے پیچھے ہی انابیہ چلی آئی تھی ایک دم فریش سی۔  
"ارے تم اتنی جلدی ریڈی ہو گئی؟"

لکیر کو حیرت ہی تو ہوئی تھی آٹھ ماہ پہلے تک تو وہ انتظار میں سوکھتا تھا اور اب اتنی کوئیک سروس متاثر کن تھی۔

"ہاں اکثر دیری آپکو عظیم نقصان سے دوچار کر دیتی ہے تبھی میں نے دیر کرنا چھوڑ دی ہے اب تم چلو۔"

اپنی بات کو مبہم انداز میں مکمل کرتے وہ اسکا بازو تھام گئی تھی جبکہ وہاں موجود تیسرا وجود ان دیکھا ہو گیا تھا منظر مکمل تھا لکیر شاہ اور اسکا بازو تھا مے ٹھہری انابیہ شاہ۔  
www.kitabnagri.com  
وہ بھی انہیں اگنور کرتی واشر روم میں بند ہوئی تھی۔

"مجھے لگتا ہے تمہاری بیوی کو ہمارا ساتھ اچھا نہیں لگا ہے تبھی تو دروازے کی شامت آئی۔"

انابیہ میرب کے انداز سے حظ اٹھاتے بولی تھی جب لکیر نے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے تم چل کے ویٹ کرو میں تھوڑا فریش ہو کے آتا ہوں۔"

لکیر کا دل ایک دم ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا تبھی انابیہ کو منظر سے ہٹانا چاہا۔

"او کے بے بی آئی ایم وٹینگ۔"

وہ اسکے قریب آتے اسکے رخساروں سے لب مس کرتی بولی اور بہت کچھ جتنی نگاہ واشر و م سے باہر آتی میرب پہ ڈال کے باہر چلی گئی تھی۔

میرب نے قربت کا یہ منظر بھی دیکھا تھا تبھی ہاتھوں میں پکڑا ٹاول غصے میں صوفے پہ پھینکتے ڈریسنگ ٹیبل کی چیزوں کو ادھر ادھر کرتے اپنا غصہ قابو کرنے کی کوشش میں تھی۔

لکیر الماری کی طرف بڑھا تھا جہی وہ اچانک سے پیچھے مڑی تھی نتیجے میں زوردار ٹکڑ ہوئی اور وہ سر تھامے زمین پہ بیٹھ گئی تھی۔

"کیا ہوا تم ٹھیک تو ہونا؟"

وہ اسکے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے اسکے ماتھے کا جائزہ لینے لگا تھا۔

"آپکی بلا سے میں مروں جیوں آپکو فرق نہیں پڑنا چاہیے۔"

بہت جلد وہ خود پہ قابو پاتے کھڑی ہوئی تھی جبکہ آواز رندھی ہوئی تھی لکیر نے باہر نکلتی میرب کو کلائی سے تھامے اپنے قریب کیا۔

"کیا ہوا ہے؟ کیوں موڈ آف ہے؟"

وہ سمجھ نہیں پارہا تھا اسکا روڈ بے ہیور۔

"ہم دونوں میں پہلے کونسا یار نہ چل رہا تھا جو آپکو میرے موڈ آف، آن کی فکر ہو رہی ہے۔"

وہ غصے سے چلائی تھی۔

لکیر اسکے شدید ریکشن حیران ہوا تھا ذرا سے ٹکرانے پہ اتنا اور ریکٹ؟ پر دوسرے ہی پل شوخی غالب آئی۔

"ہمارے درمیان یارانے سے بھی زیادہ کچھ چل رہا ہے تو اپنے ساتھ ہی کی فکر لازم ہے۔"  
انگشت شہادت اسکے لبوں پہ پھیری تو میرب نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔  
پلکوں پہ کچھ دیر پہلے کے مناظر نمودار ہوئے تھے۔

وہ جو اسکے لبوں پہ جھکتے جسارت کرنے کے درپے تھا میرب اسے دھکیلتی پیچھے ہٹی تھی۔  
میرب کی حرکت پہ لکیر کے چہرے پہ ناگواری چھائی تھی۔

"اب آپکی ہے نا آپکی طلب تو اسی سے پوری کریں اپنی خواہشیں میرے قریب آنے مجھے چھونے کی ضرورت نہیں آپکو لکیر شاہ۔"

سرخ چہرے سے انگلی اٹھائے اسے وارن کرتی وہ باہر نکل گئی تھی۔

اپنے دھتکارے جانے پہ لکیر کا چہرہ غصے کی تمازت چمک اٹھا تھا۔

کچھ دیر بعد انا بیہ پھر آئی تھی جسے اس نے غصے میں جھڑک دیا تھا۔

لکیر کے موڈ سوئینگز اسے بھی پریشان کر گئے تھے لیکن اسے واپس اپنی جگہ بنانے کیلئے بہت کچھ سہنا تھا جس کا وہ تہیہ کر چکی تھی۔

میرب لکمیر سے منہ ماری کے بعد ابرش کے پاس چلی آئی تھی۔ سعدیہ لکمیر کی سوتیلی ماں ہونے کے باوجود کبھی اس سے سوتیلوں والا برتاؤ نہیں رکھتی تھیں جبکہ لکمیر کے حوالے سے تو وہ بھی انہیں بہت پیاری ہو چلی تھی تبھی اسکی خوب آؤ بھگت ہو رہی تھی ایسے کے وہ گھر جانا ہی بھول گئی تھی۔

کسی کو بھی اسکے یہاں رہنے پہ اعتراض نہیں تھا جو اداسی کا بہانہ کرتے ابرش کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ لکمیر اکثر ہی شہر رہ جاتا تھا تبھی کسی نے اس بات کو زیادہ نوٹس بھی نہیں کیا تھا۔

ادھر وہ تمام رات جیسے انگاروں پہ لوٹے رہنے کے بعد پہلی بار اسکی اہمیت سے آگاہ ہوا تھا کہ وہ لڑکی چند ہی دنوں میں اسے اپنا عادی کر چکی تھی۔

رات جیسے تیسے گزری صبح وہ ناشتے پر بھی موجود نہیں تھی جب لکمیر کا ماتھا ٹھنکا اور اسکے کمرے میں چلا آیا۔

ملازموں سے پتا چلا کہ وہ یہاں بھی نہیں تھی۔

ایک پریشانی کی لپیٹ میں آتے اس نے ابرش کو کال ملائی تو اپنے اندازے کی درستگی کا پتا چلا تھا۔

"بھائی وہ کہہ رہی تھی کہ کافی اداس ہو گئی تھیں آپ کب آئے شہر سے؟"

ابرش کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ محترمہ کن ہمدردیوں کے بل بوتے پہ وہاں ہیں۔

"نہیں میں شہر ہی ہوں اور اسے بتا دینا کہ ابھی میرا نابیہ کے ساتھ مزید کچھ دن شہر میں رہنے کا ارادہ ہے۔"

اب اگر اس نے ابتداء کر ہی لی تھی وہ بھی اسے تپانا چاہتا تھا۔



ابرش کی باتیں سنتے اسکا دل مزید بو جھل ہوا تھا اور وہ جھوٹے سچے بہانے کرتے واپس حویلی آگئی تھی۔  
ابرش نے اسے میرب کے واپس حویلی جانے سے آگاہ کیا تو لکمیر کے لبوں پہ مسکراہٹ کھلی تھی۔  
"بے وقوف"

اسے اعزازی لقب سے نوازتے وہ سرشام گھر لوٹ آیا تھا جب پہلا سامنا انابیہ سے ہوا تھا۔  
"کہاں تھے تم سارا دن اتنا بورہور ہی تھی میں، کل بھی ہم شہر نہیں جاسکے اور ابھی۔۔۔"  
"ابھی میں کافی تھک چکا ہوں انو پھر کبھی سہی۔"

بیزاری سے کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا جب سامنے کے منظر نے دید کی پیاس بڑھائی۔  
بے بی پنک نائٹی میں ملبوس وہ اسکی آمد سے انجان مساج کرتی نظر آئی تھی جب لکمیر کی نگاہیں اسکی  
بے داغ پنڈلیوں سے آگے کا سفر طے کرتیں اسکے پر مژدہ چہرے پہ پڑی تھیں۔

دروازہ لاک ہونے کی آواز پہ وہ اپنے خیال سے چونکی تھی اور اسے سامنے دیکھ حیران ہوئی۔  
وہ یہاں نہیں تھا تبھی وہ اتنی آزادی سے گھوم پھر رہی تھی لیکن ابرش کے مطابق وہ شہر میں تھا تو پھر  
یہاں کیوں؟

اسکی آنکھوں سے ابھرتی ستائش نے میرب کو خود میں سمٹنے پہ مجبور کیا تھا۔  
"آپ۔۔ آپ کب آئے؟"

خود کو تکتا پا کر اسکے دھیان کی طنابیں اپنے ہاتھ میں کرنی چاہیں۔  
"یہی کوئی ستائیس اٹھائیس سال پہلے۔"

اسکی بات کا جواب انتہائی غیر سنجیدگی سے دیتے وہ اسکی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔  
"کھک۔۔ کھانا لاؤں آپ کیلئے؟"

ہاتھوں کو مسلتے وہ ٹھنڈے پسینے میں لپٹی تھی جب لکیر نے اسے شانوں سے تھامے اپنے سامنے کیا۔  
"نہیں میں ناراض ہوں تم سے تم نے مجھے ہرٹ کیا ہے۔"

وہ اسکی باتوں کے جال میں نہیں آنا چاہ رہا تھا تبھی اپنی من مانی کر سکتا تھا۔  
"سوری"

بنانا خیر وہ بولی تھی جبکہ ایسا ہی کچھ کہنے کو اسکے پاس بھی تھا لیکن اس وقت وہ اسکی ضد نہیں بننا چاہتی تھی۔

"سوری قبول کروانے کو تگڑی رشوت دینی پڑے گی۔"

اسکی ناگن زلفوں کو ہاتھ میں لیے اس نے کہا تو وہ تھوڑا سا کسمساتے ہوئے فاصلہ بنانے لگی تھی۔  
"کسی بھی مزاحمت کی صورت میں سزا ڈبل ہو سکتی ہے۔"

www.kitabnagri.com

اس نے وارن کیا تو وہ جزبز ہوئی تھی۔

"You know what you are my Glory Love?"

گھمبیر آواز نے جادو جگایا تو ایک تحیر سا اسکی آنکھوں میں پھیلا تھا پر ہائے یہ طلب یقیناً وہ دوست ماحول پیدا کرنا چاہتا تھا تبھی ایسے بول رہا تھا جبکہ اسکی اولین چاہت یہی آس پاس موجود تھی۔

ریشمی زلف تمہاری لگی مٹھل کی طرح

اور یہ جسم ہے خوشبو بھرا صندل کی طرح  
آپ سے دوریاں برداشت نہیں ہوتی ہیں  
جی میں آتا ہے لپٹ کر رہوں آنچل کی طرح  
اک دفعہ آپ کی نظروں سے ملیں کیا نظریں  
بس گئیں آپ نگاہوں میں ہیں کاجل کی طرح

موت ہی موت نظر آرہی تاحد نظر  
سب ادا ہیں تمہاری کسی مقتل کی طرح  
وہ نشہ ہے کہ اب اقبال اترتا ہی نہیں  
ہر گھڑی سامنے رہتے ہیں وہ بوتل کی طرح  
ایک جذب کے عالم میں اس نے چند اشعار پڑھتے اسکی مداح سرائی کی تو میرب کی پلکیں شرم کے بار  
سے جھکی تھیں۔

www.kitabnagri.com  
"وہ بہت جلد واپس چلی جائے گی میرب تمہیں اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"  
لکیر کو شاید اسکے اندر کے زخم زدہ موسموں سے آگاہی تھی تبھی پاہے رکھنے چاہے۔  
"فرق نہیں پڑتا مجھے۔"

وہ یک دم بیگانہ پن دکھاتے بولی تھی۔  
"فرق پڑا تھا تبھی تو لڑائی کی تھی نا؟"

جان بوجھ کے اسکے لبوں کو چھوتے دوبارہ کی حرکت دوہرائی تو وہ بس اسے گھور کے رہ گئی۔  
"اگر ایک بھولا بھٹکا شخص اپنی محرم کے وجود سے تسکین حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس میں تم مجھے سزاوار  
نہیں ٹہرا سکتی۔"

اسکے ماتھے پہ جھولتی لٹوں کو پیچھے کرتے نظریں اسکے گندمی سلونے مکھڑے پہ لگائیں۔  
"بیڈ منٹن کھیلنے کے بعد لابی میں روم میں آپ جس کے پاس تھے وہ آپ کی محرم نہیں تھی۔"  
میرب کے دماغ میں طوفان برپا تھا جبکہ وہ چپ تھا محرم جو تھا۔  
"میں آپ لوگوں کے درمیان کی دیوار ہوں ناجب داؤ جان آئیں گے تو میں ان سے ریکوئسٹ کر کے  
ختم کر دوں گی یہ بوجھ جائیں آپ آزاد ہیں میری طرف سے اس رشتے کو لے کے کوئی حق شرط نہیں  
ہے۔"

اسکی گلوگیر آواز کے ساتھ میں بہتے آنسوؤں نے سارا نشہ ہرن کیا تھا اور اس پہ قربانی کی مانتا بنی  
میرب اسکے اعصاب سے کھیل رہی تھی تبھی وہ اسے پیچھے کیے ٹیرس کی طرف بڑھ گیا جہاں یقیناً  
www.kitabnagri.com  
ساری کثافت اڑانے کو سگریٹ کا دھواں درکار تھا۔

میرب بستر پہ دراز ہوتی خود کو کمفرٹ میں چھپا گئی جبکہ سسکیوں کا گلہ گھونٹے وہ بے زبان رو رہی  
تھی۔ لکیر نے مڑ کے اسکے چھپے وجود کو دیکھا۔

کیا اس سے بڑھ کے کوئی پاگل تھا جو اسے سمجھ نہیں پارہی تھی لیکن وہ خود بھی تو متضاد کیفیات کا شکار رہا تھا پر آنکھوں دیکھی مکھی ننگے کا سٹیمنا اس میں کہاں تھا جس نے محبت کا دعویٰ تو کیا تھا لیکن کم ظرف محبت محبوب کو سرکشی دیکھتے کہیں دور بچھونا اوڑھے سو رہی تھی۔

اور وہ ایک پاکیزہ لڑکی کو ہمراہ پاتے بدل گیا تھا۔

حلال رشتے کی لذت گناہ کے سرور پہ برتری لے گئی تھی انا بیہ شاہ کی دیوانگی میرب شاہ کو نقصان پہنچا سکتی تھی تبھی وہ قیوم شاہ اور باقی سب کے آنے تک اسے روک کے رکھنا چاہتا تھا پر اس سب میں بے اعتباری جتنی میرب شاہ اسکیلے آزمائش بنی ہوئی تھی۔

راکھ ہوتی سگریٹ کی آخری جنگاری نے انگلیوں کی پور کو چھوا تو وہ جلن سے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ سگریٹ کو فرش پہ مسلتے وہ کمرے میں آیا تھا جہاں اسکی سانسوں کا ردھم اسے بے چین کر کے پرسکون سونے کا پتادے رہا تھا۔

"تمہیں سمجھنا چاہیے میرب شاہ کے ایک پاکیزہ وجود کو حاصل کرتے ہی لکیر شاہ تعفن زدہ چہروں کی محبت سے نکل آیا ہے، تمہیں سمجھنا پڑے گا میرو دیٹ یو آر مائے Glory لو۔"

کمبرٹرا اسکے چہرے سے ہٹائے اسکی صبح پیشانی پہ بوسہ دیتے اسکا سر اپنے سینے پہ منتقل کرتے اسکے گرد ایک مضبوط حصار باندھا تھا کہ اسکے بناشب کانٹوں بھری گزری تھی اور اسے کھونے کا اب بلکل حوصلہ نہیں تھا۔



بعض دفعہ جن احساسات کو ہم پاس رہ کے نہیں سمجھ پاتے وہ محبوب شخص کے دور جانے سے بخوبی آشکار ہو جاتے ہیں ایسا ہی کچھ اسکے ساتھ ہوا تھا۔



اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ [www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

**Kitab Nagri**

Fb/ Pg/ Kitab Nagri

[www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

whatsapp \_ 0335 7500595

صبح کا آغاز دلفریب منظر سے ہوا تھا جہاں اسکے سینے پہ جما اپنا سر دیکھتے ایک عجب احساس نے اسکا محاصرہ کیا تھا۔

وہ احتیاط سے اٹھنے لگی تھی پر اسکے گرد جمی گرفت مضبوط تھی اس کے کسمانے سے لکیر کی آنکھ کھلی تھی۔ کتنی دیر اسے دیکھنے کے بعد لکیر نے بنا کچھ کہے اسے اپنی قید سے آزاد کیا تھا اور کروٹ بدل گیا۔ شاید رات کے واقعات پہ ناراضگی جتنا مقصود تھا۔

"اپنے فیصلوں پہ نظر ثانی کر لینا۔"  
اسکے قدموں کی چاپ کو محسوس کرتے لکیر نے بھاری آواز میں کہا تھا۔  
"میں کبھی آپکی راہ کا کاٹنا نہیں بنوں گی۔ بیفکر رہیں۔"

کوئی ملال دل میں جاگا تھا پر اسے سختی سے ڈپٹتے وہ فریش ہوتے ہی باہر نکل گئی تھی۔  
آج داؤ جان اور قیوم شاہ کی آمد متوقع تھی تبھی خانساماں کے ساتھ مل کے کچن کا نظام دیکھنے لگی تھی۔  
داؤ جان کی کامیاب سرجری کے بعد قیوم شاہ اور مریم شاہ انکے ہمراہ آئے تو حویلی میں جیسے خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔

حیات شاہ بھی آمنہ شاہ اور بچوں کے ہمراہ پاکستان شفٹ ہو گئے تھے لیکن بچوں کی پڑھائی کی وجہ سے شہر میں اپنا قیام رکھا ہوا تھا۔

"ماشاء اللہ یہ اپنی میرو ہے نا دیکھو تو کتنی بڑی ہو گئی ہے؟" قیوم شاہ نے اپنے سامنے تعظیم سے سر جھکاتی میرب کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

"جی واقعی شادی ہونے کے بعد تو کچھ زیادہ ہی بڑی ہو گئی ہیں اکثر فیصلے خود ہی لے لیتی ہیں اور بہت کچھ خود سے سوچ بھی لیتی ہیں۔"

لکمیر شاہ کا طنز شاید ہی اس کے سوا کوئی سمجھ پاتا۔

"وہیں تو میچورٹی لیول ہمیشہ شادی کے بعد ہی بڑھتا میاں۔" مریم شاہ نے اسے سینے سے لگائے اس کی حمایت کی تھی۔

"مام"

انابہ شاہ کی آواز پہ سب متوجہ ہوئے تھے۔ میرب کو ایسا لگا تھا کہ قیوم شاہ کے نقوش اسے دیکھتے تھے۔

وہ مریم شاہ کے گلے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کے رودی تھی میرب چورسی بن گئی تھی۔

"میں کھانے کا انتظام دیکھتی ہوں۔"

کسی کار و ناتواں سے ویسے ہی نہیں دیکھا جاتا تھا جبکہ یہاں تو خوب آگاہی تھی رونے کی وجہ کے پیچھے۔

www.kitabnagri.com

لکمیر بھی اس کے پیچھے ہی کچن میں آیا تھا۔

"خوشبو تو بہترین آرہی ہے رامو کا کیا کیا بنایا ہے؟"

نگاہ اس پہ جمائے رامو کا کا سے مخاطب ہوا جو ان کے کافی پرانے کک تھے اور اسپیشل ایونٹس پہ بلائے جاتے تھے۔

"بیٹا سب تو میرب بیٹی نے خود ہی بنایا ہے ہم تو بس نگرانی کرتے رہے ہیں۔" وہ کچھ زیادہ انکساری سے کام لے رہے تھے۔

"آہ چلیں کسی بہانے محترمہ کے ہاتھ کے کھانے کو ملے گا۔" لکمیر نے حد درجہ دلچسپی کا مظاہرہ کیا تھا۔ میرب دیکھ رہی تھی کہ وہ صبح سے اسکے ارد گرد ہی گھومتا دکھائی دے رہا تھا۔ کھانا بہترین ماحول میں کھایا گیا تھا داؤ جان کیلئے پرہیزی کھانا اس نے خود بنایا تھا باقی سب بھی تعریف کیے بنا نہیں رہے تھے۔

کھانا کھاتے ہی بڑوں کی بیٹھک جمی تھی ساتھ میں لکمیر بھی شامل تھا جبکہ بچہ پارٹی ایک دوسرے کے ساتھ مگن تھے۔

حیات شاہ کی میرب کے علاوہ دو بیٹیاں رمشاء اور زرش تھیں جو اس سے چھوٹی تھیں اور ایک ہی بیٹا تھا راحب جو ابھی پیچلرز کا ہی اسٹوڈنٹ تھا ماں باپ کی نسبت وہ میرب کے وجود سے اتنے لاپرواہ نہیں تھے۔

www.kitabnagri.com

"آپکو پتا ہے انو آپ کی شادی کی بات چل رہی ہے اندر۔"

رمشاء جسے پہلے سے ہی کچھ کن سوئیاں تھیں میرب کے قریب سرگوشی کی تو وہ جیسے سانس لینا بھول گئی تھی۔ کیا وہ اسے چھین لے گی؟ سب اسکا ساتھ دیں گے وہ گھر بھر کی لاڈلی تھی۔

"میں تو بہت ایکسائٹڈ ہوں خاندان میں ہوئی کوئی بھی شادی اٹینڈ نہیں کی میں نے ابھی تک خوب غل ہپاڑہ ہو گا۔" رمشاء اسکی کیفیت سے انجان بولتی جا رہی تھی۔

بڑوں کی بیٹھک اختتام کو پہنچی تو وہ سب بھی ریست کرنے چلے گئے تھے جبکہ لکیر قیوم شاہ اور حیات شاہ کے ساتھ زمینوں پہ گیا تھا۔

اتنی جلدی وہ اس سے راہیں الگ کرنے والا تھا؟

راہ تو اس نے سجھائی تھی پر دل تھا کہ بے حد پریشان تبھی وہ رمشاء اور زرش کے ساتھ باتیں کرتے اپنا دل دماغ بہلاتے ہوئے وہیں سو گئی تھی۔

دوبارہ اسکی آنکھ رمشاء کے بے ہنگم انداز میں جگانے پہ کھلی تھی۔

"میرب آپی وہ لکیر بھائی۔۔۔"

اسے نیند میں جھولتے دیکھ وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ گئی تھی جبکہ لکیر کے نام پہ اسکی ساری حسیات بیدار ہوئی تھیں۔

"وہ آپی لکیر بھائی کو گولی لگ گئی ہے مطلب کے کسی اور کے جھگڑے میں تو۔۔۔۔"

رمشاء اسے تفصیل بتا رہی تھی۔

دو مخالفین کی پنچائیت میں فیصلہ کرتے اچانک اشتعال انگیزی سے بچ بچاؤ کرتے لکیر شاہ کو گولی لگی تھی جو بازو کو چھوتی نکلی تھی چوٹ اتنی گہری نا تھی لیکن پھر بھی ڈاکٹر ز نے احتیاط کا کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ایک طرف بیٹھی اسے اجنبی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جو انابیہ کے ہاتھوں سے سوپ پی رہا تھا۔  
- جب سے لکیر کے ہاتھ پہ پٹی بندھی تھی وہ مسلسل اسکے ہمراہ تھی۔



گھر والے سب دیکھ رہے تھے لیکن ان دونوں کی دوستی سے آگاہ تھے تبھی کسی کو اعتراض نہ تھا۔  
رات گئے وہ اکیلے چائے بنانے کچن کی طرف بڑھنے لگی تھی جب سسکیوں کی آواز نے اپنی جانب  
متوجہ کیا۔

"یہ پاگل پن ہے انوکھے تم جانتی ہو اب یہ ممکن نہیں رہا اور اگر لکیر مان بھی جائے تو میرب کا سوچو۔"  
مریم شاہ یقناً انابیہ کو سمجھا رہی تھیں جو ہر حال میں لکیر شاہ کو چاہتی تھی۔  
"مما میں۔۔۔"

"میں نے اسے بھی ماں بن کے پالا ہے انو میں اتنی سیلفش کیسے ہو سکتی ہوں بھلا دوسری بات تمہارے  
بابا لکیر کو سب بتا چکے ہیں بہتری اسی میں ہے کہ تم انکا کہا مان لو پہلے بھی تم نے ڈینی سے کورٹ میرج  
کر کے ہمارے سر میں خاک ہی ڈالوائی ہے شکر کرو تمہارے باپ نے تمہیں وہاں سے نکالتے یہاں  
بھیج دیا ورنہ داؤ جان تو یہ صدمہ سہہ ہی ناپاتے۔"

مریم شاہ کا انکشاف میرب کو پورے وجود سے ہلا گیا تھا۔  
"مما لکیر اسکے ساتھ خوش نہیں بلکہ اس نے تو میرب کو کبھی بیوی کا ہی درجہ نہیں دیا۔"  
وہ اپنے مفاد میں اسکی ذات پہ الزام جڑ گئی تھی۔

یہ کیا راز تھا بھلا؟ کیا انابیہ شاہ نے شادی کر لی تھی لیکن کیوں وہ تو لکیر شاہ سے پیار کرتی تھی اسے اپنا  
سر چکراتا محسوس ہوا تھا تبھی دیوار کا سہارا لیتے خود کو کمپوز کیا اور لکیر کیلئے چائے بناتے کمرے میں آئی  
تھی۔

"چائے کیلئے دودھ بھینس سے لینے گئی ہو گئی یقیناً؟"

لکیر نے اسے دیکھتے ہی طنز کیا تھا ویسے بھی مسلسل بیڈ ریسٹ کے نام پہ ناکارہ پڑے رہنے سے اسکی طبیعت میں چڑچڑاپن آرہا تھا۔

"ہاں۔۔ نہیں میں وہ بس رمشاء سے باتیں کرنے لگ گئی تھی۔" بروقت بہانہ کرتے وہ اپنی سائیڈ پہ آکے لیٹی تھی لکیر کو اسکے موڈ سیوونگزن نے مزید بیزار کیا تبھی چائے سائیڈ پہ رکھتے ایک ہاتھ سے اسکی پیٹھ تھپتھپائے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"جی؟"

انکے درمیان ابھی تک صلح کا کوئی امکان نہیں تھا۔

"یار میرے سے باتیں کرونا۔"

وہ بے بسی سے بولا تو میرب اٹھ کے بیٹھی تھی لکیر نے اسکا ہاتھ تھاما۔

"کیوں پریشان ہو؟"

www.kitabnagri.com

انداز انتہائی دوستانہ تھا۔

میرب اسے بتانا چاہتی جب ٹینشن سے ایک بار پھر سر چکرایا اور ساتھ ہی ابکائی والی کیفیت میں وہ منہ پہ ہاتھ رکھے واشروم کی طرف دوڑی لکیر پریشانی سے اسے دیکھتے پیچھے ہی آیا تھا جو واش بیسن پہ جھکی نڈھال ہو رہی تھی۔

"میرب اگر تمہاری طبیعت خراب تھی تو تمہیں بتانا چاہیے تھا خواہ مخواہ کی فضول سوچیں پالوگی تو ایسا ہی ہو گا۔" وہ زخمی ہاتھ بڑھائے اسے تھا مناجا ہتا جب میرب نے ٹاول سے منہ صاف کیا اور اسکا ہاتھ اگنور کرتے کمرے میں آتے ہی لیٹی تھی۔

لکمیر اسے دیکھ کے رہ گیا۔

یہ وہ لڑکی تھی جسے اپنے قریب نہیں پھٹکنے دینا چاہتا تھا اور آج وہ اسکی تھوڑی سی تکلیف پہ بھی تڑپ اٹھا تھا۔

"میرو۔۔۔"

"مجھے سونا ہے لکمیر پلیز لائٹ آف کر دیں۔"

انتہائی رکھائی سے کہتے اس نے آنکھوں پہ ہاتھ دھرا تھا لکمیر نے اسے بے بسی سے دیکھا اور لائٹ آف کیے اسکی جانب پیش رفت کی جسے وہ دھتکارتی رخ موڑ گئی تھی۔

www.kitabnagri.com

عجیب سرد پن در آیا تھا انکے رشتے میں۔  
صبح اسکی وہی حالت تھی جو گھر کی خواتین کی دیدہ زیب نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہی تھی تبھی مریم شاہ ڈرائیور کے ہمراہ اسے لیے قریبی کلینک پہ چلی آئی تھیں جہاں ڈاکٹر نے اسے مثبت رپورٹ تھماتے گویا حیران پریشان کر چھوڑا تھا۔ مریم شاہ گہری سوچ میں ڈوبی تھیں انکے دماغ رات گئے کی جانے والی انابیہ کی باتیں گونج رہی تھیں جو اس نے لکمیر اور میرب کے رشتے کو لے کے کی تھیں۔

گھر میں یہ خبر پھیلی تو وہ جھینپی جھینپی سب سے چھپتی پھر رہی تھی اگر کوئی بے خبر تھا تو صرف وہیں جسے یہ خبر سننے کا سب سے پہلے حق تھا۔

انابہ اس خبر کے بعد گم صم ہو کے رہ گئی تھی وہ معمولی لڑکی ایک دم سے کیسے اہمیت کی حامل ہو گئی تھی۔

حیات شاہ بھی کبھی کبھار کسی ضرورت کے تحت اسے پکار لیتے تھے آمنہ بھی بات کرنے لگی تھیں اور گھر کی لاڈلی انابہ شاہ اپنی بے جا من مانیوں اور سرکش طبیعت کی وجہ سے عرش سے فرش پہ گرائی گئی تھی۔

قیوم شاہ تو اسکی شکل تک دیکھنا نہیں چاہتے تھے جس نے ہر حد پھلانگتے پہلے غیر مسلم لڑکے سے شادی کی اور پھر ماں باپ پہ بھی مقدمہ کر ڈالا تھا۔

پر لکیر کی شادی اور ڈینٹل کی بیوفائی اسے اس در پہ دوبارہ لائی تھی پر ایک بار کا کھویا و قار دوبارہ نہیں مل سکا تھا اور نہ ہی کھویا ہوا انمول شخص۔

اسکا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا یہ سب خوشیاں جن پہ وہ اتر رہی تھی اس پہ صرف انابہ شاہ کا ہی حق تھا۔

"سنو تمہیں حویلی کی بالکونی میں لکیر شاہ بلا رہا تھا۔" اپنے کمرے کی جانب بڑھتی میرب کے راہ میں حائل ہوتے اس نے کہا تھا۔

میرب کچھ ٹھٹکی تھی پر کچھ کہے بغیر وہ بالکونی کی طرف کھلتے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

انابہ دے قدموں اسکے پیچھے آئی تھی اور ہاتھ میں پکڑاڑا اسکے سر میں دے مارا۔ م  
درد کی شدت سے وہ چلا ہی نہیں پائی تھی کیونکہ اس نے فوراً میرب کے منہ پہ ہاتھ رکھتے اسکی چیخوں کا  
گلہ گھونٹتے ڈرگزر کی بھاری مقدار اسکے نتھنوں میں گھسائی تھی جسکے بعد وہ ہوش سے بیگانہ ہوئی تھی۔  
وہ اسے گھسیٹے ہوئے بالکونی کے اختتام پہ موجود سٹور روم میں لائی تھی اور اسے اندر بند کرتی مطمئن سی  
حویلی کے اندر بڑھتے بالکونی کا دروازہ بند کر گئی تھی۔  
لکیر کی گاڑی رکنے کی آواز پہ اسکے کمرے کی طرف بڑھی تھی لمحوں میں میرب کا نائٹ ڈریس پہنتے وہ  
لائٹ آف کرتے خود کو کمفرٹ میں چھپا گئی تھی۔  
"میرو کہاں ہے پھپھو؟ طبیعت کیسی ہے اب اسکی؟"  
پورا دن آفس کے اتنے دنوں سے کام نبٹاتے وہ تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا تھا جب پانی لینے کی خاطر کچن  
کی جانب بڑھتی مریم شاہ کو روکتے اسکی بابت دریافت کیا۔  
"کمرے میں ہوگی ڈاکٹر نے مکمل ریسٹ کا کہا ہے خیر سے بابا بننے والے ہو تم۔"  
مریم شاہ نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیتے خوشخبری سنائی تو کتنی دیر وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتا رہا تھا اور  
بات کی تہہ تک پہنچتے خوشی سے انہیں اٹھا ہی لیا تھا۔  
"سچ کہہ رہی ہیں آپ؟ کیا میں واقعی اوہ میرے خدا تھنکیو پھوپھو جانی اتنی پیاری خبر سنانے کیلئے میں  
اس سے مل لوں۔"



وہ انہیں گلے سے لگاتے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا جب مریم شاہ کچھ سوچتے انا بیہ کیلئے مخصوص روم کی طرف بڑھی تھیں لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھی کچھ سوچتے گھر کی بالکونی، چھت اور پھر تقریباً پورا ہی گھر چھان مارا تھا پروہ کہیں نہیں تھی۔

ایک پریشانی سی غالب آئی شاید لکیر اور میرب کے بچے کا سنتے اسکی امید ٹوٹی تھی۔ دوبارہ بالکونی کی طرف بڑھتے خون کی کچھ بوندوں نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ دھڑکتے دل سے وہ سامنے موجود اسٹور روم کی طرف بڑھیں اور دروازہ وا کیا لیکن سامنے کا منظر انکے حواس مختل کر گیا تھا۔



اسلام علیکم!  
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں تو  
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

www.kitabnagri.com  
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری  
پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو  
ابھی ای میل کریں۔

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے  
ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

انتباہ : اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔  
whatsapp \_ 0335 7500595

وہ کمرے میں داخل ہوا تو عجب سی مستی اور سرخوشی غالب تھی لیکن نائٹ بلب کی روشنی میں دروازے کی جانب پیٹھ کیے سوتی میرب نے اسکے دھیان کے دھاگے کھینچے تھے۔

اسے ڈسٹرب نہ کرنے کا سوچتے وہ فریش ہونے چل دیا اور حسب عادت بیڈ پہ لیٹتے ہی اسکے گرد حصار باندھے اپنے قریب کیا تھا۔

انابہ شاہ کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگی تھیں اگر اسے پتا چل گیا تو؟

"کتنی ظالم ہونا تم جب اتنی پیاری خوشی سلبریٹ کرنے کا ٹائم تھا محترمہ نیند کی وادیوں میں گم ہیں۔"

اسے خود میں بھیںچتے اسکے ہاتھوں کو گرفت میں جکڑا تھا تو وہ چونکا تھا۔

یہ میرب کے ہاتھ تو نہیں تھے اس نے دن رات لکیر شاہ کے پہلو میں گزارے تھے وہ اسکی خوشبو اچھے

سے محسوس کر سکتا پر یہ لمس اس سے پہلے وہ اسے پیچھے کرتا انابہ نے سر اٹھائے اسکے لبوں سے اپنی شکر فی انگلیاں مس کیں۔

اسکی سوئی حسیں فوراً بیدار ہوئیں تھیں۔

آشنا تو وہ اس لمس سے بھی رہا تھا بھلا کیسے نا پہچانتا ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کرتے وہ اٹھ بیٹھا تھا اور

سائیڈ لیمپ آن کر گیا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو میرب کہاں ہے؟"

اسکی دھاڑ میں زخمی شیر کی گونج تھی۔

"میں یہاں اپنے اصل مقام پہ ہوں لکمیر اب تمہیں اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے دیکھو

--مم-- میں یہاں صرف تمہارے لیے ہوں۔ تت-- تم چاہتے تھے ناکہ ہم دونوں ہوں ہمیشہ لکمیر

تم-- تم مجھے چھو کے امر کر سکتے ہو میں یہاں اپنی مرضی سے تمہیں اپنا آپ سونپ--"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ یوں تھر ڈکلاس عورتوں کی طرح بی ہیو کرنا بند کرو انا بیہ شاہ-- بتاؤ میرب

کہاں ہے۔"

وہ اسے شانوں سے پکڑے دیوانہ وار جھنجوڑ گیا تھا جب وہ اسے کالر سے پکڑے اپنا چہرہ اسکے کانوں کے

قریب لائی تھی۔

"جہنم میں گئی ہے وہ-- مار دیا میں نے اسے۔"

بے رحمی سے جملہ ادا کرتی وہ لکمیر شاہ پہ قیامت برپا کر گئی تھی۔ بے ساختہ اسکا ہاتھ اٹھا تھا اور اسکے من

www.kitabnagri.com

موہنے رخساروں پہ نشان چھوڑ گیا۔

"آئی سوئیر انا بیہ شاہ اگر اسے کچھ ہو اتو میں تمہیں جان سے مار دوں گا بتاؤ کہاں ہے وہ۔"

لکمیر کا بس چلتا تو اسکا گلہ دبا دیتا۔

"اگر تم زیست کے کچھ لمحے مجھے دان کر دو گے تو میں تمہیں بتا دوں گی لکیر شاہ لیکن ایک بار صرف ایک بار مجھے محسوس کرو میں انابیہ ہوں لکیر جسے تم بے پناہ پیار کرتے تھے دیکھو تم آگے بڑھ گئے بیوفائی کی اور میں آج بھی تمہارے لیے ایک نقطے پہ ٹھہری ہوں۔"

وہ دیوانہ وار اسکے سینے میں چھپنے کی سعی کرتے بولی تھی جب لکیر اسے دھکیلتے کھڑا ہوا تھا۔

"تم انابیہ شاہ۔۔۔ تم۔۔۔ میری کیا کسی کی بھی کبھی کچھ نہیں ہو سکتی جو عورت ہوس میں اندھی کسی بھی مرد کے بستر کی زینت بننے کو تیار نظر آئے وہ لکیر شاہ کی چوائس نہیں ہو سکتی ہاں میں نے تم سے محبت کی تھی لیکن میں شرمندہ ہوں ان لمحوں پہ جن میں۔۔۔ میں نے تمہیں چاہا تھا انابیہ شاہ۔"

وہ وحشت سے اپنے سر کے بالوں کو نوچنے لگا تھا جب دروازہ زور زور سے بجایا گیا۔

انابیہ کے سوئے حواس پھر سے بیدار ہوئے تھے اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتا وہ تیزی سے اسکے راہ میں حائل ہوتے چیخنا و نا شروع ہو گئی تھی۔

"نہیں لکیر تمہیں خدا کا واسطہ مجھے پامال نہ کرو۔۔۔ پلیز لکیر مجھے چھوڑ دو۔۔۔ مجھے میرا گنہگار نہ کرو۔۔۔" رونے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے جسم سے جا بجا کپڑوں کو نوچ ڈالا وہ ساکت ہوا تھا۔

کیا کوئی اتنا بھی گر سکتا تھا؟

"لکیر دروازہ کھولو۔۔۔ انو۔۔۔ انابیہ۔۔۔"

مریم شاہ کی آواز کے ساتھ قیوم شاہ کی بھی آواز شامل تھی جب وہ ہوش میں آتے اسے پیچھے دھکیلتے آگے بڑھا تھا۔ انابیہ اسکے پیچھے دوڑی تھی نتیجتاً اسکے ناخن لکیر کی شفاف پیٹھ پہ خون رسنے لگے تھے۔

دروازہ کھولتے ہی حیات شاہ، آمنہ شاہ، مریم شاہ اور قیوم شاہ کے علاوہ بچے اور داؤ جان بھی ٹھرے تھے اس سے پہلے کہ وہ کچھ صفائی پیش کرتا انا بیہ بھاگتے ہوئے مریم شاہ کے گلے سے لگی تھی۔  
ایک ماں اس وقت خود غرض ہوئی تھی بیٹی کے حالوں نے پل میں ڈمگایا تھا اور آگے بڑھتے لکمیر شاہ کو تھپڑ رسید کیا تھا۔

داؤ جان بے ساختہ لڑکھڑائے تھے جب حیات شاہ نے انہیں تھاما تھا۔

"تم اتنے بیغرت ہو گئے ہو کہ گھر کی عزت پہ ڈاکہ ڈالو تمہاری خواہشیں اتنی بے لگام ہیں کہ اپنی بچپن کی دوست۔۔۔ تف ہے تم پہ لکمیر شاہ۔ اس سب کیلئے بلایا تھا داؤ جان آپ نے ہمیں؟ دیکھ رہے ہیں آپ ایک بیوی کے موجود ہوتے ہوئے بھی یہ انوسے۔۔۔۔"

"بس مریم شاہ بہت ہو گیا آپ ماں بیٹی کا اتنا بغیرت سمجھ رکھا ہے آپ نے ہمیں جس شخص نے بچپن سے لے کے آج تک تمہاری سر خود بیٹی سے تنہائیوں کا فائدہ نہیں اٹھایا آج وہ ایک شوہر ہونے کے بعد یہ سب کرے گا؟ کیا تم بھول رہی ہو کہ تمہاری بیٹی دو ماہ سے یہاں ہے یہ سب آج ہی کیوں؟"

قیوم شاہ نے سیدھے سیدھے بیٹی کی بے جا حمایت کرتی بیوی کی سب کے سامنے کلاس لی تھی لکمیر کو مریم شاہ کی بے اعتباری نے بہت زیادہ ہرٹ کیا تھا۔

"میرو کہاں ہے؟"

داؤ جان کو اچانک ہی اس کا خیال آیا تھا انا بیہ کے چہرے پہ ایک سائیہ سا لہرایا تھا جب لکمیر کی بے ساختہ نگاہ اس پہ پڑی تھی۔



وہ میرب کے نائٹ سوٹ میں ملبوس تھی۔

"داؤ جان انابیہ شاہ نے۔۔۔۔۔"

لکمیر کو مزید چپ رہنا گوارہ نہیں ہوا جب وہ لڑکی خود اپنا پردہ نہیں رکھ رہی تھی تو وہ آخر کب تک اسکا پردہ رکھتا تبھی سب ساکت سے اسے سن رہے تھے جس نے لمحوں میں اسے دو کوڑی کا کیا تھا انگلیںڈ میں اسکے کارناموں سے یہاں تک کی داستان میں اپنی غلطیوں کو بھی تسلیم کر رہا تھا۔

انابیہ شاہ، مریم شاہ سے اپنا آپ چھڑاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تو اور خود کو لاک کر لیا۔

لکمیر دیوانہ وار میرب کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا پر وہ کہیں نہیں تھی گھر سے لے اسٹور روم تک وہ اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کے تھک گیا تھا۔

"میں اسکی جان لے لوں گا داؤ جان اس سے پوچھیں میرو کہاں ہے۔" وہ انابیہ کے روم کا دروازہ دھڑا دھڑ بجائے جا رہا تھا۔

انابیہ کو احساس ہو رہا تھا کہ میرب کو زخمی کر کے وہ اپنے سر دوسری بڑی مصیبت مول لے چکی تھی اگر وہ لڑکی مرگئی تو یقیناً اسے مرڈر کیس میں پھانسی پہ لٹکنا پڑتا۔ وہ روتی ہوئی دروازے ٹیک لگائے اپنی نادانیوں پہ نوح کناں تھی۔

اے محبت!

تیری قسمت

کہ تجھے مفت ملے ہم سے دانا

جو کمالات کیا کرتے تھے  
خشک مٹی کو امارات کیا کرتے تھے  
اے محبت

یہ تیرا بخت  
کہ بن مول ملے ہم سے انمول  
جو ہیروں میں تلا کرتے تھے  
ہم سے منہ زور

جو بھونچال اٹھا رکھتے تھے  
اے محبت میری

ہم تیرے مجرم ٹھہرے،

ہم جو لوگوں سے سوالات کیا کرتے تھے

ہم جو سو باتوں کی ایک بات کیا کرتے تھے

تیری تحویل میں آنے سے ذرا پہلے تک

ہم بھی اس شہر میں عزت سے رہا کرتے تھے

ہم بگڑتے تو کئی کام بنا کرتے تھے

اور



اب تیری سخاوت کے گھنے سائے میں  
خلقتِ شہر کو ہم زندہ تماشا ٹھہرے  
جتنے الزام تھے  
مقسوم ہمارا ٹھہرے  
اے محبت



ذرا انداز بدل لے اپنا  
تجھ کو آئندہ بھی عشاق کاخوں پینا ہے  
ہم تو مرجائیں گے،  
تجھ کو مگر جینا ہے  
اے محبت  
تیری قسمت  
کہ تجھے مفت ملے ہم سے انمول  
ہم سے دانا۔۔۔۔۔  
اے محبت

وہ بے بس سالانچ میں بیٹھا تھا سو تو کوئی بھی نہیں رہا ایک طرف انا بیہ شاہ کی ضد تو دوسری طرف  
میرب کا غائب ہونا معمہ بن چکا تھا۔

لکمیر نے خالی خولی نظروں سے سامنے دیکھا وہ منظر آج بھی دیوار پہ کسی نے نصب کر دیا تھا یقیناً انابیہ نے ہی وہ تصویر لگائی تھی۔

لکمیر نے درد کی شدت سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"تمہاری جرأت کیسے ہوئی کہ اسکا ڈریس پہنو؟ ہاں اگر تمہیں لگتا ہے تم انابیہ کا روپ اپنانے سے اس جیسی بن جاؤ گی یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے لڑکی۔ وہ صرف ایک ہے اور وہی لکمیر شاہ کیلئے بہت اسپیشل ہے تمہاری اوقات نہیں کہ تم اسکے ڈریسز کو ہاتھ لگاؤ آیا کہ۔۔۔۔۔ گٹ آؤٹ۔"

جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔ اس نے انابیہ کے نام پہ ہر لمحہ اسے اذیت دی تھی اور اسکی عطا کردہ تکلیف حد سے باہر تھی۔

"تو مر جاؤ میرب حیات شاہ لیکن یہاں نظر نہ آؤ، کیوں کہ لکمیر شاہ کو تمہارا وجود، تمہاری یہ حثیت یہاں پر قطعاً گوارہ نہیں ہے، سمجھی تم۔۔۔۔۔ یہ روم یہ جگہ صرف اور صرف انابیہ شاہ کی ہے سمجھ رہی ہونا تم میری بات کو جانتی تھی نا تم سب؟ پھر کیوں نہیں بولی تم؟ تمہاری نیت میں کھوٹ تھا لیکن اتنا جان لو تم کہ لکمیر شاہ صرف اور صرف انابیہ شاہ کا ہے ہمیشہ سے اور ہمیشہ اسی۔۔۔۔۔ کا ہی رہے گا، یہ رشتے یہ ڈور میرے لیے پھندا تو بن سکتے زندگی نہیں، کیونکہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اور وہ صرف انابیہ شاہ ہے۔۔۔۔۔"

وہ چلی گئی تھی اسے چھوڑ کے جانے خود گئی تھی یا واقعی انابیہ نے کچھ کیا تھا اور اسے جانے کا کہنا والا خود لمحہ بہ لمحہ تکلیف میں مبتلا تھا۔

"کیا میں پاگل ہوں میرب حیات کیا مجھے یہ دکھتا نہیں ہے کہ تم تو اول روز سے انابیہ شاہ کی جگہ لینا چاہتی تھی۔"

"انوپلیز مم۔۔۔ میں نے داؤجی کی خوش کیلئے یہ سب کیا تھا۔۔۔ وہ تمہارا ہے۔۔۔ لل۔۔۔ لکمیر شاہ صرف انابیہ شاہ کا ہے۔"

"لکمیر شاہ انابیہ کا نہیں ہے میرب حیات وہ صرف تمہارا ہے کہاں چلی گئی ہو؟ پلیز لوٹ آؤ۔" اسے ہرپل دھتکارنے والا اسکے لوٹ آنے کی جستجو کرنے لگا تھا۔

"بہت برا کیا ہے تم نے میرے ساتھ یوں اپنا عادی بنا کے چھوڑ دیا، یہ بھی نہیں سوچا کہ کیسے رہونگا میں تمہارے بغیر۔"

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ کسی کے بغیر مرنا کیا ہوتا ہے وہ انابیہ شاہ کے بغیر تو زندہ رہ گیا تھا پر میرب حیات اسکے دل و دماغ پہ اپنی گہری چھاپ چھوڑ چکی۔

درد بڑھنے لگا تھا اسے سانس لینے میں دشواری آرہی تھی۔ "مجھے انابیہ شاہ کی یادوں سے جان چھڑانی ہے اسکی طلب مٹانی ہے۔"

"میرب پلیز میرا امتحان نہ لو میں مر جاؤں گا تمہاری محبت کسی طوفان کی مانند نہیں بلکہ قطرہ قطرہ آب حیات کی مانند میرے جسم گھلی ہے بھلا اتنا آسان کہاں کہ تم چلی جاؤ مجھے چھوڑ کے۔" "لکمیر"



داؤ جان کا کپکپاتا ہاتھ اسکے کندھے پہ پڑے تو وہ مزید بکھرا تھا۔ اس میں حوصلہ ہی نہیں بچا تھا۔ اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ وہ انا بیہ شاہ کے طویل ہجر میں رویا ہو لیکن میرب شاہ کا چند گھنٹوں کا ہجر اسے جسم سے روح کھینچتا محسوس ہو رہا تھا۔

انیکسی میں پڑے زخمی وجود نے مدھم سانس لیں لی تھیں لکیر شاہ کی اذیت زخمی جسم کی روح کو بھی گھائل کر رہی تھی۔ اس نے سسکاری بھری تھی جب لکیر کی سانس مدھم ہوئی تھیں۔

"داؤ جان میرا دل کہہ رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے پلیر اسے کہیں۔۔۔۔"

"وہ انیکسی میں ہے لکیر۔"

مریم شاہ نے کوئی اعترافی جرم کیا تھا وہ ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے وہاں سے بھاگا تھا۔ لڑکھڑاتے قدموں سے برسوں سے بند انیکسی کا بوسیدہ دروازہ کھولا تھا سامنے ہی وہ دشمن جان خرد سے بیگانہ پڑی تھی۔

"میرو۔۔۔ میرب یہ۔۔۔ یہ مم میں آگیا ہوں ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اسے بانہوں میں بھرتے باہر کی طرف بھاگا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ہاسپٹل کے پرائیوٹ کلینک پہ تھا۔

داؤ جان، قیوم شاہ اور حیات شاہ بھی اسکے پیچھے چلے آئے تھے۔ حویلی کے تماشے میں رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے سکون آورا انجکشن لگاتے سر پہ بینڈج کرنی تھی جبکہ اسکے لمبے بال اس چیز میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ ڈاکٹر کو قینچی اسکے بالوں کی طرف بڑھاتے دیکھ وہ تڑپ اٹھا تھا۔

"نو ڈونٹ ڈو دس۔"

وہ اسکے ہاتھ سے قینچی لے گیا تھا۔

"دیکھیں شاہ صاحب یہ ضروری ہے ہمیں زخم کی گہرائی کا اندازہ صبح سے نہیں ہو پارہا، آپ سمجھائیں انہیں۔"

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہتے وہاں موجود داؤ جان اور باقی سب کی طرف دیکھتے کہا تو وہ قینچی واپس رکھتے باہر نکل گیا تھا۔

اسے میرب کے گھٹنوں کو چھوتے بال بہت پسند تھے لیکن کبھی اس چیز کا اظہار نہیں کر پایا تھا۔  
"تم نے بہت برا کیا انا بیہ شاہ اس درد کی قیمت تو تمہیں چکانی ہی پڑے گی۔"

افیت سے پر رات بھینگتی جا رہی تھی اور وہ اسکا ہاتھ تھامے ایسے ہی اسکے بستر پہ سر رکھے سو گیا تھا۔  
میرب کی آنکھ سورج کی روشنی سے کھلی تھی۔

کتنی دیر تو اندازہ نہیں کر پائی تھی کہ وہ کہاں جب سر سے اٹھتی ٹیسوں نے اسے نڈھال کیا تو بے ساختہ  
سسکاری بھری تھی۔

www.kitabnagri.com

لکیر فوراً متوجہ ہوا تھا۔

"میرب کیا درد ہو رہا ہے؟"

وہ بے چین سا اسکے اوپر جھکا تھا۔ میرب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟

"لکیر میں یہاں۔۔۔ اف۔۔۔"

میرب نے بولنا چاہا تھا پر بولنے سے درد بڑھنے لگا تھا۔ "میں ڈاکٹر کو بلا کے آتا ہوں۔"

وہ فوراً باہر بھاگا تھا جبکہ وہ پھر سے تکیوں کے سہارے سر کو چھوڑ گئی۔

ڈاکٹر نے ابتدائی ٹریٹمنٹ کو پھر سے ریٹو کرتے اسے پین کلر ریکمنڈ کرتے گھر جانے کی اجازت دے تھی تو لکمری گہری سوچ میں کھویا تھا۔

داؤ جان اور باقی سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو اس اچانک فیصلے پہ بھونچکے رہ گئے تھے۔

"میں کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا داؤ جان انا بیہ کی مینٹل فرسٹریشن اس نہج پہ پہنچ چکی ہے کہ وہ میرب کی زندگی کیلئے خطرہ بن سکتی ہے مجھے اپنے بچے اور میرب کے معاملے میں مزید کوئی رسک نہیں لینا ہے۔"

لکمری کے فیصلہ اس وقت کے حالات کے پیش نظر صحیح لگا تھا اور ویسے بھی گزری شب جو کچھ ہوا وہ کوئی ڈراؤنا خواب سمجھ کے بھول جانا چاہتا تھا۔

میرب اس سب میں خاموش تماشائی بنی رہی تھی اگر وہ ازالہ کر رہا تھا تو وہ بھی اسے وقت دینا چاہتی تھی۔ شہر میں اسکا فلیٹ زیادہ کشادہ نہیں صبح لیکن دولوگوں کے رہنے کیلئے کافی تھا۔



لکمری ہر طرح سے اسکا خیال رکھتے اسکی دلجوئی کی حتی الامکان کوشش میں مصروف تھا جبکہ دوسری طرف گاؤں اور شہر کے درمیان گھن چکر بن کے رہ گیا تھا۔

وہ پوری کوشش میں تھا کہ اپنا آفس شہر منتقل کر لے کیونکہ اسے ہر دم میرب کی جانب سے خدشہ رہتا تھا۔

"کچن میں کیوں آئی تم ابھی تو تمہارے زخم نہیں ٹھیک ہوا اور اتنی ویکنس میں تمہارا چلنا پھرنا ہمارے بے بی کیلئے بھی سیف نہیں ہے میرب۔"

وہ آفس سے گھر آیا تو اسے کچن میں کھڑے دیکھ فوراً اسے اسکے سر پہ پہنچا تھا۔  
"میں نہیں ہوں اتنی بیمار لکمر پلیر فار گاڈ سیک مجھے ایسے لگ رہا جیسے بیٹھے بیٹھے میری ٹانگوں کو زنگ لگ جائے گا۔"

وہ بیزاری سے کہتے چائے کا سامان نکالنے لگی تھی جب اسکا وجود ہوا میں معلق ہوا تھا۔  
"صرف کچھ دنوں کی بات ہے تب تک ہمیں اپنی خدمت کا موقع دیں پرنسسر۔"  
وہ اسے ڈائینگ روم میں بٹھائے خود کچن میں گھسنا تھا اور دس منٹ بعد چائے کے دو کپ بنائے اسکے پاس آیا تھا۔

"یہ لیں محترمہ کیا یاد کریں گی آپ۔"  
لکمر اسے چائے کا کپ تھماتے خود بھی اسکے برابر میں ٹکا تھا۔  
وہ اسے گھورتی ریموٹ اٹھائے ٹی وی آن کر گئی تھی جب لکمر نے اسکے ہاتھ سے ریموٹ لیتے ٹی۔وی آف کر دیا۔

"بور ہو رہی ہوں میں۔"

وہ اکثر اوقات لکیر کو نخرے دکھانے لگی تھی ڈرتی بھی تھی کہ کہیں وہ پھر سے اسے جھاڑے نالین ہر گزرتے دن کے ساتھ ایک نیا محبت کرنے والا لکیر اسکے سامنے آ رہا تھا جو اسکا دیوانہ تھا جسکا بس چلتا تو جہاں اسکے قدم جہاں پڑتے تھے وہ مخملی قالین لگا دیتا۔

"اگر چاہو تو میں اچھا انٹریز ثابت ہو سکتا ہوں؟"

لکیر اپنے مزاج کے برعکس فوراً اثرارتی موڈ میں آیا تھا۔

"اچھا وہ کیسے؟"

اسکی دلچسپی کا منظر لکیر شاہ بنا تھا۔

یہی تو وہ چاہتا تھا میرب شاہ کی مکمل توجہ کا مرکز بننا۔

"جو کس، کامیڈی کچھ بھی اچھا سنو ایک شخص تھا اسکی بیوی مر گئی وہ روز اسکی قبر پہ جا کے بیٹھتا اور ہاتھ

سے پنکھا جھلاتا جب آتے جاتے لوگ بڑی حیرت سے اسے تکتے بلاخر ایک راہی نے ہمت کرتے پوچھ

ہی لیا ارے صاحب کا ہے کو قبر پہ پنکھا جھلائے جاتے ہو کیا محترم بیوی سے بے حد محبت تھی؟" لکیر نے

www.kitabnagri.com

وقفہ لیا۔

چلو تم بتاؤ وہ ایسا کیوں کرتا تھا؟"

لکیر نے اسکی دلچسپی کا سامان کیا۔

"شاید ابنار مل ہو گا؟"

وہ شیور نہیں تھی تبھی اندازے سے تکا لگایا تھا۔



"آہاں اس نے جواب دیا کہ میری مرحومہ بیوی وصیت کر کے گئی تھی جب تک کہ میری قبر کی مٹی خشک ہو جائے تب ہی دو جا بیاہ رچانا اور میں روز اسکی قبر سکھانے آتا ہوں نجانے کون روز پانی پھینک جاتا ہے۔"

لکمیر اپنا جوک سناتے خود ہی ہنسا تھا اور اسکے چہرے پہ کھلی مسکراہٹ میرب کے ہونٹوں میں بھی جنبش پیدا کر گئی تھی اور تھوڑی دیر بعد گھر میں ان دونوں کے قہقہے گونج رہے تھے۔



صبح وہ اسے ناشتہ اپنے ہاتھوں سے کرواتے میڈیسن کھلائے چلا گیا تھا۔ وہ ابھی تک میڈیسن کے زیر اثر سو رہی تھی جب اسکا سیل بج اٹھا اور اسے جاگنا پڑا تھا۔ "ڈرائیور آرہا ہے پانچ منٹ میں ریڈی ہو کے ڈاکٹر کے پاس پہنچو میں وہاں ویٹ کر رہا ہوں۔" اسکرین پہ لکمیر کا نمبر اور مسیج بلینک کر رہا تھا وہ فوراً سے اٹھتے تیار ہوئی جانتی تھی کتنا کانشیسیں رہتا تھا وہ اسکے معمالے میں۔

جب تک لکمیر نے پھر سے اسے باہر جانے کا کہا تھا۔ ڈاکٹر کے پاس پہنچنے تک وہ اسے بار بار مسیج کال کرتا رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں لکمیر۔"

اسے سامنے دیکھتے ہی وہ غصے میں بولی تھی۔

"ہاں نظر آرہا ہے مجھے جتنا کہ رنگ زرد پڑ چکا ہے۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیے ڈاکٹر کے پاس آیا تھا جو اسکے زخم اور بے بی کاروٹین چیک اپ ہی تھا۔  
واپسی پہ وہ خود اسکے ساتھ تھا اور اسے بوتیک پہ لاتے شاپنگ کروانے لگا تھا۔  
وہ خواہ مخواہ کے ان جھمیلوں سے تنگ آرہی تھی لیکن وہ اسے باقاعدہ ایک پارٹی ویئر سلیکٹ کرواتے  
پارلر پہ چھوڑ گیا تھا اور ایگزیکٹ آدھے گھنٹے بعد اسے پک کرنے بھی آپہنچا تھا۔  
"آج نہیں بھولے کہ میں ساتھ تھی؟"

میرب نے اسکی مینکچو نیلٹی کو دیکھتے فقرہ کسا تھا۔

"سائنس لینا بھی بھلا کوئی بھولتا ہے؟"

وہ اسے ریڈ باربی ٹائپ فراک میں دیکھتے کھل اٹھا تھا تبھی برجستگی انداز میں آئی تھی۔

"کیا ہم کسی پارٹی میں جانے والے ہیں؟"

میرب نے جان بوجھ کے سرکی پٹی کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تھا اگر ہیئر اسٹائل اس طرح سے ترتیب  
دیا گیا تھا کہ وہ بینڈ تاج اسکے بالوں کے فولڈ میں چھپ جائے پر اسے تو پتا تھا۔

www.kitabnagri.com

"سر پر اترے یہ۔"

لکمیر اسکا مخملی ہاتھ تھامے گاڑی میں بٹھا گیا۔

اپنے فلیٹ کے سامنے اترتے اسکے ماتھے پہ بل پڑے وہ توقید ہو کے رہ گئی تھی۔

لکمیر اسکے چہرے کے بگڑے زاویوں سے محظوظ ہوتے اندر لایا تھا۔

"اتنا اندھیرا کیوں ہے؟"

اسے وحشت ہو رہی تھی جبھی لائٹ آن کرنی چاہی پر لکمیر اسے اٹھائے کمرے میں آیا تھا جہاں مدھم چلتی کینڈل نے ماحول کو عجیب پر اسرایت بخشی ہوئی تھی۔

"لکمیر مجھے ڈر لگ رہا پلیز اوپن دالائٹس۔"

وہ اسکے سینے میں چھپی تھی جب لکمیر نے آگے بڑھتے لائٹس آن کی تھیں۔  
روشنی کی رمت محسوس کرتے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

وہ مبہوت رہ گئی تھی کمرہ جا بجا مختلف فلاورز سے سجا تھا اور ان پہ چسپاں 'Sorry My Glory Love' نے چونکایا تھا۔

"لکمیر یہ سب کیا ہے؟"

زمین پہ پاؤں ٹکلتے ہی وہ ایک ایک پھول کے پاس جاتی انکی مہک اپنے اندر اتارنے لگی تھی۔  
اسے پھولوں سے ویسے بھی حد سے زیادہ انسیت تھی۔ لکمیر نے بنا جواب دیے کمرے میں موجود  
ارکٹسٹا کو آن کیا تھا۔

دھیمے سروں میں بجمیوزک اسکے دل کی دھڑکن کے سرچھیڑ گیا تھا۔  
www.kitabnagri.com

کمرے میں موجود اکلوتی ٹیبل پہ بہت سارے پھولوں کے درمیان اسکا فیورٹ چاکلیٹ فلیور کیک  
موجود تھا اس پہ سوری کا کارڈ ڈسپلے تھا۔

وہ آگے بڑھی تھی جب لکمیر نے اسکا ہاتھ تھامے خود سے قریب کیا۔

"Can I dance With you My beautiful lady?"

وہ اسکا ہاتھ لبوں سے مس کرتے اجازت چاہ رہا تھا میرب کی جان پہ بنی اس نے زندگی میں کبھی رقص نہیں کیا تھا۔

"مم۔۔۔ میں نہیں کر سکتی لکیر۔۔"

اس نے فوراً سے انکار کیا تھا جب لکیر اسے اپنی گرفت میں تھا مے آہستہ آہستہ گھمانے لگا تھا۔  
جبکہ پیانو ٹون کی ساتھ بجتے لیئر کس پہ مدھم سرگوشیاں اسکی سماعتوں میں انڈیلنے لگا تھا۔  
وہ لکیر شاہ کہ اس روپ پہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔

Tonight it's very clear  
'Cause we're both lying here  
There's so many things I wanna say  
I will always love you  
I would never leave you alone-----

(آج کی رات بہت حسین ہے کیونکہ ہم ایک ساتھ ہیں، بہت ساری چیزیں ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں تمہیں ہمیشہ چاہوں گا کبھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گا)

Sometimes I just forget  
Say things I might regret  
It breaks my heart to see you crying  
I don't wanna lose you  
I could never make it alone---

Posted on Kitab Nagri

کبھی کبھی میں بھول جاتا ہوں ایسی باتیں کہیں جن پہ مجھے بعد میں افسوس ہوتا ہے، تمہیں روتا ہوا  
(دیکھ کے میرا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا، میں ہمیں کبھی تنہا نہیں کرنا چاہتا

I am a man who will fight for your honor  
I'll be the hero you're dreaming of  
We'll live forever  
Knowing together  
That we did it all for the glory of love

(میں ایک آدمی ہوں جو تمہاری عزت اور وقار کے لیے لڑے گا۔۔۔ میں وہ ہیر و بنوں گا جس کے تم  
خواب دیکھ رہی ہو۔ محبت کے فسانوں میں ہم ہمیشہ زندہ رہیں گے۔  
ایک ساتھ جاننا ہے کہ ہم نے یہ سب محبت کی تعظیم کے لیے کیا ہے)

You keep me standing tall  
You help me through it all  
I'm always strong when you're beside me  
I have always needed you  
I could never make it alone

(تم نے مجھے ہمیشہ معتبر کیا ہے۔۔۔ اس سب کے ذریعے میری مدد کی۔ میں خود کو مضبوط محسوس کرتا  
ہوں جب تم میرے ساتھ ہوتی ہو۔۔۔ مجھے ہمیشہ تمہاری ضرورت رہی ہے۔۔۔ میں تمہیں کبھی نہیں  
چھوڑ سکتا)

It's like a knight in shining armor  
From a long time ago



Just in time I will save the day  
Take you to my castle far away

(یہ سب ایک مہکتی رات میں خوشبو کی مانند ہے۔۔ بہت پہلے سے ہی یہ دن میں نے سوچ رکھا تھا  
تمہیں دنیا سے دور لے جا کر اپنی محبت کے قلعے میں قید کر لوں)

We'll live forever  
Knowing together  
That we did it all for the glory of love---

وہ مسحور سی اسکے لفظوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس نے پرحدت ہونٹوں کا لمس اسکے ماتھے پہ رقم کیا  
تھا۔

آج کی رات وہ ہر طرح سے یادگار بنانا چاہتا تھا بلکہ اپنی آنے والی ہر رات محبت کے نئے طرز کے ساتھ  
گزارنا چاہتا تھا۔

"میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے میری وجہ سے خود پہ بیتنے والی تکالیف پہ مجھے معاف کر دیا ہے۔"  
وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔ "لکیر میں خوش ہوں آپ سے پلیز ایسا ویسا  
کچھ نہ سوچیں۔"

میرب کا ٹھنڈا انداز لکیر کے چہرے پہ پھول کھلا گیا۔ "اصل میں مجھے کچھ اجازت درکار تھی تم سے۔"  
لکیر نے میوزک آف کرتے اسکے سامنے بیٹھتے کہا تو وہ الجھی تھی۔  
"کیسی اجازت لکیر؟"

میرب کے لبوں پہ ابھی بھی ماحول کی تشنگی برقرار تھی جبکہ مسکراہٹ لبوں سے جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی چاہے جانے کا احساس مغرور کر رہا تھا۔

"پہلے تم پر امس کرو تم مجھے مارو گی نہیں؟"

لکمیر نے چہرے پہ مسکنیت طاری کی تو وہ حیران ہوئی تھی۔

"ایسی کیا بات ہے لکمیر۔۔۔"

"دیکھو تم ابھی سے منہ کے زاویے بنا رہی ہو چھوڑو بس کیک کٹ کرتے ہیں۔"

لکمیر کا سپنس پھیلاتا انداز اسے بہت برا لگ رہا تھا۔

"لکمیر پلیز بتائیں میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

"وہ بات یہ ہے کہ دیکھو اسلام میں چار چار کی گنجائش ہے اور میں تو خوش قسمت ہوں کہ مجھے اتنی چاہنے

والی دو کزنز ملی ہیں تو کفران نعمت گناہ ہے نا اگر میں انابیہ شاہ سے شادی کروں بس تم اجازت دو تو

ورنہ۔۔۔"

www.kitabnagri.com

"لکمیر۔۔۔"

اسکی بات مکمل ہی نہ ہونے پائی تھی جب وہ چیخ اٹھی تھی۔

"جانتا ہوں تم ہرٹ ہو گی مگر۔۔۔ ارے میرب بات تو مکمل سنو۔"

میرب کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ برستے آنسوؤں نے لکمیر کی زبان لڑکھرائی لمحوں میں سارا فسوں ٹوٹا تھا

۔ وہ غصے سے پاگل ہوتی کمرے میں سب سارے پھول پھینکے لگی تھی۔

"اوہ گاڈ۔۔۔"

لکمیر اچھا خاصہ گڑ بڑایا ہوا تھا اسکا مذاق کافی مہنگا پڑنے والا تھا اسے اندازہ نہیں تھا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ کچھ ایمو شنل رونا دھونا کرتے وہ ہاں کر دے گی لیکن اتنا شدید ریکشن وہ بھی اس جیسی بے ضرر لڑکی سے توقع نہیں تھی۔

"جاؤ لکمیر شاہ آپ ہو ہی اسے کے قابل اور وہ آپکے۔"

اس نے ارمانوں سے سجائے کیک کو فرش پہ پٹختے آخری مکمل چیز بھی توڑ دی۔

"میرب۔۔۔ میرو میں مذاق کر رہا تھا یا ریلیز۔۔۔ اٹ واز جسٹ آجوک اوف۔۔۔"

لکمیر سر تھامے پریشانی سے سب دیکھ رہا تھا اسکا ریڈ ڈریس مکمل خراب ہو چکا تھا میوزک ڈانس کی طرف بڑھتے میرب کے ہاتھ رکے تھے۔

"کیا کہا آپ نے یہ مذاق تھا؟ اتنا جان لیو مذاق کون کرتا ہے لکمیر شاہ؟"

وہ اسکے سر پہ پہنچی تھی جب لکمیر نے ایک ہی جست میں اس بھری ہوئی شیرنی کو اپنے قابو میں کیا۔

www.kitabnagri.com

"چھوڑیں مجھیں جائیں آپ اپنی انابیہ شاہ۔۔۔"

"شش کہانا مذاق کر رہا تھا جنگلی بلی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم میرے رومینٹک سرپرائز کا ایسے ناس مار دو گی۔"

اسکے دونوں ہاتھ اپنی کمر کے گرد باندھتے وہ سڑی ہوئی شکل بنا کے بولا تھا۔

"تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں ایسا کچھ کرونگا میری جان۔۔ تم جانتی ہو جو عورت اپنے محرم کے چھونے پہ چھوئی موئی جیسی بن جاتی ہے تو بھلا اسے چھوڑ کے میں کافر بن سکتا تھا؟"  
اسکی ناک کو دباتے وہ اسکا بگڑا تنفس بحال کرنا چاہتا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی میں ڈر گئی تھی لکمیر۔۔۔ مم مجھے انابیہ شاہ کا حسن۔۔"

"حسن صرف ایک ثانوی شے میرب میرے لیے دنیا کی حسین عورت وہ ہے جو اپنے رشتوں سے وفادار ہے اور میں نے تمہیں مکمل حسین پایا ہے میرب شاہ۔۔۔ پر ایک بات انابیہ تمہارے بارے میں بالکل صحیح کہتی ہے۔"

لکمیر نے جان بوجھ کے بات ادھوری چھوڑی تو وہ اسے گھورنے لگی تھی۔  
"کونسی بات؟"

اسکی آنکھوں میں بے اعتباری چھا رہی تھی۔

"یہی کہ تم جادو کرنی ہو جس نے لکمیر شاہ پہ جادو کرتے اسے اپنا اسیر بنا لیا ہے۔"

شرارتی مسکان لیے وہ اسکے چہرے پہ جھکا تھا جب میرب نے اسے کمر پہ ہی مکار سید کیا تھا لکمیر کا قہقہہ  
بے ساختہ تھا۔

"میرا فیورٹ کیک لکمیر۔۔"

وہ بچوں کی طرح شکل بناتے زمین پہ بکھرے کیک کو نا دیدے پن سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"ریلی میرب مجھے تم سے ایکسٹریم لیول کے ریکشن کی امید نہیں تھی ورنہ میں اس کیک کو مرحوم ہونے سے بچا لیتا۔"

لکمیر نے بھی اپنی قسمت پہ ماتم کننا پھولوں اور کیک کو دیکھتے کہا تھا۔

"خیر بادشاہ کا غصہ سلامت رہے کیک اور بہت۔۔۔ ہا ہا ہا۔"

لکمیر نے اسکی طرف جھکتے سرگوشی میں کہتے خود ہی قہقہہ لگایا تو وہ اس پہ مکوں کی اندھا دھند برسات کر گئی تھی۔ وہ اس پہ جھکتے حسین رات کے کچھ اور خوبصورت لمحے اپنی مٹھی میں کرنے لگا تھا کمرے میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد شرمیلی کھنکتی ہنسی لکمیر کو مزید جسارتوں پہ مائل کر رہی تھی۔

ایک محبت نے اسے بے اعتبار کیا تھا اور ایک رشتے نے اسے عورت ذات کی وفا کا بہترین سبق دیا تھا جو صرف محرم عورت ہی دے سکتی تھی۔



بڑی حویلی کو برقی قتموں سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ اپنے کمرے میں موجود میرب چوڑیوں سے نبرد آزما نظر آرہی تھی جب اسکا سائبان اسکی مشکل آسان کرنے آ پہنچا تھا۔

"لکمیر یہ اتنی چھوٹی ہیں کہ میرے ہاتھ زخمی ہو رہے ہیں مجھے نہیں پہننا یہ۔" وہ اسکی فرمائش پہ چوڑیاں پہننے لگی تھی جو اسکے سائز سے چھوٹی لے آیا تھا۔

"آ اچھا یہ کرو تم یہ میری بیٹی کیلئے رکھ دو۔"

لکمیر کی بات پہ وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔



"بیٹی؟ آپکی بیٹی۔۔۔"

"اف شکی بیوی آج نہیں تو کل میری بیٹی نے آنا ہی ہے نا تو اس میں مسئلہ کیا ہے۔"

لکمیر کی بات میرب کو اسکی ذہنی حالت پہ شک ہو رہا تھا۔

"سریسلی لکمیر یہاں جوک چل رہا ہے؟ آپکو کیسے پتا کہ بیٹی آنے والی ہے جبکہ بے بی تو اتنا چھوٹا ہوتا کہ

اسے یہ چوڑیاں پہننے کیلئے میرے جتنا ہونا پڑے گا۔"

وہ لکمیر کا ہاتھ تھامے اس پہ چوڑیاں رکھتے اپنی آویزے ٹھیک کرنے لگی تھی جب لکمیر اسکی پشت پہ ٹھوڑی ٹکائے اسے مکمل اپنے حصار میں جکڑ گیا۔

"کیا کر رہے ہیں لکمیر پہلے ہی ہمیں دیر ہو رہی ہے آپکی فیورٹ کزن کی شادی سے۔" وہ تو آنا ہی نہیں

چاہتی تھی اسکے دل میں انابیہ کو لے کے ایک خوف بیٹھ گیا تھا پر آنا فنا میں انابیہ کا رشتہ طے پانا نکاح اور

پھر اب رخصتی یقیناً اسکی سرکشی پہ قابو پانے کیلئے بروقت اقدام کیے جا رہے تھے۔

لکمیر مطمئن تھا جیسے بھی کر کے وہ ایک نئی زندگی شروع کرنے والی تھی یقیناً ایک حلال رشتے سے

جڑنے کے بعد وہ بھی پاکیزہ بندھن کے تقدس میں اپنے ہمسفر سے ہی پیار کرنے لگے گی۔ ویسے بھی

اسکے پیار کے موسموں کے جیسے رنگ بدلتے دیکھے تھے اس نے۔

اس رات نائٹ کلب میں مکمل برہنہ وجود لیے رومن کی بانہوں میں جھولتی انابیہ شاہ سے تو اسی دن ہی

بندھن ٹوٹ گیا تھا ایک مرد سے بہتر کون جان سکتا تھا کہ وہ اپنی من مرضی سے کسی کو اپنا وجود سوپنے

ہوئے یا کوئی اس پہ اپنی اجارہ داری جمارہا ہے۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے پھر بھی اسے موقع دیا لیکن گناہ میں لذت ہے یہ انابیہ شاہ کو تاریکیوں میں ڈوبتے دیکھ کر اندازہ کر چکا تھا اور پھر میرب شاہ سے نکاح سے ایک دن پہلے ہی آنے والی قیوم شاہ کی بے بسی کی تصویر بنتی کال نے اسکا باقی ماندہ محبت کا خون نچوڑ لیا تھا کہ وہ ڈینکل کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اجڑی سی گھر آئی ہے کیا اب بھی وہ اسے اپنا ناچا ہے گا؟ لیکن اس میں ظرف نہیں تھا تبھی ایک انجان روح کی طرف بڑھ گیا پر وقت نے اسے میرب شاہ کی دبے رنگ کی صورت میں ڈھلے پختہ کردار کو سامنے لایا تو دو بول اپنی اہمیت جگا گئے تھے۔

انابیہ شاہ لوٹ آئی تھی پر وہ تو اس سے میلوں فاصلہ کا بنائے صرف اپنی محرم کی محبت میں ڈوبا تھا۔ بہکا، سنبھلا پھر بہکنے کے ڈر سے اس نے خود کو میرب کی ذات میں گم کر لیا تھا۔  
"لکمیر یہ یہ پن لگا دیں؟"

میرب کی جھنجھلاتی آواز پہ وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آتے مسکراتے ہوئے اسکے دوپٹے میں پن لگانے لگا تھا۔

www.kitabnagri.com

"You are looking awesome my glory Love"

لکمیر کے لب اسکے حسن کی مداح سرائی کرتے عملی مظاہرہ کرنے پہ بضد نظر آئے تو وہ اسے پیچھے دھکیل گئی۔

"لپ اسٹک خراب کریں گے کیا؟"

وہ چوڑیوں کے بجائے سعدیہ شاہ کے پہنائے کنگن ہاتھوں کی زینت بنانے لگی تھی تو لکیر اس سے لیتے  
خود پہنانے لگا تھا۔

کاش میں تیرے حسیں ہاتھ کا کنگن ہوتا

تو بڑے پیار سے، بڑے چاؤ سے، بڑے مان کے ساتھ

اپنی نازک سی کلائی میں چڑھاتی مجھ کو

اور بے تابی سے فرقت کے خزاں لمحوں میں

تو کسی سوچ میں ڈوبی جو گھماتی مجھ کو

میں ترے ہاتھ کی خوشبو سے مہک سا جاتا

جب کبھی موڈ میں آکر مجھے چوما کرتی

تیرے ہونٹوں کی میں حدت سے دہک سا جاتا

رات کو جب بھی تو نیندوں کے سفر پر جاتی

www.kitabnagri.com

مر مریں ہاتھ کا اک تکیہ بنایا کرتی

میں تیرے کان سے لگ کر کئی باتیں کرتا

تیری ذولفوں کو، ترے گال کو چوما کرتا

جب بھی تو بند قبا کھولنے لگتی جاناں

اپنی آنکھوں کو تیرے حسن سے خیرہ کرتا

مجھ کو بے تاب سار کھتا تیری چاہت کا نشہ  
میں تیری روح کے گلشن میں مہکتا رہتا  
میں تیرے جسم کے آنگن میں کھلتا رہتا  
کچھ نہیں تو یہی بے نام سا بندھن ہوتا  
کاش میں تیرے حسیں ہاتھ کا کنگن ہوتا  
لکیر نے کنگن پہناتے ان پہ اپنے لب رکھے تو وہ حیا کی لالی سے سرخ پڑی تھی۔  
"چلیں اب؟"

اسکے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ پہ نظر کرتی بولی تو۔

"اوہوں اتنی جلدی کس بات کی ابھی مجھے تو جی بھر کے دیکھنے دونا یار۔" میکسی میں اسکے وجود کی  
اٹھانیں کچھ زیادہ نمایاں ہو رہی تھیں تبھی وہ کچھ سوچتے تھوڑا پیچھے ہٹ کے اسے سر تا پیر دیکھنے لگا  
تھا۔ میرب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا آیا اب کے نقطہ اعتراض کیا ہے؟  
"باقی سب تو ٹھیک ہے پر مصور کے کچھ رنگ میں چاہتا ہوں مجھ پہ دیکھنا لازم رہیں اسلئے ان قباؤں کو  
سیغہ راز رکھنے کی کوشش کریں محترمہ کیونکہ یہ مردوزن کا کمبائن فنکشن ہے۔"  
وہ ذرا سا جھکتے حکم دینے لگا تھا۔

میرب نے دوبارہ مڑ کے خود کو آئینے میں دیکھا تھا گولڈن کلر کی میکسی میں بڑے بڑے آویزوں اور  
ماتھے پہ سجائی چھوٹی سی بندی کے ساتھ اسکا مختصر بناؤ سنگھار کافی ڈیسنٹ لک دے رہا تھا جانے اسے کیا

اعتراض تھا لیکن اپنے ڈریس کی فٹنگ پہ غور کرتے جیسے لب کھلے تھے اس نے ساتھ رکھانیٹ کا دوپٹہ اٹھایا اور اسے کچھ تہیں لگاتے اپنے سینے پہ پھلایا تھا۔  
لکیر کے تنے نقوش بھی ڈھیلے پڑے تھے۔

"کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے اور سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے۔" متبسم نگاہیں نوخیز کلیوں پہ جمائے وہ بے ساختہ اسکے چہرے پہ جھکا تھا۔

میرب کیلئے اسکی دیوانگی کا یہ منظر کبھی کبھی جان لیوا لگتا تھا۔ ڈنر سوٹ میں ملبوس لکیرنگ اپنا بازو اسکے سامنے کیا تو وہ تھوڑا جھجھکتے اسے تھامے باہر آئی تھی۔ بہاروں کے سنگ چلتا وہ روشن جوڑا اسٹیج اور ارد گرد موجود لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بنا تھا۔

"یو آر لکنگ سو پریٹی آپی۔"

رشاء اسے دیکھتے گلے لگی تھی۔

"بس سب اپنی پر سنیا لٹی کا کمال ہے۔"

www.kitabnagri.com

لکیر اتر آیا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں آپ کا کیا کمال ہے بھلا ہماری آپی ہیں اتنی پیاری؟"

زرش بھی سوالیہ پلندہ لیے پہنچی تو شرارتی ٹولے کو خود پہ حملہ آور ہوتے دیکھ حیات شاہ کی طرف بڑھ گیا جو چور نگاہوں سے میرب اور اسے ہی دیکھ رہے تھے۔



"میں نے ہر کوشش کی ہے کہ اسکی زندگی میں گزرے ماہ سال کا ازالہ کر سکوں لیکن چھوٹے ماموں کچھ چیزوں کا ازالہ صرف وہی لوگ ہی کر سکتے ہیں جو اسکے پیچھے کی وجہ ہوں 'میں اسے اپنے حصے کی خوشیاں اور محبت تو دے سکتا ہوں مگر شاید آپکی کمی کوئی پورا نہیں کر سکتا وہ جو والدین کی محبت کیلئے مخصوص کارنر ہے شاید اسے دنیا کی کوئی محبت بھر سکے۔"

لکیر کی مبہم گفتگو نے حیات شاہ کے دل میں کئی ملال جگائے تھے جبھی سب سے ملنے کے بعد وہ ڈرتے ہوئے حیات شاہ کی طرف بڑھی تھی لیکن انکا میرب کو خود سے لپٹانا اور محبت سے سر پہ بوسہ دینا یقیناً حیران کن منظر تھا۔

اسٹیج پہ بیٹھی انابیہ نے ایک سلگتی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔ اسکے نزدیک وہ معمولی صورت لڑکی جو جادو گر نی تھی اس سے اسکے سب اپنے چھین کے لے گئی تھی پر شاید اسے ابھی بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس نے اپنے کردار اور اخلاق سے سب کا دل جیتا تھا گھر کے لاڈلے اکثر ٹھوکروں کی زد برداشت نہیں کر سکتے وہ بھی ان سب سے حد درجہ شاک کی کبھی نہ حویلی لوٹنے کی قسم کھائے بیٹھی تھی۔

رخصتی کے وقت شاید ہی کوئی رویا ہو سب کسی بت کی مانند اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ لکیر نے اپنے دل کو ٹٹولا کہیں کچھ کوئی مخفی جذبہ کسی رقابت کا احساس پر اسے اپنے اندر ڈھونڈنے سے بھی ایسا کچھ نہیں ملا تھا کیونکہ اسکے اندر کے خلا کو پر کرنے والی میرب شاہ ہر طرف اسکے دل پہ قبضے جمائے بیٹھی تھی۔

خواتین کے حصار میں رکی میرب سب کی دعاؤں کے ساتھ آنے والے مہمان کے حوالے سے مبارکباد اور ساتھ احتیاطی نسخے وصول رہی تھی۔

ایک بے بس نگاہ لکمیر پہ ڈالی تو وہ فوراً اسکی مدد کو پہنچا تھا۔

"ہمیں نکلنا ہے پھپھو اب میرب کو اجازت دیں۔"

وہ مریم شاہ سے پیار لینے کو جھکا تو انکی آنکھوں میں سیلاب اٹھ اٹھاتینوں بچے انکی گود میں کھلے تھے لیکن بطن سے جنی اولاد کی خاطر انہوں نے لکمیر کا دل دکھایا تھا جو وہ محسوس تک نہیں کروا رہا تھا۔

گاڑی کی طرف بڑھتے لکمیر کا ہاتھ تھا مے انہوں نے سبکے سامنے ہی اسکے آگے ہاتھ جوڑے تو وہ تڑپ اٹھا تھا۔

"نہیں پھوپھو اس میں آپکا کوئی قصور نہیں ہے یہ انابیہ شاہ کی بد بختی کہ اسے سچے رشتوں سے زیادہ آزادی پسند تھی بس دعا کریں آئندہ وہ ایسی کوئی نادانی نہ کرے مائیں کبھی بیٹوں سے معافی مانگتی اچھی نہیں لگتی ہیں۔"

لکمیر نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا تو اسکے گلے لگتے رو پڑی تھیں۔ سب ہی اس منظر پہ اشکبار ہونے لگے تھے جب میرب نے انکے شانے پہ ہاتھ جمائے تھے۔

"میں ہوں نامما آپکی بیٹی۔"

میرب کی آواز ٹھنڈی پھنوار جیسی وہ دونوں بچے انکی تربیت کا غرور بن کے ٹھرے تھے۔

واپسی کی راہیں بہت مسحور کن تھیں لکیر شاہ سے جڑنے کے بعد وہ زمانے بھر کیلئے معتبر ٹھہرائی گئی تھی۔ "شکریہ لکیر آپ یقیناً میرے صبر کی جزا ہو۔"

ایک مسکراتی نظر اسکے چہرے پہ ڈالتے وہ آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی تھی اگے کی منزلیں آسان تھیں کیونکہ وہ لکیر شاہ کیلئے قابل فخر محبت تھی۔ لکیر نے ایک مسرور نگاہ اسکے بھرے بھرے وجود پہ ڈالی جو اسے مکمل کرنے لگی تھی۔ جو چاہا وہ ملا نہیں اور جو ملا اسکے بعد کچھ اور چاہا ہی نہیں تھا اس نے اپنے ہاتھ میں دبے اسکے ہاتھ پہ عقیدت بھرا لمس ٹھہرائے وہ محبت کی اس ادایہ قربان ہوا تھا۔۔۔۔



انابہ شاہ پھولوں کی سیج پہ بیٹھی اپنے وجود پہ ابھرتے کانٹے محسوس کر رہی تھی۔ سامنے آئینے پہ نگاہ پڑی تو خود کو بے تحاشہ حسین پایا تھا وہ بے اختیار اپنا موازنہ میرب حیات سے کرنے لگی تھی اس لڑکی کے پاس سب کچھ تھا ماسوائے حسن کے اور اسکے پاس بے تحاشہ حسن تھا پھر بھی وہ کچھ حاصل نہیں کر سکی تھی۔

"اتنی آسانی سے تو میں کبھی لکیر شاہ کو تمہارا نہیں ہونے دوں گی میرب حیات جو شخص میری قسمت تھا وہ کسی اور کے مقدر کا ستارہ کیسے بن سکتا ہے؟" ایک نظر مہندی سے لبریز ہاتھوں پہ ڈالی تبھی کھٹکے کی

آواز پہ اس نے نگاہ اٹھائے آنے والے کو دیکھا تھا وجاہت کا نظم اسکا شوہر ٹھہرا تھا اپنے عقد کے بعد بھی نہ ہی اس نے اسکی تصویر دیکھی تھی نا ملنا چاہا تھا مگر وہ بے تحاشہ حسین شخص اپنی پوری وجاہت سے چلتے اسکے برابر آرکا تھا۔

"تم بہت خوبصورت ہو تصویروں سے بھی زیادہ۔" معتبر چال چل کے آتے شخص کی آواز میں کچھ لڑکھڑاہٹ تھی۔ انابیہ فوراً چونکی تھی تو وہ شخص ڈرنکٹ تھا اسکے لبوں پہ استہراسیہ مسکراہٹ کھلی تھی حسن بے باک ہی اسکا فیورٹ تھا اس پہ بہکی اداسی میں ہی اسکے دماغ سے لکیر شاہ اور میرب حیات محو ہوئے تھے۔ لکیر نے صحیح کہا تھا اسکیلئے محبت ہر نئے موسم جیسی ہے۔

ختم شد

❦❦❦

السلام علیکم ! پیارے ریڈرز کیسی لگی آپ کو یہ ہلکی پھلکی رومانیت سے پر محبت کی داستان ناول پڑھنے کے بعد اپنی رائے ضرور دیجئے گا۔

www.kitabnagri.com

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ [www.kitabnagri.com](http://www.kitabnagri.com)

Posted on Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو  
ابھی ای میل کریں۔

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

**Fb/Pg/Kitab Nagri**

[knofficial9@gmail.com](mailto:knofficial9@gmail.com)

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے  
سے گریز کیا جائے۔

**whatsapp \_ 0335 7500595**

ان سب ویب، بلاگ، یوٹیوب چینل اور ایپ والوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اس ناول کو چوری کر کے  
پوسٹ کرنے سے باز رہیں ورنہ ادارہ کتاب نگری اور رائیٹرز ان کے خلاف ہر طرح کی قانونی کارروائی  
کرنے کے مجاز ہوں گے۔